https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ

دعوت دو تم اپنے رب کی طرف حکمت کیساتھ

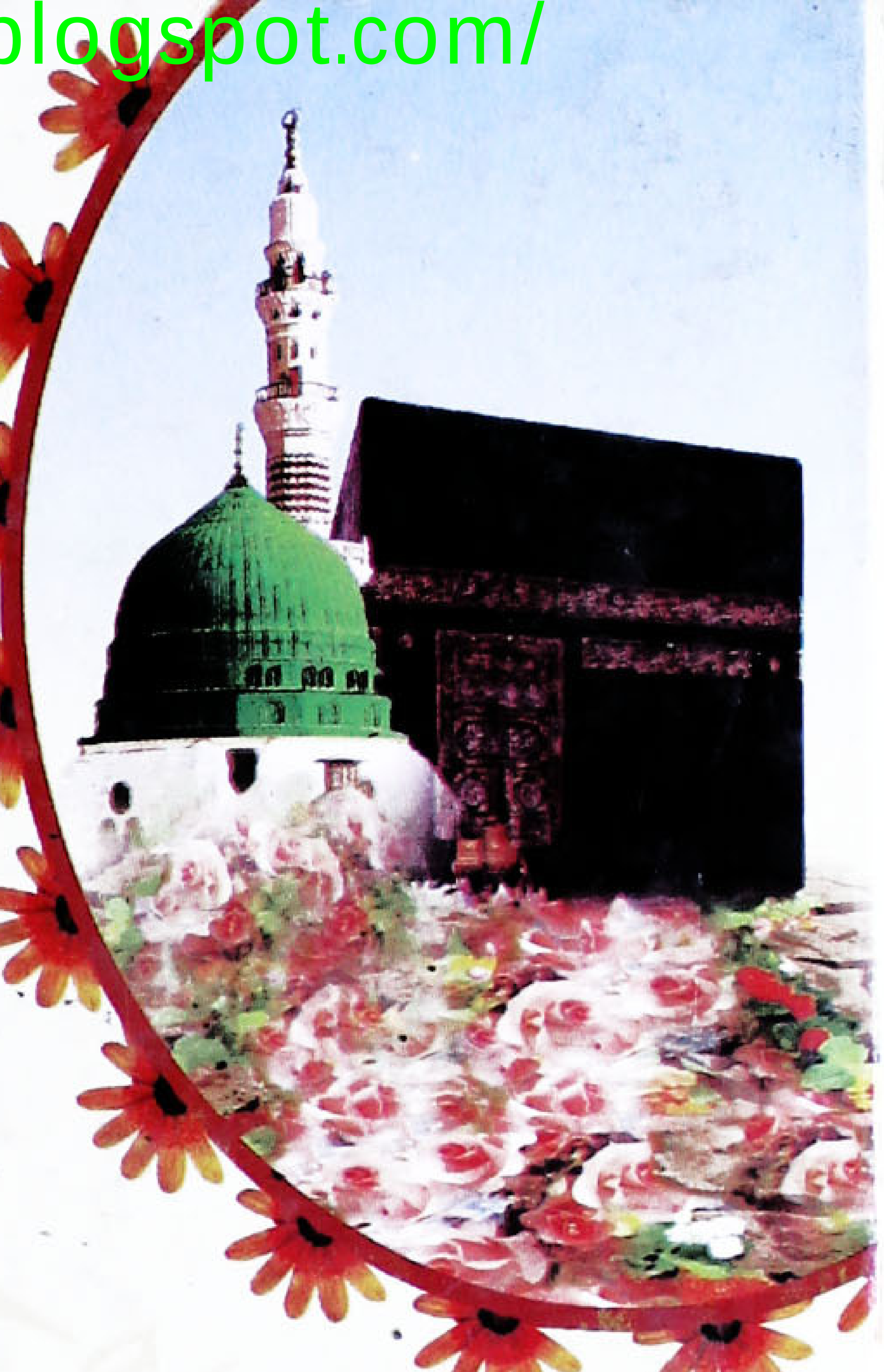

خطباء مقررین اور اہلِ علم حضرات کیلئے تحفہ بیش بہا
سال بھر کے بیانات کیلئے درجنوں کتب سے بے نیاز کر دینے
والا آسان، عام فہم اور دلائل سے مزین حسین گلدستہ

گلدستہ تقاریر

جلد اول

مرتبہ محمد نعیم اللہ خاں قادری رضوی
بی ایس سی بی ایڈ/ ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

مجاہد اہلِ سنت، مقررِ بے نظیر
واعظ خوش الحان، خطیب اہل سنت
حضرت علامہ محمد حنیف اختر مدظلہ العالی
آف خانیوال

اویسی بک سٹال
جامع مسجد رضائے مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پیپلز کالونی گوجرانوالہ
Mob: 0333-8173630

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

گلدستۂ تقاریر

افادات : مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

مرتبہ :
محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی بی ایڈ/ ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق محفوظ ہیں

83928

نام کتاب ———— گلدستہ تقاریر

مرتبہ ———— محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی۔ بی۔ ایڈ
ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ناشر ———— اویسی بک سٹال پیپلز کالونی گوجرانوالہ

صفحات ———— ۵۷۶

باراول ———— محرم الحرام ۱۴۲۸ھ فروری ۲۰۰۷ء

باہتمام ———— محمد سرور اویسی

ہدیہ ———— ۲۴۰ روپے

—— ملنے کے پتے : ——

* ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 72250885 ☎ 7247350
* ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی 2210212 ☎ 021-2630411
* شبیر برادرز لاہور ☎7246006 * مکتبہ جمال کرم لاہور ☎ 7324948
* قادری رضوی کتب خانہ لاہور * رضا ورائٹی لاہور * پروگریسو بکس لاہور
* مسلم کتابوی لاہور * مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور * سنی کتب خانہ لاہور
* مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ 4237699 * مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ 4217986
* مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور * مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
* مکتبہ فیضان مدینہ لالہ موسیٰ۔ کھاریاں۔ جہلم۔ گکھڑ۔ خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذخیرہ

گلدستہ تقاریر

فہرست موضوعات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست موضوعات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست موضوعات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعارف مصنف

مجاہد اہل سنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ آپ کا تعلق ایک مذہبی خاندان سے ہے۔آپ کے والد ماجد حضرت مولانا غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ بلا شک وشبہ ایک عالم باعمل اور عابد بے ریا شخصیت تھے اور شہر خانیوال کی بے شمار مسجدیں آپ کی خدمات اسلام کی منہ بولتی یادگاریں ہیں۔آپ شریعت مطہرہ کے اس قدر پابند تھے کہ فرائض کے ساتھ ساتھ سنت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دامن بھی کبھی آپ کے ہاتھ سے نہ چھوٹا تھا۔اللہ کریم آپ کو بلندیٔ درجات عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادے مجاہد اہل سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب بھی اپنے بزرگوں کی طرح ہمہ صفت موصوف شخصیت ہیں ۔ ✵ آپ کی پیدائش ۱۹۵۰ء میں محلہ غریب آباد خانیوال ہوئی ۔ ابتدائی تعلیم آپ نے مدرسہ غوثیہ جامع العلوم خانیوال سے حاصل کی ۔ بعدازاں کچھ علوم دینیہ مولانا عبدالقادر سعیدی علیہ الرحمۃ اور مولانا نور احمد ریاض صاحب سے حاصل کیے ۔

✵ درس نظامی و دیگر علوم دینیہ جامعہ رضویہ فیصل آباد سے فارغ التحصیل ہوئے اور دستار فضیلت حاصل کی ۔ ✵ دورہ تفسیر القرآن آپ نے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور سے استاذ العلماء والفضلاء حضرت علامہ فیض احمد اویسی صاحب سے پڑھا۔

✵ آپ ۲۹ سال تک امامت وخطابت کے فرائض جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال سرانجام دیتے رہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

✵ غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ ✵ پیر طریقت حضرت علامہ سید ممتاز حسین شاہ سہروردی سے سلسلہ سہروردیہ میں خلافت حاصل کی۔ علامہ صاحب موصوف بیک وقت عالم دین ہی نہیں بلکہ صحافی، ادیب، مضمون نگار، مصنف، نعت گو شاعر بھی ہیں۔ آپ کا ایک نعتیہ مجموعہ ''گلدستہ نعت'' کے نام سے شائع ہوا جو کہ عشق مصطفٰے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ✵ ۱۹۷۰ء سے لیکر ۲۰۰۵ء تک مختلف اخبارات ورسائل میں بطور صحافی، پریس رپورٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے اور تقریباً ۵۔سال تک بحیثیت کالم نویس مختلف اخبارات میں کالم بھی لکھتے رہے ہیں۔ جن میں روزنامہ ''نیادور ملتان' روزنامہ اوصاف ملتان' روزنامہ نوائے وقت ملتان'' شامل ہیں۔ آپ نے امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ تالیف وتصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا ہے۔ آپ کے کم و بیش تیرا سال کے عرصہ میں تقریباً 170 کتب ورسائل شائع ہو چکے ہیں۔

✵ مجاہد اہل سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب نہ صرف ایک عالم دین اور شعلہ بیان مقرر ہیں بلکہ آپ کی علمیت اور حق گوئی اور بے باکی بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے اگر یہ کہا جائے کہ آپ نہ صرف حق گو عالم دین بلکہ حق پرست شخصیت بھی ہیں تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ بہت سے نامور علماء ومشائخ بھی مصلحت کا شکار ہو کر مقتدر شخصیات کے ذاتی اغراض ومنفعت کے فیصلوں پر چپ سادھ لیتے ہیں مگر آپ کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ آپ جس بات کو بھی حقیقتاً غلط تصور کرتے ہیں تو اس کا برملا اظہار کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے اور اس کیلئے مذکورہ شخص کی علمیت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شخصیت یا کوئی اور مصلحت آڑے نہیں آتی۔ آپ شہر کی متعدد تنظیموں کے سرپرست اور صدر ہونے کے ساتھ ساتھ جامع مسجد نور کالونی نمبر ۱ خانیوال میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے ''غوثیہ شفا خانہ'' بھی چلا رہے ہیں۔ جہاں آپ رزق حلال کمانے میں مشغول نظر آتے ہیں۔

✲ ادارہ اویسی بک سٹال نے مختصر عرصہ میں کئی علماء کرام کی کتب تصانیف شائع کر چکا ہے۔ اس مرتبہ نئے اسلامی سال کے موقع پر حضرت علامہ صاحب موصوف کی کتاب ''گلدستہ تقاریر'' شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ مولائے کریم آپ کو مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور آپ جیسی حق گو شخصیات کا سایہ اہل سنت پر قائم و دائم رکھے۔ آمین

محمد سرور اویسی

اویسی بک سٹال گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو جب ترتیب دے رہا تھا انہی دنوں شیخ محمد سرور صاحب اویسی بک سٹال والے کے داماد شیخ محمد اشرف اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ بندہ اپنی اس تصنیف کے ثواب کو انہی کے نام کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے پیارے حبیب کریم ﷺ کے طفیل مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے

آمین ثم آمین

دعا گو

فقیر محمد حنیف اختر خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَّلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

یَارَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا
وَاغْفِرْلَنَا مَا مَضٰی یَا وَاسِعَ الْکَرَمِ

فَاغْفِرْلِنَاشِدِهَا وَاغْفِرْلِقَارِئِهَا
سَاَلْتُکَ الْخَیْرَ یَاذَاالْجُوْدِ وَالْکَرَمِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

اسلامی مہینوں کی فضیلت

تالیف:

مجاہد اہل سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِسلامی مہینوں کی فضیلت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ • نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

تمہید حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ اسلامی سال ماہِ محرم سے شروع ہوتا ہے اور ماہِ ذوالحجہ پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے پہلے مہینے محرم کی دس تاریخ کو سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی ہے اور اس کے آخری مہینے ذوالحجہ کی دس تاریخ کو حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ہے۔

گویا اسلامی سال مسلمانوں کو قربانی کا درس دیتا ہے اور اس امر کی تنبیہ کرتا ہے کہ اسلام کی عظمت کی خاطر مسلمانوں کو تن من دھن ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

اسلامی سال کے بارہ مہینے ہیں اور ہر مہینے کی انوکھی و نرالی شان ہے۔ ذیل میں اسلامی مہینوں کی شان و عظمت اور ان کے فضائل و نوافل افادۂ عوام کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ "محرم" ہے اور یہ مہینہ انتہائی عظمت والا مہینہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ "جس نے ماہِ محرم کی تعظیم کی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جگہ عطا فرمائے گا اور دوزخ سے اس کو نجات دے گا"۔ • محرم کا چاند نظر آتے ہی اس کی پہلی رات غروبِ آفتاب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد سے شروع ہو جاتی ہے (رات بارہ بجے سے شروع نہیں ہوتی جیسا کہ انگریزی دان سمجھتے ہیں)۔ اسلامی تاریخ مغرب سے ہی بدل جاتی ہے۔ تمام مسلمانوں کو یہ بات خاص طور پر ذہن نشین کر لینی چاہیئے۔ ★ حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "جو شخص محرم کی پہلی رات جاگ کر عبادت میں گزارے اور اس میں آٹھ رکعات نماز نفل اسطرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد دس مرتبہ قُل شریف پڑھے تو میں قیامت کے دن اس کی اور اس کے گھر والوں کی شفاعت کروں گی خواہ اُن پر جہنم واجب ہو چکی ہو۔"

★ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس نے ماہِ ذوالحجہ کے آخری دن کا اور ماہِ محرم کے پہلے دن کا روزہ رکھا تو گویا اس نے پچھلا سال بھی روزوں میں ختم کیا اور آئندہ سال کبھی روزوں سے شروع کیا اور ان روزوں کو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا۔" (غنیۃ الطالبین)

★ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ "جس شخص نے محرم کے ابتدائی دس دنوں کے روزے رکھے تو گویا اُس نے دس ہزار سال اللہ تعالیٰ کی اسطرح عبادت کی کہ دن میں روزہ رکھا اور راتوں میں قیام کیا۔"

★ شبِ عاشورہ میں یعنی دسویں محرم کی رات میں عشاء کی نماز کے بعد جو شخص چار رکعات نماز نفل دو دو کرکے پڑھے اور ہر رکعت میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الحمد شریف کے بعد تین تین مرتبہ آیۃ الکرسی اور دس دس مرتبہ قل شریف پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ایک سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت و بخشش کی دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا"

★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "جو شخص شب عاشورہ میں پوری رات عبادت کرے اور دن کو روزہ رکھے تو اسکو مرتے وقت موت کا احساس تک نہ ہوگا" (غنیۃ الطالبین)

★ جو شخص عاشورہ کے دن ستر مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ تو اسکو بخش دیا جائے گا اور اس کا نام اولیائے کبار میں لکھ دیا جائے گا"۔ ماہ محرم میں یہ چند نوافل و وظائف ہمیں حرز جان بنا لینے چاہیئے۔ انشاء اللہ العزیز ان سے دنیا و آخرت میں خاطر خواہ فائدہ حاصل ہوگا۔

صفر اسلامی سال کا دوسرا مہینہ "صفر" ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اسمیں بکثرت آفتوں اور بلاؤں کا نزول ملتا ہے اور ایسی روایات بعض کتابوں میں بھی ملتی ہیں لیکن دراصل یہ روایات صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ماہ صفر میں بیماری، نحوست اور بھوت وغیرہ کا نزول نہیں ہوتا" (مسلم شریف)۔

★ اسی طرح اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(جسے عرف عام میں چار شنبہ کہا جاتا ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیماری سے صحت پائی تھی۔ یہ بھی غلط و بے اصل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس مرض میں آپکا وصالِ پاک ہوا اُس کا آغاز اِسی دن سے ہوا تھا۔

★۔ ماہِ صفر کا چاند دیکھ کر مغرب اور عشاء کے درمیان چار رکعت نماز نفل دو دو کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اور پھر سلام پھیرنے کے بعد مندرجہ ذیل درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

★۔ صفر کے آخری چہار شنبہ کو صبح کی نماز سے لے کر عشاء کی نماز تک ہر نماز کے بعد یہ آیاتِ قرآنی ایک مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے خود بھی پیئے اور دوسروں کو بھی پلائے۔ یہ جان و مال کی حفاظت کیلئے نہایت مجرب ہیں۔ وہ آیات یہ ہیں۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ ہ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ہ سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ ط سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَ ھٰرُوْنَ ط سَلٰمٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ ط سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ ط سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ط

ربیع الاوّل

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ "ربیع الاوّل" ہے۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جسمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ اس مہینے میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے جلسوں اور جلوسوں کا انعقاد جائز و مباح اور صدہا برکات کا موجب ہے۔ نیز جلسوں اور جلوسوں پر دل کھول کر خرچ کرنا اسراف یا فضول خرچی نہیں بلکہ اللہ ورسول کی رضا کے حصول کا سبب ہے۔

★ ماہِ ربیع الاول شریف کی پہلی رات عشاء کی نماز کے بعد سولہ (۱۶) رکعات نماز نفل دو دو کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ پھر سلام کے بعد ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اِس نماز کے پڑھنے والے کو انشاء اللہ العزیز حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوگی۔

★۔ بارہ ربیع الاول شریف کو ظہر کی نماز کے بعد بیس رکعت نماز نفل دو دو کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اکیس اکیس مرتبہ قل شریف پڑھے اور ان کا ثواب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور ہدیہ پیش کرے۔ اس نماز کے پڑھنے والا بھی انشاء اللہ دیدارِ مصطفیٰ سے مشرف ہوگا۔

★ ربیع الاول کی بارہویں، تیرہویں اور چودھویں رات کو بعد نمازِ عشاء اس دعا کو سات ہزار سات سو اکتالیس مرتبہ پڑھے۔ یَابَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَابَدِیْعُ۔ اس وظیفہ سے انشاء اللہ العزیز رزق میں وسعت اور ترقی ہوگی۔

ربیع الثانی اسلامی سال کا چوتھا مہینہ ربیع الثانی ہے۔ اس مبارک مہینے کی گیارہویں تاریخ حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصالِ پاک کا دن ہے۔ اِس لئے اس مہینے میں بڑی گیارہویں شریف نہایت محبت و عقیدت سے منائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے منانے والوں کو اپنی بے شمار رحمتوں سے نوازتا ہے۔

★۔ اس مبارک مہینے کی پہلی رات میں مغرب کی نماز کے بعد آٹھ رکعات نماز نفل دو دو کرکے پڑھے۔ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ کوثر تین بار۔ دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ کافرون تین بار، پھر تیسری، چوتھی، پانچویں، چھٹی، ساتویں اور آٹھویں رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھے۔ اس نماز کے پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں بے شمار ثواب لکھا جائے گا۔

★ ماہ ربیع الثانی کی پہلی پندرھویں اور انتیس کی رات کو بعد نماز عشاء چار رکعات نماز نفل دو دو کرکے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پانچ پانچ مرتبہ قل شریف پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو قیامت کے دن بخش دے گا۔

جمادی الاوّل اسلامی سال کا پانچواں مہینہ جمادی الاوّل ہے اور یہ مہینہ بھی بڑی فضیلت والا ہے۔ ★ اس مہینے کی پہلی تاریخ کو مغرب کی نماز کے بعد آٹھ رکعات نماز نفل دو دو کرکے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ اِخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے۔ اس کے پڑھنے والے کو بے شمار عبادت کا ثواب ملے گا۔

★ اس ماہ میں بھی اور دیگر مہینوں میں بھی درود شریف کا وظیفہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کثرت کے ساتھ کرتا رہے اور بالخصوص مندرجہ ذیل درود شریف ضرور پڑھتا رہے کیونکہ اس درود شریف کے ایک مرتبہ پڑھنے سے چھ لاکھ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ وہ درود شریف یہ ہے۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ۔ یہ درود شریف بہت مقدس و مبارک ہے۔

جمادی الثانی اسلامی سال کا چھٹا مہینہ جمادی الثانی ہے۔ ★ اس مہینے کی پہلی تاریخ کو عشاء کی نماز کے بعد بارہ رکعات نماز نفل دو دو کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ اخلاص ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ اس کے پڑھنے والے کو بے عدد بے حساب اجر و ثواب ملے گا۔

★۔ اس مہینے کی اکیسویں رات سے لے کر آخری رات تک روزانہ بعد نماز عشاء بیس رکعت نفل دو دو کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ایک ایک مرتبہ قل شریف پڑھے۔ اس نماز کی بڑی فضیلت ہے۔ نیز جمادی الثانی کی آخری تاریخ کا ماہِ رجب کے استقبال کی نیت سے روزہ رکھنا افضل ہے۔

رجب المرجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ رجب ہے اور چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ یہ بھی ہے۔ (بقایا تین حرمت والے مہینے ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

★ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب ماہِ رجب کا چاند دیکھو تو یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا اِلٰی شَھْرِ رَمَضَانَ۔ ★ ماہِ رجب کی پہلی تاریخ کو بعد نماز ظہر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پانچ پانچ مرتبہ قل شریف پڑھے۔ اور سلام کے بعد دعا مانگتے ہوئے اپنے سابقہ تمام گناہوں سے توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

★ اسی مبارک مہینے میں "لیلۃ الرغائب" آتی ہے اور یہ اس مہینے کی پہلی جمعہ کی رات کا نام ہے۔ اس رات میں "صلوٰۃ الرغائب" پڑھی جاتی ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ، اس رات میں مغرب کی نماز کے بعد بارہ رکعت نماز نفل دو دو کرکے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ انا انزلنٰہ تین مرتبہ اور سورہ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے۔ اس سے فارغ ہوتے ہی ستر مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔ پھر سجدے میں جاکر ستر مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ۔ اس کے بعد سجدے سے سر اٹھاکر ستر مرتبہ یہ دعا پڑھے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْاَعْظَمُ ؕ

پھر سجدے میں جاکر پُرخلوص دعا کرے اور اپنی مرادیں مانگے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو اسکی تمام مرادیں پوری ہوں گی۔" (ماثبت بالسنۃ)۔ ★ ماہِ رجب کی ستائیس۲۷ کی رات معراج کی رات ہے۔ اِس رات میں نوافل پڑھنا اور وظائف کرنا افضل ہے اور ستائیس۲۷ کے دن کے روزے کا بڑا ثواب ہے۔ جس نے اس دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسکو قبر کے عذاب اور جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ ماہِ رجب کے ایک روزے کا ثواب ہزار روزوں کے برابر ہے۔

شعبان المعظم

اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ "شعبان شریف" ہے اور یہ بہت ہی برگزیدہ مہینہ ہے۔ ★ اسکی پہلی رات بعد نماز عشاء بارہ رکعات نماز نفل دو دو کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل شریف پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھے اور آخر میں فارغ ہونے کے بعد ستر مرتبہ درود پاک پڑھے۔ اس کے بعد دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

★ اس مہینے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روزے رکھا کرتے تھے بلکہ کبھی کبھی تو پورا شعبان کا مہینہ روزوں میں گزار دیا کرتے تھے۔ کسی نے کثرت سے روزے رکھنے کا سبب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال خصوصیت سے رب کریم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرے عمل اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں تو میں نے روزہ رکھا ہوا ہو۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو شعبان میں زیادہ سے زیادہ روزے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھنے چاہئیں اور بالخصوص شبِ برات کے ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کے تو دو روزے ضرور رکھنے چاہئیں۔

★ اس مبارک مہینے کی پندرھویں رات "شبِ برات" ہے اور یہ بڑی فضیلت والی رات ہے۔ اس رات میں آٹھ رکعات نماز نفل اکٹھے ایک سلام کے ساتھ پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھے اور ان کا ثواب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح مبارک کو پہنچائے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا خود فرماتی ہیں کہ جب تک میں اس نماز کے پڑھنے والے کی شفاعت نہ کر لوں اس وقت تک میں جنت میں قدم نہ رکھوں گی۔

★ اس رات کی بہترین دعا یہ ہے جو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تعلیم فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ غرضیکہ شبِ برات پوری کی پوری رات جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارنی چاہیئے۔

رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ "رمضان المبارک" ہے اور یہ مہینہ بہت ہی عظمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ صبر و شکر اور عبادت کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ اللہ کا خاص مہینہ ہے اور اسمیں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے۔

★ اس مہینے کے روزے فرض ہیں اور راتوں کو نماز تراویح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادا کی جاتی ہے جسمیں حفاظ کرام قرآن پاک پڑھتے ہیں اور یہ قرآن پاک اسی مقدس مہینے میں ہی نازل کیا گیا ہے

★ اسی مبارک مہینے میں وہ رات آتی ہے جسکو "لیلۃ القدر" کہا جاتا ہے اور جسکی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے اور جو رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں آتی ہے اور جو جمہور مفسرین کی تصریح کے مطابق رمضان شریف کی ستائیس کی رات ہوتی ہے۔

★ جو شخص لیلۃ القدر میں چار رکعات نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ قدر ایک مرتبہ اور سورۂ اخلاص ستائیس مرتبہ پڑھے تو اس نماز کے پڑھنے والا گناہوں سے ایسے پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

★ جو شخص لیلۃ القدر میں چار رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ قدر تین مرتبہ اور سورۂ اخلاص پچاس مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد سجدے میں جاکر ایک مرتبہ یہ پڑھے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

تو جو دعا مانگے گا قبول ہو گی اور اللہ تعالیٰ اسکے تمام گناہ معاف فرمائے گا۔

شوال المکرم

اسلامی سال کا دسواں مہینہ "شوال المکرم" ہے اور یہ مہینہ بھی بڑی شان و عظمت والا ہے۔

★ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عیدین کی راتوں (یعنی شوال کی چاند رات اور ذی الحجہ کی دسویں رات) میں قیام کرے (یعنی یہ راتیں عبادت میں گزارے) تو اسکا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مر جائیں گے۔" (ابن ماجہ)

شوال کی پہلی رات میں بعد نماز عشاء چار رکعت نماز نفل دو دو کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورہ اخلاص تین بار، سورہ فلق تین بار اور سورہ ناس تین بار پڑھے اور سلام کے بعد ستر مرتبہ کلمہ تمجید پڑھ کر اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔

* ماہ شوال کے چھ روزوں کی بڑی فضیلت ہے ان کے رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ پورے سال کے روزوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ یہ روزے مسلسل رکھنے بھی جائز ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ پورے ماہ شوال میں علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں۔ (نسائی شریف)

ذیقعدہ

اسلامی سال کا گیارہواں مہینہ "ذیقعدہ" ہے اور یہ مہینہ نہایت حرمت والا مہینہ ہے۔

* اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط (پ ۱۱ سورۃ التوبہ) یعنی چار مہینے حرمت والے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ رجب، ذیقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ یہ مہینے اسلام سے پہلے بھی محترم مانے جاتے تھے اور ان کی حُرمت اب بھی باقی ہے۔

* بہت سے لوگ ذیقعدہ کے مہینے کو معاذ اللہ بُرا سمجھتے ہیں اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسکو خالی مہینہ کہتے ہیں ۔ یہ غلط ہے ۔ (بہارِ شریعت) ۔★ اِس مبارک مہینے میں ہر جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعات نماز نفل دو دو کر کے پڑھے ۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۂ اخلاص اکیس ۲۱ اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھے تو اس نماز کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ حج و عمرہ کا ثواب عطا فرمائے گا ۔

★ ماہِ ذیقعدہ میں جو شخص ایک دن کا روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اُسکو عمرہ کے برابر ثواب عطا فرماتے گا ۔

★ ایامِ بیض کے روزے رکھنے کی بھی بڑی فضیلت ہے ۔ اور یہ ہر اسلامی مہینے کی ۱۳ / ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کے روزے ہیں ۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ روزے رکھے اور صحابہ کرام کو بھی اِن روزوں کے رکھنے کا حکم فرمایا ۔

ذی الحجہ اسلامی سال کا بارہواں اور آخری مہینہ "ذی الحجہ" ہے ۔ تمام مہینوں میں سے یہ مہینہ سب سے زیادہ حرمت والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اِس ماہ کی ابتدائی دس راتوں کی قرآن پاک میں قسم اٹھائی ہے ۔

★ چنانچہ ارشادِ باری ہے ۔ وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (پ ۳۰) یعنی صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم ۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اِن دس راتوں سے مراد ماہِ ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں ۔ (غنیۃ الطالبین) ۔

★ اِس مبارک مہینے کی پہلی رات سے لے کر دسویں رات تک روزانہ بعد نمازِ عشاء دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الحمد شریف کے بعد سورہ کوثر تین بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے انشاء اللہ اس نماز کے پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں بے شمار نیکیاں لکھی جائیں گی۔

★ اس مبارک مہینے کی پہلی سے نو تاریخ تک کے روزوں کی بڑی فضیلت ہے۔ اور بالخصوص سات آٹھ اور نو تاریخ کا روزہ رکھنا افضل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عرفہ (یعنی ۹ ذی الحجہ) کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے"۔ (مسلم شریف)

★ اسی مبارک مہینے کی ۹ تاریخ کو حج اور دس تاریخ کو عید الضحیٰ ہوتی ہے اور یہ دونوں مسلمانوں کے نہائیت مقدس تہوار ہیں۔

اور اسی مہینے کی دس تاریخ کو "قربانی" کی جاتی ہے جو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سُنت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کے لئے باقی رکھی گئی ہے۔

خاتمہ مذکورہ بالا سطور میں نہائیت اختصار کے ساتھ اسلامی سال کے بارہ مہینوں کے فضائل و انوفل تحریر کئے گئے ہیں۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اسلامی مہینوں کے نام خود بھی یاد کرے اور اپنے بچوں کو بھی کرائے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ان کے فضائل سے بھی ان کو روشناس کراتے۔ کچھ لوگ اِن مہینوں کے نوافل وغیرہ کو بدعت وغیرہ کہہ کر آپ کو روکنے کی کوشش کریں گے لیکن ایسے لوگوں کی آپ بالکل پرواہ نہ کریں اور اِن کے دھوکے میں آکر عباداتِ الٰہی سے غافل نہ ہوں۔

یہ لوگ کہیں گے کہ اِن عبادات کا حضور علیہ السّلام یا صحابہ کرام کے زمانے میں وجود نہیں تھا لہٰذا یہ بدعت ہیں۔

تو ہم کہتے ہیں کہ اے ظالمو! خود تمہارا ابھی تو ان کے زمانے میں وجود تک نہیں تھا لہٰذا تم بھی سراپا بدعت ہو۔

تو تم اپنے گلے پر چھری کیوں نہیں پھیرتے تاکہ بدعت کی جڑ ہی کٹ جائے۔

بہرحال میرے سُنی بھائیو! آپ اسلامی مہینوں میں خوب دل لگی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

تحریر کنندہ **محمد حنیف اختر** صدر بزم سعید خانیوال

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم مئی ۱۹۹۸ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

کا فرمان

نفس کے اخلاق مذمومہ سے غافل نہ ہو۔ موت کی یاد اور لزومِ خلوت وعزلت سے اس کا علاج ہوسکتا ہے۔ سوائے جمعہ اور جماعت کے لوگوں سے اختلاط نہ رکھے۔ علاوہ ازیں بندے کو لازم ہے کہ اپنے اوقات کو غنیمت سمجھے اور اپنے ایام وساعات کو اوراد سے مزین کرے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ریا، نفاق، سمعہ اور مخلوق کے سامنے سجاوٹ اور بناوٹ سے اپنے آپکو دور رکھے۔ اس لیے کہ یہ طریق عمل طریق صادقین میں شرکت کی مانند ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

ماہ محرم کے فضائل ونوافل

تالیف:

مجاہد اہل سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماہ محرم کے فضائل و نوافل

تمہید

محرم الحرام انتہائی فضیلت و عظمت والا مہینہ ہے اور یہ مہینہ بے شمار برکات کا حامل ہے محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور ذوالحجہ اس کا آخری مہینہ ہے محرم کی دس تاریخ کو سیدا لشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے جانباز ساتھیوں کی قربانی ہے اور ذوالحجہ کی دس تاریخ کو حضرت سید نا ذبیح اللہ اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ہے۔ گویا کہ اسلامی سال مسلمانوں کو یہ درس دیتا ہے کہ صاحب ایمان لوگوں کو اسلام کی خاطر تن من دھن کی قربانی دینے کے لئے ہروقت تیار رہنا چاہئے۔ یہاں پر مسلمانوں کی اس قابل افسوس حالت کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ ان کو اور ان کے بچوں کو انگریزی مہینوں کے نام تو فرفر آتے ہیں لیکن اسلامی مہینوں کے نام بالکل نہیں آتے۔ اور اسلامی سال کے متعلق سوال کیا جائے کہ یہ کس ماہ سے شروع ہوتا ہے اور کس ماہ پر ختم ہوتا ہے تو الاماشاء اللہ اکثر مسلمان بغلیں جھانکنے لگیں گے۔ اور پھر یہ امر مزید افسوس کا باعث ہے کہ مسلمان خط وکتابت میں اور دیگر تحریری معاملات میں انگریزی تاریخ تو لکھتے ہیں لیکن اسلامی تاریخ کا نہ تو انہیں علم ہوتا ہے اور نہ ہی وہ لکھتے ہیں حالانکہ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں خط وکتابت وغیرہ میں اپنی اسلامی تاریخ لکھنی چاہیئے۔ بہرحال محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔

محرم کا چاند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جوں ہی محرم کا چاند طلوع ہوتا ہے مسلمانوں پر خوشی و غم کے ملے جلے جذبات طاری ہو جاتے ہیں۔خوشی اس بات کی ہوتی ہے کہ الحمدللہ ہمارا نیا اسلامی سال شروع ہو گیا ہے اور غم اس بات کا لاحق ہو جاتا ہے کہ اسی ماہ محرم کی دس تاریخ کو سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں جام شہادت نوش فرمایا تھا ○ ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "محرم کا چاند دیکھ کر چار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنا افضل ہے" ایک اور حدیث پاک میں آپ کا فرمان ہے کہ "محرم اللہ کے لئے ہے اس کی تعظیم کرو۔جس نے ماہ محرم کی تعظیم کی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جگہ عطا فرمائے گا اور جہنم سے آزاد فرمائے گا۔"

اس حدیث پاک سے اس ماہ مبارک کی فضیلت و عظمت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

محرم کی پہلی رات

چاند نظر آتے ہی محرم کی پہلی رات شروع ہو جاتی ہے۔بزرگان دین سے اس رات میں نوافل ادا کرنے کے متعدد طریقے منقول ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

○ محرم کی اس پہلی رات میں آٹھ رکعات نماز نفل چار سلام کے ساتھ پڑھے۔یعنی دو دو کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھے۔اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے پڑھنے والے کی مغفرت فرمائے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

○اس پہلی شب میں بعد نماز عشاء چار رکعات نماز نفل دو دو کر کے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور آخری سلام کے بعد گیارہ مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

سبوحٌ قدوس ربنا ورب الملائکتہ والروح ط اس نماز کے ادا کرنے والے کو بے حد و حساب اجر و ثواب عطا کیا جائے گا

○اس رات میں جو شخص دو رکعت نماز نفل پڑھے اور سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔ اللّٰھم ارحمنی وتجاوز عنی واحفظنی من کل آفتہ۔ تو وہ پورا سال آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔

○ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جو شخص محرم کی پہلی رات میں شب بیداری کرے یعنی جاگ کر عبادت میں گزارے اور آٹھ رکعات نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل شریف دس دس مرتبہ پڑھے تو میں قیامت والے دن اس کی اور اس کے گھر والوں کی شفاعت کروں گی۔ سبحان اللہ)

یکم محرم الحرام کا دن

یہ رات جب ختم ہوتی ہے اور صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ دن محرم کا پہلا دن ہوتا ہے۔ یعنی اس دن یکم محرم الحرام ہوتی ہے۔ اس دن کا روزہ رکھنا بڑے ثواب کا باعث ہے

○ایک حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص محرم کی پہلی، انتیس (۲۹) اور تیس (۳۰) تاریخوں کا روزہ رکھے اور راتوں کو قیام کرے یعنی جاگتے ہوئے عبادت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں گزارے تو اس کے نامہ اعمال میں تیس برس کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا اور اس کے لئے پل صراط سے گزرنا آسان ہو گا اور اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہو گا۔ اور یکم محرم سے دس محرم تک مسلسل روزے رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے۔اور اگر سارے روزے نہ رکھے جا سکیں تو یکم محرم، نو محرم اور دس محرم کے تین روزے تو کم از کم ضرور رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ بہت زیادہ ثواب کا باعث ہیں۔

محرم کے دس دن

ماہ محرم کے ابتدائی دس دن بڑی شان و عظمت والے ہیں

○ایک حدیث پاک میں ہے کہ "جس نے محرم کے شروع کے دس دنوں کا روزہ رکھا تو اس کو اتنا ثواب ملے گا کہ گویا اس نے دس ہزار سال اللہ تعالی کی ایسی عبادت کی کہ دن میں روزہ رکھا اور رات میں قیام کیا۔"

آج کل ہم مسلمان اسلامی معاملات اور دینی عبادات میں انتہائی غفلت و سستی کا شکار ہیں اور نیکی کے کاموں کے لئے ہمیں وقت ہی نہیں ملتا۔ اور اسی وجہ سے آج پوری دنیا میں مسلمان ذلت و رسوائی کا شکار ہیں۔ اگر آج بھی ہم اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی کما حقہ اتباع و فرمانبرداری کو اپنالیں اور فرضی عبادات کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا نفلی عبادات کو بھی اپنے لئے حرز جاں بنالیں تو ہماری تمام مشکلات اور پریشانیوں کا یقینی طور پر خاتمہ ہو سکتا ہے اور ہم دنیا میں انتہائی عزت سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

دسویں محرم الحرام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماہ محرم کے تمام دنوں میں سب سے افضل دن دسویں محرم کا دن ہے جس کو "یوم عاشورہ" بھی کہا جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمام دنوں پر فضیلت بخشی ہے۔☆ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں زمینوں پہاڑوں اور سمندروں کو اسی عاشورہ کے دن پیدا فرمایا۔☆ لوح و قلم کو بھی اسی دن پیدا فرمایا۔☆ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اسی دن پیدا فرمایا۔ ☆ حضرت ایوب علیہ اسلام کی بیماری اسی دن دور فرمائی۔☆ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ قربانی اسی دن دیا گیا۔ ☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی دن پیدا ہوئے۔☆ حضرت ادریس علیہ السلام کو اسی دن آسمان پر اٹھایا گیا۔☆ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی۔☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کو انسانوں اور جنوں پر حکومت بھی اسی دن عطا ہوئی۔☆ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو نار نمرود سے نجات بھی اسی دن بخشی گئی۔☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بھی اسی دن اٹھایا گیا۔ ☆ حضرت داؤد علیہ السلام کی خطا بھی اسی دن معاف ہوئی۔☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی عاشورہ کے دن پیدا کیا گیا۔☆ فرعون کو اسی دن دریائے نیل میں غرق کیا گیا۔☆ قیامت بھی اسی عاشورہ کے دن یعنی دس محرم الحرام کو واقع ہوگی اور سے سب سے پہلے بارش بھی اسی دن نازل ہوئی۔(سبحان اللہ سبحان اللہ) یہ دن کتنی عظمت اور کتنی شان والا دن ہے۔

○ بعض روایات میں آتا ہے جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا وہ مرض الموت کے سوا کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا' جس نے عاشورہ کے دن آنکھوں میں سرمہ لگایا اس کی آنکھیں پورا سال نہیں دکھیں گی' جس نے اس دن کسی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیمار کی عیادت کی تو گویا اس نے تمام اولاد آدم کی عیادت کی اور جس نے اس دن کسی کو ایک گھونٹ پانی پلایا تو گویا اس نے ایک لمحہ بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔○ ایک روایت میں ہے کہ جس نے عاشورہ کے دن اپنے گھر والوں پر خرچ میں وسعت سے کام لیا تو اللہ تعالی اسے پورے سال کی وسعت اور فراخی عطا فرماتا ہے

شب عاشورہ کی عبادت

محرم الحرام کی دسویں رات "شب عاشورہ" بڑی فضیلت کی حامل رات ہے○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص شب عاشورہ میں رات بھر عبادت میں مشغول رہے اور دن کو روزہ رکھے تو اس پر اس طرح موت آئے گی کہ اس کو مرنے کا احساس بھی نہیں ہوگا۔○ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے شب عاشورہ عبادت میں گزاری تو اللہ تعالی جب تک چاہے گا اس کو زندہ رکھے گا○ شب عاشورہ میں نماز عشاء چار رکعت نماز نفل دو سلاموں سے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پانچ پانچ مرتبہ قل شریف پڑھے تو اللہ تعالی اس کے پڑھنے والے کے تمام گناہ معاف فرمادے گا اس رات میں چار رکعات نماز نفل دو دو کر کے پڑھنے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین تین مرتبہ آیتہ الکرسی اور تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد سورۃ اخلاص ایک سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو جنت میں ہر قسم کی نعمتیں عطا فرمائے گا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

○ شب عاشورہ میں آٹھ رکعات نماز نفل دو دو کر کے پڑھے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچیس پچیس مرتبہ قل شریف پڑھے۔ اور سلام کے بعد ستر مرتبہ درود شریف اور ستر مرتبہ استغفار پڑھ کر دعائے مغفرت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔

یوم عاشورہ کی عبادت

دسویں محرم کا دن یعنی یوم عاشورہ بھی بڑی فضیلت والا دن ہے۔ اس دن کا روزہ بھی رکھنا چاہئے اور نوافل وغیرہ بھی پڑھنے چاہئیں ○ حضور اکرم ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ مدینہ شریف میں رہنے والے یہودی لوگ یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ایک عظمت والا دن ہے (اس دن فرعون غرق ہوا) اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات دی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس دن روزہ رکھا اور ہم بھی رکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم تمہاری بنسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں لہٰذا آپ نے یوم عاشورہ کا خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ ○ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ کبھی نہیں چھوڑا۔ ○ ایک حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے"○ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے"○ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "یہودیوں کی مخالفت کرتے ہوئے تم نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھا کرو" اس دن روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ نوافل بھی کثرت کے ساتھ پڑھنے چاہئیں۔○ عاشورہ کے دن چار رکعت نماز نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچاس مرتبہ قل شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس نماز کے پڑھنے والے کے گذشتہ پچاس سال اور آئندہ پچاس سال کے گناہ معاف فرمادے گا○ اس دن آٹھ رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورۃ مرضی پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کو بے شمار ثواب عطا فرمائے گا۔○ اس دن چار رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورۃ زلزال' ایک مرتبہ سورۃ کافرون اور ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور نماز کے بعد ستر مرتبہ درود شریف پڑھے۔ یہ نماز بڑی فضیلت واہمیت کی حامل ہے۔○ عاشورہ کے دن نماز ظہر سے پہلے چار رکعات نماز نفل دو دو کرکے پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پندرہ پندرہ مرتبہ قل شریف پڑھے اور اس کے پڑھنے ثواب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشے تو اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

چند اہم وظائف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محرم کی پہلی رات سے شب عاشورہ تک روزانہ بعد نماز عشاء ایک سو مرتبہ کلمہ توحید یکسو اور باوضو ہو کر گناہوں مغفرت کے واسطے بہت افضل ہے یوم عاشورہ کسی بھی وقت یکسو اور باوضو ہو کر گناہوں کی بخشش کیلئے ستر بار یہ دعا پڑھنا افضل ہے اور اس کے پڑھنے والے کا نام اولیاء کبار میں لکھا جائے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل ونعم المولی ونعم النصیر ان کے علاوہ دیگر ہر قسم کے اوراد و وظائف اس دن کئے جاسکتے ہیں یہ دن بہت اہم دن ہے اور اس کو غفلت و سستی میں نہیں گزارنا چاہئے اور اس میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالی کی عبادت کرنی چاہئے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں مسلمان عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس وقت حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اب جس کا جی چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے اس سے اس دن کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے لہٰذا اس دن ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنے پروردگار کی عبادت کرنی اور نوافل ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا اوراد کے ساتھ ساتھ دیگر وظائف بھی کرنے چاہئیں۔

کچھ اہم باتیں

عاشورہ کے دن صدقہ و خیرات کرنا بڑے ثواب کا باعث ہے۔ احباب اور پڑوسیوں کی دعوت کرنا جائز ہے۔ اپنے گھر والوں پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا، یتیموں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ پھیرنا، کھانا یا کھچڑی یا حلیم پکوا کر اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شربت بنوا کر شہدائے کربلا کی بارگاہ میں ایصالِ ثواب کر کے تقسیم کرنا اور دینی جلسوں کا انعقاد کرنا جائز و مستحسن امور ہیں۔ اسی طرح اس روز سوگ منانا' سینہ کوبی کرنا' نوحہ وماتم کرنا' سیاہ کپڑے پہننا' عورتوں کا چوڑیاں نہ پہننا' اس روز گھر میں جھاڑو نہ دینا' علم و تعزیہ بنانا اور گلی گلی گھمانا یہ سب کام منع و ناجائز ہیں اور ان سے جہاں تک ہو سکے بچنا چاہیئے۔ اور ان خلاف شرع امور کو ہرگز ہرگز نہیں اپنانا۔

حرفِ آخر

مذکورہ بالا سطور میں ماہ محرم اور یوم عاشورہ کے فضائل و نوافل اور وظائف وغیرہ تفصیل سے تحریر کئے گئے ہیں۔ بحیثیت مسلمان ان پر عمل پیرا ہونا ہمارا مذہبی فریضہ ہے اور ہمیں اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ یہاں پر آخر میں ہم ایک اور امر کی جانب بھی عوام الناس کی توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ کہ بعض لوگ محرم کے بعض نوافل اور عبادات کو ناجائز اور بدعت کہیں گے اور یہ بھی کہیں گے کہ ان کا قرآن و حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے جواباً" عرض ہے کہ اگرچہ ہم نے روزہ و نوافل کے ثبوت اس رسالہ میں متعدد احادیث مبارکہ نقل کی ہیں مگر ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے۔ مارآہ المومنون حسنا فھو عنداللہ حسن کہ جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے لہٰذا مذکورہ بالا نوافل اور وظائف بزرگانِ دین اور اولیاء کاملین سے منقول ہیں لہٰذا اس حدیث پاک کی روشنی میں یہ اللہ تعالیٰ کو بھی پسند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔اس لئے آپ مخالفین کی باتوں پر توجہ نہ دیں اور محرم میں خوب عبادت کریں اور نوافل وغیرہ زیادہ سے زیادہ ادا کریں۔اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تحریر کردہ: محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم مئی ۱۹۹۷ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی
رحمۃ اللہ علیہ کا

ارشاد پاک

شکر اشرف الاعمال ہے اور سب اعمال کے مقابلے میں کم پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وقلیل من عبادی الشکور۔

میرے بندوں میں شکر گزار بندے کم ہیں (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ بندے کا قلب ان چیزوں میں مشغول ہو جن میں اعضاء و جوارح مشغول ہیں۔ اس لیے شکر (قلب کا) ایک مستقل عمل ہے"۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

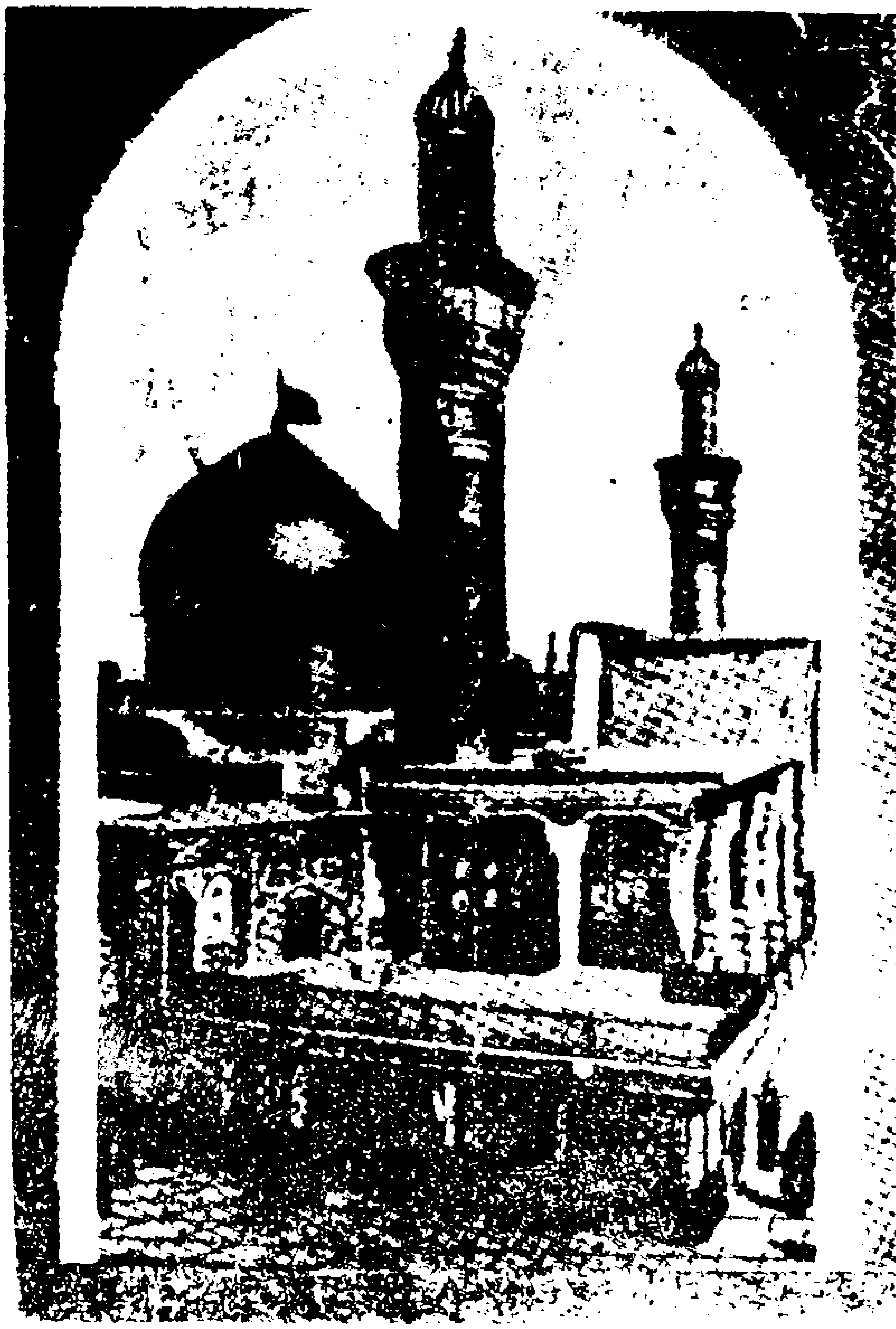

سید الشہداء
امام عالی مقام
امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مختصر
حالاتِ
زندگی!

مصنفہ: مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوانح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ابتدائی حالات

تاجدارِ شہادت سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ حکم لیکر آئے کہ:۔ "حضرت علی کو آپ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی لہٰذا آپ حضرت علی کے بچوں کے نام بھی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد کے نام پر رکھیں۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام "شبر" اور اور چھوٹے کا نام "شبیر" تھا۔ اور ان کا عربی ترجمہ میں "حسن اور حسین" بنتا ہے۔ لہٰذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادوں کے یہی نام رکھے گئے ○ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتویں روز عقیقہ کیا گیا۔ آپ کے سر کے بالوں کے برابر چاندی وزن کرکے خیرات کی گئی اور دو بکرے ذبح کرکے ان کا گوشت تقسیم کیا گیا ○ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ساتھ بڑی محبت تھی۔ آپ امام حسین کو اپنی گود میں لے کر کھلاتے، پیار کرتے اور بسا اوقات اپنے کندھوں پر بٹھایا کرتے تھے اور کبھی آپ کو دیکھنے کے لئے اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لے آتے تھے۔ ◯ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام حضرت فاطمہ کے گھر کے پاس سے گذر رہے تھے کہ حضرت امام حسین کے رونے کی آواز سنائی دی۔ آپ اُسی وقت گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا "بیٹی" تمہیں کتنی مرتبہ کہا ہے کہ ان کو رونے نہ دیا کرو۔ ان کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

فضائل وکمالات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا من احبھما فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی "جس نے میرے ان دونوں صاحبزادوں (امام حسن اور امام حسین) کے ساتھ محبت رکھی اُس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔ ◯ ایک اور حدیث پاک میں آپ کا ارشادِ گرامی ہے ھُما ریحانیّ من الدنیا یہ دونوں میرے دُنیا میں دو پھُول ہیں" اعلیٰحضرت فاضلِ بریلوی قدس سرّہٗ العزیز فرماتے ہیں:۔

کیا بات رضاؔ اِس چمنستانِ کرم کی
زہرہ ہے کلی جس میں حُسین و حَسن پھُول

◯ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضرت امام حسین آپ کی پُشت انور پہ سوار ہیں اور آپ زانوں کے بل چل رہے ہیں۔ نیز آپ نے ایک رسّی بطور لگام اپنے مُنہ میں پکڑی ہوئی ہے اور اس کا دوسرا سرا امام حسین کے ہاتھوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہے۔ حضرت عمر فاروق نے یہ حسین منظر دیکھا تو زبان سے بے ساختہ نکلا کہ "سواری کتنی اچھی ہے۔" حضور علیہ السلام نے فوراً فرمایا کہ "سوار بھی کتنا اچھا ہے۔"

○ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت امام حسین اور اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو گود میں لے کر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ "اللہ تعالیٰ اِن دونوں صاحبزادوں کو آپ کے پاس نہیں رکھے گا۔ آپ ان میں سے ایک کو پسند فرمالیجیے۔" آپ نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے حضرت امام حسین پسند ہیں۔" چنانچہ تیسرے روز آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، جب بھی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے تو حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے "اھلاً و مرحبا بمن فدیتہ بابنی۔" یعنی مرحبا اے پیارے شہزادے حسین کہ میں نے تم پر اپنے سگے بیٹے حضرت ابراہیم کو قربان کر دیا۔

○ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک سجدہ بہت لمبا ہوگیا۔ جب نماز ختم ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آج ایک سجدہ بہت طویل ہوگیا تھا۔ کیا اس دوران وحی نازل ہوئی ہے یا کوئی اور غیر معمولی واقعہ پیش آیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اور تو کچھ نہیں ہوا صرف میرا بیٹا حسین میری پیٹھ پر سوار ہوگیا تھا اور میں نے اسے زبردستی اتارنا پسند نہیں کیا۔

○ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بچپن کی حالت میں ایک مرتبہ اپنے بھائی حضرت امام حسن سے کشتی کر رہے تھے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پاس بیٹھے تھے اور حضرت امام حسن کو داؤ بتا رہے تھے کہ حسین کو یہاں سے پکڑو اور اِدھر سے پکڑ کر گراؤ۔ حضرت فاطمۃ الزہرا نے عرض کی۔ ابّا جان ! آپ امام حسن کو داؤ بتا رہے ہیں حالانکہ وہ بڑے ہیں۔ داؤ تو آپ کو امام حسین کو بتانے چاہیئں آپ نے فرمایا کہ امام حسن کو داؤ میں بتا رہا ہوں اور امام حسین کو داؤ حضرت جبریل بتا رہے ہیں۔

تقویٰ و سخاوت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر قسم کے علوم و معارف اور دین اسلام کے جملہ احکامات سے بہرہ وَر تھے اور زہد و تقویٰ اور شجاعت و بہادری میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ پرہیز گاری کا یہ عالم تھا کہ پورا پورا دن اور ساری ساری رات نماز کی حالت میں گذار دیتے۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ رات کو بسا اوقات ہزار ہزار رکعات نوافل ادا فرماتے۔ آپ کی تمام گفتگو قرآنی حقائق کی چاشنی سے لبریز ہوتی تھی۔ بعض موقعوں پر واقعات کی کیفیت کے مطابق آپ قرآن پاک کی آیت پڑھ دیتے اور اس طرح اصل معاملہ واضح ہو جاتا تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شعر وسخن کا بلند پایہ ذوق بھی رکھتے تھے اور خود بھی بہترین اشعار کہا کرتے تھے۔ عرب کے ممتاز شعراء کا اکثر کلام آپ کو زبانی یاد تھا اور آپ موقعہ بہ موقع ان اشعار کو اپنی گفتگو میں استعمال بھی فرمایا کرتے تھے۔ امام عالی مقام اپنے نانا جان کی طرح بے حد سخی اور غریب پرور تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کے دروازے پر سائل آتا تو کبھی خالی نہ لوٹتا تھا۔ ○ ایک مرتبہ ایک سائل نے آکر حاجت ظاہر کی۔ آپ نے گھر والوں سے پوچھا کہ اس وقت گھر میں کتنی رقم موجود ہے؟ جواب ملا کہ "چار ہزار اشرفیاں"، آپ نے حکم دیا کہ یہ سب اٹھا کر سائل کو دے دی جائیں۔ ○ اسی طرح ایک دفعہ ایک سائل نے آپ کی خدمت میں آکر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر یہاں میرے پاس تشریف رکھیئے۔ دراصل اس وقت آپ کے پاس سائل کو دینے کیلئے کچھ بھی نہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کے پاس اشرفیوں کی پانچ تھیلیاں بھیجیں۔ آپ نے وہ سب کی سب سائل کو دیدیں اور ساتھ ہی معذرت کی کہ مجھے معاف کر دینا کیونکہ مجبوری کی وجہ سے آپ کو دیر ہو گئی ہے۔ ○ ایک مرتبہ آپ حج کرنے کیلئے تشریف لے گئے اور واپسی پر دورانِ سفر زادِ راہ ختم ہو گیا۔ آپ نے ایک جھونپڑی دیکھی اور اسمیں تشریف لے گئے۔ اس جھونپڑی میں ایک بوڑھی عورت رہا کرتی تھی۔ اس نے آپ کی خوب خاطر تواضع کی۔ اپنی بکری کا دودھ پلایا اور اسی بکری کو ذبح کرکے آپ کے لئے کھانا تیار کیا۔ کافی عرصہ کے بعد وہ بوڑھی عورت مدینہ طیبہ میں آئی تو آپ نے اسے پہچان لیا۔ اور ایک ہزار درہم اور ایک ہزار بکریاں دے کر بڑے احترام سے اسے رخصت کیا۔ ○ آپ کے خلق و مروّت کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ مہمانوں کو کھانا کھلا رہے تھے کہ غلام کے ہاتھ سے گرم شوربے کا پیالہ آپ کے سرِ مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا۔ آپ نے غصہ سے غلام کی طرف دیکھا تو اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے قرآن پاک کی آیتِ کریمہ پڑھی والکاظمین الغیظ یعنی اللہ کے نیک بندے غصّے کو کھا جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے غصّہ کو کھالیا ہے۔ غلام نے کہا والعافین عن الناس وہ لوگوں کو بھی معاف کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھے معاف کیا۔ غلام نے پھر آگے آیت پڑھی واللہ یحب المحسنین کہ اللہ تعالےٰ احسان کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کیا۔

حالاتِ زندگی

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کی عمر مبارک ۷ سال ۷ ماہ اور ۷ دن کی ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ ابھی آپ اس صدمۂ عظیمہ سے سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ چھ ماہ کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا انتقال ہوگیا۔ آخر آپ کی کفالت اور پرورش کا بارِ گراں آپ کے والدِ ماجد حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہٗ کے کاندھوں پر آپڑا۔ رفتہ رفتہ وقت گذرتا گیا۔ حتیٰ کہ ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ کو حضرت مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ بھی اِس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اِن تمام مصائب و مشکلات و ناساعد حالات کا صبر و تحمل اور عزم و استقلال کے ساتھ سامنا کیا۔ اور ثابت قدمی کا بہترین ثبوت دیا۔ جب حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہٗ الکریم کا انتقال ہوا تو آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مسندِ خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ اُدھر حضرت امیر معاویہ نے بھی بنی اُمیّہ سے بیعت لینی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شروع کر دی۔ بالآخر آپ نے چند ماہ کے بعد کچھ شرائط پر خلافت حضرت امیر معاویہ کے سپرد کر دی جن میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ " آپ کے بعد خلافت دوبارہ میری طرف لوٹے گی "۔ حضرت امیر معاویہ کا ایک لڑکا " یزید " بھی تھا۔ اُسے جب یہ معلوم ہوا کہ میرے باپ کے فوت ہونے کے بعد حضرت امام حسن دوبارہ خلیفہ ہوں گے تو اُس نے اپنے لیے راستہ ہموار کرنے کی غرض سے حضرت امام حسن کو سنہ ۴۶ھ میں زہر کھلا کر شہید کر دیا۔ سنہ ۶۰ھ میں جب حضرت امیر معاویہ کی حکومت اپنے اختتام کو پہنچی اور آپ ۲۲ رجب المرجب سنہ ۶۰ھ کو دمشق میں ۷۵ سال کی عمر میں لقوہ کے مرض کی وجہ سے فوت ہوئے تو آپ کا ۲۵ سالہ بیٹا " یزید " تختِ سلطنت پر آدھمکا اور اپنی بیعت کیلئے مختلف ممالک کے اطراف واکناف میں خطوط روانہ کئے۔ ایک خط مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عقبہ کو لکھا کہ " مدینہ کے تمام افراد بالخصوص حضرت امام حسین سے فوراً میری بیعت لو۔ اور اگر انکار کریں تو اُن کا سر کاٹ کر فوراً میرے پاس روانہ کر دو۔"

واقعۂ کربلا

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حاکمِ مدینہ نے جو بڑا نیک آدمی تھا بُلا کر یزید کا پیغام سُنایا مگر آپ نے اُس کے فسق و فجور کی وجہ سے بیعت کرنے سے صاف انکار کر دیا اور مدینہ شریف کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں جانے کا ارادہ فرمالیا۔ چنانچہ آپ ۲۸ رجب سنہ ۶۰ھ کو مدینہ شریف سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب مکہ شریف پہنچے تو وہاں کے باشندوں نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا۔ آپ نے شعبان، رمضان، شوال اور ذیقعدہ کے چار مہینے بڑے آرام سے بسر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیے۔ آپ کو مکہ مکرمہ میں تشریف لائے ابھی چند ہی روز گذرے تھے کہ آپ کے پاس کوفہ والوں کی طرف سے خط آنے لگے کہ ہم یزید کی خلافت سے بے زار اور آپ کے مقدس ہاتھ پر بیعت کے طلب گار ہیں آپ مہربانی فرما کر فوراً تشریف لائیں اور کوفہ والوں کو یزید کے ظلم و ستم سے نجات دلائیں۔ امام عالی مقام کے پاس ڈیڑھ سو کے قریب خطوط آچکے تھے مگر آپ نے کسی خط کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد چند خطوط آپ کے پاس ایسے آئے جن میں آپ پر یہ شرعی حجت قائم کی گئی تھی کہ اگر آپ ان نازک حالات میں ہماری راہنمائی کے واسطے تشریف نہ لائے تو ہم قیامت کے دن اللہ و رسول کی بارگاہ میں اس کا شکوہ کریں گے۔ اس شرعی حجت کے بعد اب آپ کا کوفہ جانا لازمی ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے دوست احباب کو جمع کر کے مشورہ کیا اور بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ پہلے آپ اپنے چچازاد بھائی حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ بھیجیں اور یہ وہاں جا کر تمام حالات کا جائزہ لیں پھر وہاں کے حالات و واقعات سے آپ کو مطلع فرمائیں۔ اس کے بعد اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ بھی تشریف لے جائیں۔ چنانچہ امام عالیمقام نے اپنا خط دیکر امام مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا۔ امام مسلم بن عقیل بڑی مشکلات سے سفر طے کرتے ہوئے کوفہ پہنچے۔ کوفہ والوں کو پتہ چلا تو لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور ایک ہی دن میں بارہ ہزار افراد نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی اور پھر اس تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی تعداد چالیس ہزار تک پہنچ گئی۔ حضرت امام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلم بن عقیل نے حالات کو اس قدر سازگار دیکھا تو فوراً حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ دیا۔ اور جلد از جلد آنے کی استدعا کی۔ ادھر یزید کو اپنے جاسوسوں کے ذریعہ کوفہ کے اس انقلاب کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کے بعد کوفہ کے گورنر حضرت نعمان بن بشیر کو فوری طور پر معزول کر دیا اور ابنِ زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ ابنِ زیاد نے آتے ہی لوگوں کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ تمام کوفہ والے حضرت امام مسلم بن عقیل کا ساتھ چھوڑ گئے اور پھر اس نے آپ کو اور آپ کے دو بچوں کو جو ساتھ آئے ننھے شہید کرا دیا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

اُدھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط ملتے ہی کوفہ کی تیاری شروع کر دی۔ اگرچہ مکہ والوں نے آپ کو بہت روکا مگر آپ نے کسی کی بات نہ مانی اور جس دن (یعنی ۳ر ذوالحجہ سنہ ۶۰ھ) امام مسلم بن عقیل کوفہ میں شہید ہوئے اسی دن آپ اپنے اہل و عیال، خویش و اقارب، رفیقوں اور غلاموں کے ہمراہ (جن کی کل تعداد ۸۲ تھی) مکہ مکرمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ کو امام مسلم بن عقیل اور اُن کے بچوں کی شہادت کا علم ہوا تو بہت افسوس اور غم ہوا۔ آخر چلتے چلتے قدرتِ خداوندی سے میدان کربلا میں جا پہنچے جو کوفہ سے دو منزل کے فاصلے پر ہے۔ جب آپ کو پتہ کہ یہ میدانِ کربلا ہے تو آپ نے وہیں اپنے خیمے گاڑ دیئے کیونکہ آپ اپنے نانا جان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے بچپن ہی میں سن چکے تھے کہ امام حسین میدانِ کربلا میں شہید ہوں گے۔ کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب آپ کے کربلا پہنچنے کی خبر ملی تو اُس نے فوری طور پر اپنے قاصد کے ہاتھ خط بھیجا کہ یا تو یزید کی بیعت کر لو یا جنگ کے لیئے تیار ہو جاؤ۔ امام عالیمقام نے خط پھاڑ کر زمین پر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ اس پہ ابنِ زیاد آگ بگولہ ہو گیا اور اُس نے ابنِ سعد کی قیادت میں ہزاروں کی تعداد میں فوج آپ سے جنگ کرنے کیلیئے بھیج دی۔ امام عالی مقام نے اُن لوگوں کو بڑا سمجھایا کہ مجھے اچھی طرح پہچانو کہ میں کون ہوں؟ کس کا بیٹا اور کس کا نواسہ ہوں؟ مگر اُن ظالموں نے ایک نہ سُنی۔ آخر کار دس محرم الحرام کو میدانِ کربلا میں حق و باطل کی ٹکر ہوئی۔ سچ و جھوٹ، نیکی و بدی اور انصاف و ظلم کا مقابلہ ہُوا۔ اور امام عالی مقام کے ساتھی اور عزیز و اقارب میدانِ کارزار میں ایک ایک کرکے جامِ شہادت نوش فرماتے لگے۔ جب حضرت امام حُسین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے سوا کوئی باقی نہ رہا تو آپ خود میدانِ جنگ میں تشریف لائے اور قہرِ خداوندی بن کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ آپ نے جس دشمن پہ وار کیا وہ اُسی وقت فی النّار ہُوا۔ اور جس طرف رُخ کیا دشمنوں کی صفیں اُلٹ دیں۔ آپ دشمنوں پر شبیر کی طرح متواتر اور پے در پے حملے کر رہے تھے اور یزیدیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے۔ جس طرف حملہ کرتے دشمنوں کی صفوں کو تباہ کر ڈالتے۔ اگرچہ لڑتے لڑتے آپ کے جسمِ اقدس پہ بھی بہت سے زخم آچکے تھے مگر پھر بھی آپ بڑی جُرأت و بہادری سے ان کا مقابلہ کر رہے تھے۔ آخر زخموں سے چُور چُور ہو کر آپ نڈھال ہو گئے اور ایک ظالم شقی ازلی سنان بن انس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پشتِ مُبارک پر نیزے کے حملے سے زمین پر گر پڑے۔ شمر لعین آپ کے سینے مبارک پر چڑھ کر بیٹھ گیا مگر آپ نے فرمایا کہ اے ظالم! نماز کا وقت ہے مجھے نماز پڑھ لینے دے۔ وہ سینے سے اُتر گیا۔ امام عالی مقام نے نماز شروع کی۔ جب سجدے میں گئے تو شمر لعین نے آپ کی گردن مُبارک پر خنجر پھیر دیا اور آپ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ بروز جمعۃ المبارک، ۶۵ سال ۵ ماہ اور ۵ دن کی عمر شریف میں جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

حرفِ آخر

سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ نے اسلام کی سر بُلندی اور شمعِ رسالت کو فروزاں کرنے کی خاطر قربانی کی جو شمع روشن کی ہے وہ قیامت تک جگمگاتی رہے گی انہوں نے جابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق کہنے کا عظیم جہاد کیا اور اپنے نانا جان کے لگائے ہوئے درخت کو اُس وقت اپنے خون سے سینچا جس وقت اُس کو جڑ سے کاٹ دینے کی سازشیں ہو رہی تھیں۔ اِسی لئے شاعر کہتا ہے

ے

اے بارِ الٰہ نوحہ سُناتا پھرتا — تا روزِ حشر اشک بہاتا پھرتا

امداد نہ کرتے اگر کربلا میں حُسین — تو اسلام ترا ٹھوکریں کھاتا پھرتا

سَلام ہو اُن پر جنہوں نے اپنے سرفروشانہ جذبے سے حق وصداقت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بھنور سے نکال کر اُمتِ مسلمہ کا بیڑا پار لگایا۔ سَلام ہو اُن پر جن پر کئی روز تک پانی اور غذا بند رہی مگر وہ جبر و ستم اور کذب و باطل کے سامنے نہ جُھکے۔ سلام ہو اُن پر جو زمین پر سب سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زیادہ ستائے گئے اور جو ایسی ہولناک مصیبت کے وقت بھی چٹان کی طرح مضبوط اور ثابت قدم رہے۔ سلام ہو اُن پر جن کے مقدس خون کی بُوندیں دُنیا کے ظالم و جابر حکمرانوں کی ہلاکت کا سبب بنیں۔

ے جاں سے بھی دینِ احمد تھا پیارا جنہیں
اس کی خاطر تھا ہر غم گوارا جنہیں
حق کو کرنا ہی تھا آشکارا جنہیں
صرف اللہ کا تھا سہارا جنہیں
اُن شہیدانِ ملت پہ لاکھوں سلام

امام عالی مقام رضی اللہ تعالٰے عنہٗ کی شہادت ایک ایسا عظیم سانحہ ہے کہ آج تک دشتِ کربلا میں بہنے والے اُن کے خون کے ایک ایک قطرے کے بدلے دنیا اپنے اشکوں کا سیلاب بہا چکی ہے اور بلا مُبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دُنیا کے کسی بھی المناک حادثے پر آج تک اس قدر آنسو نہ بہے ہونگے جتنے اِس حادثے پر بہہ چکے ہیں۔ امام عالی مقام کی شہادت آج ہم سے یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ شرابیوں اور زانیوں کی قیادت کا طوق اپنے گلے سے اُتار پھینکا جائے اور اسلام کی جڑوں کو مضبوط کرنے کیلئے اگر ضرورت پڑے تو خون سے اُن کی آبیاری کی جائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنَ ط

تحریر کنندہ:-

محمد حنیف اختر صدر مرکزی انجمن غلامانِ مصطفٰے
اسلام پورہ۔ خانیوال

یکم اگست ۱۹۹۱ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شانِ ساداتِ کرام

مصنف

مجاہدِ اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شانِ ساداتِ کرام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○

تمہید | سید الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہیں اور آپکی اولاد ہونے کے ناطے سید حضرات بھی ہمارے لئے واجب التعظیم ہیں، آپکے اہلبیت، صحابہ کرام اور آپکی اولاد سب کی محبت کا ہمارے دلوں میں ہونا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کوئی بغض یا عداوت رکھے گا تو اس کی مسلمانی مشکوک ہو جائے گی۔ حضور علیہ السلام کے بعد آپ کے اہلبیت سے محبت رکھنا ایمان کا حصہ ہے اور اہلبیت میں جہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں وہاں ازواج مطہرات یعنی آپ کی مقدس بیویاں بھی اہلبیت میں شامل ہیں۔ بعض لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے اور آپ کی بیویوں کو اہلبیت سے خارج سمجھتے ہیں حالانکہ بیوی کے لئے اہلبیت کا لفظ قرآن میں استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے آپ کے بڑھاپے کے عالم میں جب بیٹے کی خوشخبری سنائی تو آپ حیران ہو کر بولے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اور آپ کی بیوی بھی حیران ہوئی تو فرشتوں نے جواب دیا رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ (الآیۃ) "اے اہلِ بیت تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ یہاں پر آپ پر اور آپ کی بیوی پر یعنی دونوں کے لئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہلبیت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی بھی اہلبیت
میں شامل ہوتی ہے لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات بھی
اہلبیت میں شامل ہیں۔

شانِ اہلبیت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ
اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (سورۃ الشوریٰ) ترجمہ: (اے میرے
پیارے نبی) آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے تبلیغ کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا مگر
یہ کہ تم میرے قریبی رشتہ داروں سے محبت کرو۔" اس آیت کریمہ سے واضح
طور پر ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہلبیت سے محبت رکھنا
ایمان کا حصہ ہے۔ ○ ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا
بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ
السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ۔ الخ۔ (ترمذی شریف)
ترجمہ: میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم ان
کے ساتھ وابستہ رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہوگے، ایک
قرآن پاک ہے جو ایک رسی کی مانند ہے جو آسمان سے زمین کی طرف
لٹکی ہوئی ہے اور دوسری چیز میرے اہلبیت ہیں۔"
اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے دل میں اہلبیت کی محبت
نہیں تو وہ گمراہ اور برائے نام مسلمان ہے۔ ○ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک اور حدیث پاک میں ارشاد فرمایا۔ لَا يَبْغَضُنَا اَحَدٌ وَّلَا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَحْسُدُنَا اَحَدٌ اِلَّا زِيْدَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْحَوْضِ بِسِيَاطٍ مِّنْ نَّارٍ ۔ (طبرانی)۔ ترجمہ: جس نے ہم اہلبیت سے بغض یا حسد رکھا وہ قیامت والے دن میرے حوضِ کوثر سے کوڑے مار مار کر ہٹا دیا جائیگا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہلبیت کا دشمن قیامت والے دن پیاسا ہی رہے گا اور اُس کو حوضِ کوثر کا پانی بھی نصیب نہ ہوگا۔

شانِ پنجتن

اہلبیت کرام میں سے پنجتن پاک کی شان بہت امتیازی اور نرالی ہے، پنج تن سے مندرجہ ذیل پانچ عظیم شخصیات مراد ہیں ۱:۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ۲: حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ ۳: حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، ۴: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان میں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت سے تو سب ہی واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؏ (پ۳۰) اے محبوب ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ نے فرمایا۔ يَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضِيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ. (بخاری شریف) اے فاطمہ کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ تو جنتی یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو، اور ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ کہ اے علی! تمہارا میرے ساتھ وہی رشتہ ہے جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اِلَّا اَنَّهٗ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نَبِیٌّ وَّلَانَبِیَّ بَعْدِیْ ۔ (مسلم شریف) مگر یہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَ شُبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (مشکوٰۃ شریف) کہ امام حسن اور امام حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، ان روایات سے پنجتن پاک کی شان و عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

⊙ ایک دفعہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں گفتگو کرنے کے لئے آیا۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں اور خدا کے بیٹے بھی ہیں اور آپ فرماتے تھے کہ نہیں آپ خدا نہیں بلکہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بحث کے باوجود نہ وہ آپ کی بات کو ماننے کے لئے تیار تھے اور نہ آپ ان کی بات کو تسلیم کرنے پر آمادہ تھے آخر آپ نے فرمایا کہ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو میرے ساتھ کھلے میدان میں مباہلہ کر لو۔ جو اس سلسلے میں جھوٹا ہو گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ انہوں نے آپ کا مباہلہ کا چیلنج قبول کر لیا، دن تاریخ، میدان اور وقت وغیرہ مقرر ہو گیا۔ مقررہ تاریخ کو وہ عیسائی اپنے پادریوں اور دوست احباب سمیت میدان میں پہنچ گئے۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ہمراہ (یعنی یہ پنجتن پاک بھی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میدان میں تشریف لائے، ان عیسائیوں کے پادریوں نے جب اِن نفوسِ قدسیہ کو دیکھا تو اپنے ان ساتھیوں سے کہنے لگے کہ اگر بہتری چاہتے ہو تو وہ فوراً میدان سے بھاگ جاؤ۔ اگر تم نے ان کے ساتھ مباہلہ کر لیا تو تمہارا یعنی عیسائیت کا زمین سے نام و نشان تک مٹ جائے گا، خدا کی قسم، ہم اپنے سامنے ایسی مبارک شکلیں دیکھ رہے ہیں کہ اگر یہ پہاڑوں کو حکم دیں تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ (تفسیر جلالین شریف) اس واقعہ سے پنجتن پاک کی شان و عظمت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ (سبحان اللہ)

شانِ سادات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیاری صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں حضور کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے بھی عطاء فرمائے مگر وہ بچپن کی حالت میں ہی فوت ہو گئے اور اُن کے بچپن میں فوت ہونے میں حکمت یہ تھی کہ وہ بڑے ہو کر یا تو نبی بنائے جاتے یا نہ بنائے جاتے۔ اگر وہ نبی نہ بنائے جاتے تو کافروں کو حضور علیہ السلام پر یہ اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا کہ یہ کیسے نبی ہیں کہ ان کی اولاد کو نبی نہیں بنایا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے تو اُن کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی نبی تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نبی تھے تو ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی نبی تھے لیکن حضور علیہ السلام کی اولاد نبی نہیں ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ سچے نبی نہیں (معاذ اللہ ثم معاذ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ) تو کافروں کو اس صورت میں یہ اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا اور اگر آپ کے بیٹے نبی بنائے جاتے تو پھر آپ کی ختمِ نبوت میں فرق آجاتا، کیونکہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آپ اللہ کے آخری نبی بن کر تشریف لائے تو ان اعتراضات سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے صاحبزادوں کو بچپن ہی میں وفات دے دی۔

○ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چلتا ہے اور یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ کا سلسلہ نسب آپ کی مقدس بیٹی سے چلتا ہے ورنہ اصولی طور پر دنیا میں سلسلہ نسب بیٹوں سے چلتا ہے جیسا کہ ہمارا چشم دید مطالعہ ہے۔ مگر حضور علیہ السلام کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کا سلسلہ نسب بیٹی سے چلا اور اس خصوصیت میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔ جیسے حضور علیہ السلام کا سایہ مبارک نہیں تھا اور اس خصوصیت میں بھی آپ کا کوئی شریک نہیں۔

○ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا۔ كُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا سَبَبِيْ وَنَسَبِيْ وَكُلُّ وَلَدِ اٰدَمَ فَاِنَّ عَقَبَتَهُمْ لِاَبِيْهِمْ مَا خَلَا وَلَدِ فَاطِمَةَ فَاِنِّيْ اَنَا اَبُوْهُمْ وَعَقَبَتُهُمْ (الحدیث)

ترجمہ: قیامت والے دن ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے اور آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کا نسب ان کے باپ دادا سے ہے (اور آگے بیٹوں سے ہے) سوائے حضرت فاطمۃ الزہرا کے کیونکہ ان کا باپ اور نسب میں ہوں۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سیّد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرات، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا احترام کرنا قیامت والے دن بندے کے کام آئے گا۔ لہٰذا سادات کرام کا احترام بے حد ضروری ہے۔

⊙ ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ اُوْصِیْکُمْ بِعِتْرَتِیْ خَیْرًا وَاِنَّ مَوْعِدَھُمُ الْحَوْضُ (دیلمی) یعنی میں تمہیں اپنی اولاد کے ساتھ بہتر سلوک کی وصیت کرتا ہوں اور ان کا میرے ہاں حوضِ کوثر پر آنے کا وعدہ ہو چکا ہے

⊙ یہاں پر یہ بات خاص طور پر ذہن میں رکھنے کے قابل ہے کہ سید صرف اور صرف سُنّی اہلسنت وجماعت سے ہی ہو سکتا ہے باقی دنیا کے اندر جتنے بھی فرقے ہیں اُن میں کوئی سید نہیں ہو سکتا۔ آج کل کچھ لوگ جعلی سیّد بھی بن جاتے ہیں یعنی ان کی قوم انصاری، کمبوہ، جٹ یا کچھ اور ہوتی ہے لیکن وہ اپنے آپ کو سیّد کہلانے لگ جاتے ہیں. ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے ڈرنا چاہیئے

⊙ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض حضرات اصلی سید ہونے کے باوجود معاذاللہ بُرے کام کرتے ہیں اور گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو اِس وجہ سے لوگ ان کی عزت نہیں کرتے حالانکہ وہ حضور علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں تو ہمیں ان کا ہر حال میں احترام کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر اگر سونے کے اوپر کیچڑ وغیرہ لگ جائے تو اس واسطے سونے کو بُرا نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے اوپر کیچڑ لگ گیا ہے کیونکہ کیچڑ تو آج نہ سہی تو کل یا پرسوں اُتر ہی جائے گا اور سونا تو آخر سونا ہی ہے اِسی طرح اگر کوئی سید بُرے کام کرتا ہے تو آخر ایک نہ ایک دن توبہ کرنے سے اُس کے وہ گناہ معاف ہو ہی جائیں گے لہٰذا سیّد کیسا ہی کیوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ہو ہمیں ہر حال میں اس کا احترام و عزت کرنی چاہیئے۔

تین واقعات

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے مجمع کے ساتھ مسجد سے باہر نکلے تو ایک سیّد زادہ نے اُن سے کہا کہ "اے عبداللہ یہ کیسا مجمع ہے۔ دیکھ میں فرزندِ رسول ہوں اور تیرا باپ تو ایسا نہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے جواب دیا کہ میں وہ کام کرتا ہوں جو تمہارے نانا جان نے کیا تھا اور تم نہیں کرتے، اور یہ بھی کہا کہ بیشک تم سیّد ہو اور تمہارے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میرا والد ایسا نہ تھا مگر تمہارے والد سے علم کی میراث باقی رہی۔ میں نے تمہارے والد کی میراث لی۔ جس سے میں عزیز اور بزرگ ہو گیا اور تم نے میرے والد کی میراث لی لہذا تم عزت نہ پا سکے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے اسی رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہے اور آپ سخت غصہ میں ہیں، عرض کیا۔ یا رسول اللہ، یہ غصہ اور رنجش کیوں ہے فرمایا کہ تم نے میرے ایک بیٹے پر نکتہ چینی کی ہے، حضرت عبداللہ بن مبارک صبح کو بیدار ہوتے ہی اس سیّد زادے کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تاکہ اس سے معافی مانگیں۔ اُدھر اس سیّد زادے نے بھی اسی رات خواب میں حضور علیہ السلام کو دیکھا اور حضورؐ نے اُس سے فرمایا کہ بیٹا اگر تم اچھے ہوتے تو وہ تمہیں ایسا کلمہ کیوں کہتے وہ سیّد زادہ بھی صبح کو جاگا اور حضرت عبداللہ بن مبارک کی تلاش میں نکلا چنانچہ دونوں کی ملاقات ہو گئی اور دونوں نے اپنے اپنے خواب سُنا کر ایک دوسرے سے معذرت کر لی" (تذکرۃ الاولیاء) اس واقعہ سے ہمیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سبق ملتا ہے کہ سید حضرات اگرچہ بظاہر دیکھنے میں نیک کام بھی نہ کرتے ہوں ہمیں اُن کی پھر بھی دلی طور پر عزت کرنی چاہیئے۔

⊙ ملک سمرقند میں ایک بیوہ سیدزادی رہتی تھی۔ اُس کے چند بچے بھی تھے وہ بے حد غریب تھی۔ ایک دن وہ اپنے بھوکے بچوں کو لے کر ایک رئیس آدمی کے پاس پہنچی اور کہا کہ میں سیدزادی ہوں میرے بچے بھوکے ہیں مہربانی کرکے انہیں کھانا کھلادو۔ وہ رئیس آدمی جو برائے نام مسلمان اور دولت کے نشے میں چُور تھا کہنے لگا کہ اگر تم واقعی سیدزادی ہو تو کوئی دلیل پیش کرو، سیدزادی بولی میں ایک غریب بیوہ ہوں میری زبان پر اعتبار کرو۔ اس کے علاوہ اور کیا دلیل پیش کروں۔ وہ بولا کہ میں زبانی جمع خرچ کو نہیں مانتا۔ اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کرو ورنہ جاؤ۔ وہ سید زادی اپنے بچوں کو لے کر وہاں سے چل پڑی اور قریب ہی ایک مجوسی رئیس کے پاس پہنچی اور اپنا قصہ بیان کیا۔ وہ مجوسی بولا کہ محترمہ اگرچہ میں مسلمان نہیں ہوں مگر تمہارے سید ہونے کی تعظیم کرتا ہوں۔ آؤ میرے گھر میں قیام فرماؤ میں تمہارے روٹی کپڑے کا ضامن ہوں۔ چنانچہ اس نے اُن کو اپنے گھر ٹھہرایا اور طرح طرح کے کھانے کھلائے اور خوب خدمت کی۔ جب رات ہوئی تو اُس برائے نام رئیس مسلمان نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک بہت بڑے خوبصورت نورانی محل کے پاس تشریف فرما ہیں اس رئیس نے پوچھا۔ یا رسول اللہ، یہ نورانی محل کس کے لئے ہے آپ نے فرمایا کہ مسلمان کے لئے۔ وہ بولا۔ حضور میں بھی تو مسلمان ہوں یہ مجھے عطا فرما دیجئے،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہے تو اپنے مسلمان ہونے کی دلیل پیش کر۔ وہ رئیس یہ سُن کر بڑا گھبرایا، حضور علیہ السلام نے اس سے پھر فرمایا کہ۔ اگر میری بیٹی تمہارے پاس آئے تو تم اُس سے سیّد ہونے کی دلیل طلب کرو اور خود بغیر دلیل پیش کئے اس محل میں چلے جاؤ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ سُن کر اس رئیس کی آنکھ کھُل گئی اور وہ زار و قطار رونے لگا۔ صبح ہوئی تو وہ اس سیّد زادی کی تلاش میں نکلا تو اسے پتہ چلا کہ وہ فلاں مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے۔ چنانچہ وہ اُس مجوسی کے پاس پہنچا اور کہا کہ ایک ہزار روپے لو اور سیّد زادی میرے سپُرد کر دو۔ مجوسی بولا۔ کیا وہ نورانی محل ایک ہزار روپے میں بیچ دوں؟ جو رات تم نے خواب میں دیکھا ہے اور جس میں داخل ہونے سے تجھے روک دیا گیا۔ سُن لو۔ حضور علیہ السلام جو تمہیں خواب میں مل کر اس محل سے دور فرما گئے ہیں وہ مجھے بھی خواب میں مل کر اور کلمہ پڑھا کر اس محل میں داخل فرما گئے ہیں۔ اب میں بحمد للہ بیوی بچوں سمیت مسلمان ہوں اور حضور علیہ السلام مجھے خوشخبری دے گئے ہیں کہ تو اہل و عیال سمیت جنتی ہے۔ (نزہتہ المجالس) معلوم ہوا کہ سید حضرات کی تعظیم بجا لانے کا بڑا فائدہ ہے۔

⊙ بغداد میں ابراہیم بن اسحاق کی حکومت تھی۔ ایک رات وہ سویا تو خواب میں اُسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے اُسے حکم دیا کہ "قاتل کو رہا کر دو" یہ سنتے ہی وہ کانپنے لگا۔ فوری طور پر اپنے عملہ کو طلب کر کے پوچھا کہ کیا کوئی قتل کا ملزم آیا ہے؟ انہوں نے کہا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ "ہاں" حاکم نے کہا کہ اسے فوراً میرے سامنے پیش کیا جائے، چنانچہ ملزم کو لایا گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ صحیح صحیح واقعہ بتاؤ۔ ملزم نے کہا کہ صحیح واقعہ یہ ہے کہ ہم چند افراد مل کر عیاشی کیا کرتے تھے۔ ایک بوڑھی عورت ہم نے دلال رکھی ہوئی تھی وہ ہر رات کوئی نہ کوئی عورت کسی نہ کسی طرح ہمارے پاس لے آیا کرتی تھی ایک رات وہ ایک عورت ہمارے پاس لائی تو وہ ہمارے سامنے اور چیخنے لگی حتیٰ کہ بے ہوش ہو گئی میں اسے ایک علیحدہ کمرے میں لے گیا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔ جب وہ ہوش میں آئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ بات کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اے اللہ کے بندے، میرے معاملے میں اللہ سے ڈر۔ میں سیّد زادی ہوں، یہ عورت دھوکے سے مجھے یہاں لائی ہے لہٰذا میری طرف غلط نگاہ سے نہ دیکھنا۔ میں یہ سن کر کانپ اٹھا اور جا کر اپنے ساتھیوں کو سمجھایا کہ خبردار اس عورت کو کچھ نہ کہنا۔ یہ سید زادی ہے مگر میرے ساتھی سمجھے کہ میں اکیلا ہی فحاشی کا یہ کام کرنے والا ہوں، چنانچہ وہ میرے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ میں نے بھی انہیں صاف صاف کہہ دیا کہ میں یہ جرم نہ خود کروں گا اور نہ تمہیں کرنے دوں گا۔ چنانچہ ان سب نے مل کر مجھ پر حملہ کر دیا۔ مجھے ایک دو زخم لگے۔ ان میں سے ایک شخص نے اس سیدہ کے کمرے کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو میں نے چھری سے اسے قتل کر دیا۔ بس پھر ہر طرف شور مچ گیا اور میں گرفتار ہو گیا اور اب آپ کے سامنے یہ بیان دے رہا ہوں۔ حاکم بغداد نے کہا "جاؤ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رہا کیا جاتا ہے۔" (حجۃ اللہ علی العلمین)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس واقعہ سے بھی سادات کرام کی شان و عظمت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے،

حرفِ آخر

مذکورہ بالا سطور میں اختصار کے ساتھ سید حضرات کے فضائل کی چند احادیث و روایات اور کچھ واقعات تحریر کئے گئے ہیں۔ ہمیں ساداتِ کرام کا دلی طور پر احترام کرنا چاہیئے، سید چاہے جیسے بھی ہوں۔ بیشک اُن کے اعمال بُرے بھی ہوں پھر بھی ہمیں ان کی کما حقہٗ عزت کرنی چاہیئے کیونکہ ہم نے ان کے عملوں کو نہیں دیکھنا ہم نے تو ان کی نسبت کو دیکھنا ہے، بندۂ ناچیز خود ایک سید گھرانے کا مرید اور غلام ہے، میری اس سے مراد "غزالی زماں پیرِ طریقت حضرت قبلہ علامہ پیر سید احمد شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ" ہیں جو میرے پیر و مُرشد ہیں اور جن کی نگاہِ کرم سے آج بندۂ ناچیز کے لکھے ہوئے رسالوں اور کتابچوں کی تعداد پوری ایک "سو" ہو گئی ہے (تِلْكَ مِأَتْةٌ كَامِلَةٌ وَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ)۔ اس وقت میری آنکھوں میں تشکر کے آنسو تیر رہے ہیں کہ میرے پیر و مُرشد کی نظرِ کرم نے ایک حقیر سے بندے کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے مزید خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

تحریر:۔ محمد حنیف اختر
صدر بزمِ سعید خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شانِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

مصنف مجدد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○
نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّىۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ○

تمهید

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام ہمارے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ **اَصۡحَابِیۡ كَالنُّجُوۡمِ فَبِاَيِّهِمۡ اِقۡتَدَيۡتُمۡ اِهۡتَدَيۡتُمۡ**۔ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ پس تم جس صحابی کی تابعداری کرو گے ہدائیت پا جاؤ گے۔

صحابہ آسمان رشد کے روشن ستارے ہیں
راہ حق کے دکھانے کو یہ نورانی مینارے ہیں

انہی صحابہ کرام میں سے ایک عظیم الشان صحابی ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' ہیں جن کا شمار انتہائی جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ آپ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **لَوۡ كَانَ بَعۡدِیۡ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ**۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر ضرور نبی ہوتے۔ اس روائیت سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و عظمت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مراد مصطفیٰ

یاد رکھیں کہ تمام صحابہ کرام ''مرید مصطفیٰ'' ہیں اور حضرت عمر فاروق ''مراد مصطفیٰ'' ہیں۔ چنانچہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی کہ ''اے اللہ عمر بن خطاب کو مسلمان بنا دے''۔ ادھر آپ نے یہ دعا مانگی اور ادھر حضرت عمر آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلے۔ راستے میں ایک شخص نے پوچھا ''عمر'' کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا محمد کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ محمد ﷺ کو بعد میں قتل کرنا پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید بھی اسی نبی کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر کو بڑا غصہ آیا اور وہاں سے سیدھے اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ جاتے ہی دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس وقت ایک صحابی گھر میں آپ کی بہن اور بہنوئی کو قرآن پاک کی تعلیم دے رہے تھے۔ انہیں جوں ہی حضرت عمر کی آمد کا پتہ چلا فوراً کمرے کے ایک کونے میں جا کر چھپ کے بیٹھ گئے۔ عمر نے پوچھا کہ میں نے سنا ہے تم نے محمد (ﷺ) کا کلمہ پڑھ لیا ہے؟ آپ کے بہنوئی سعید نے جواب دیا کہ اگر ہم حق پر ہوں تو بھی آپ ہمیں برا سمجھیں گے۔ عمر نے یہ سنتے ہی اپنے بہنوئی کو مارنا شروع کیا۔ آپ کی بہن فاطمہ چھڑوانے کے لئے آئیں تو آپ نے بہن کو بھی مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔ جب حضرت عمر کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا تو ایک چارپائی پر بیٹھ گئے اور بہن سے کہا کہ لاؤ مجھے بھی وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحیفہ دکھاؤ جسے تم ابھی پڑھ رہی تھیں۔ بہن نے جواب دیا کہ بھائی صاحب اسے صرف پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ لہٰذا پہلے آپ وضو کرلیں۔ عمر نے بہن کی ہدائیت کے مطابق وضو کیا اور پھر اس صحیفے کو ہاتھ میں لے کر ان آیات کریمہ کو پڑھنا شروع کیا۔ **طٰہٰ۔ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى**۔ آپ قرآن کی ان آیتوں کو پڑھ رہے تھے تو یہ مقدس کلام آپ کے دل پر اثر کر گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فوراً بولے بہن مجھے بھی محمد (ﷺ) کے پاس لے چلو۔ میں بھی ان کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ یہ سن کر وہ صحابی جو آپ کی بہن اور بہنوئی کو قرآن پاک کی تعلیم دے رہے تھے وہ گھر سے باہر آ گئے اور کہنے لگے کہ اے عمر تمہیں مبارک ہو۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تمہارے حق میں یوں دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ ''یا اللہ عمر ابن خطاب کے وجود سے اسلام کو زینت دے''۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے حق میں آپ ﷺ کی دعا قبول ہو چکی ہے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق اسی وقت سیدھے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پہنچے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر کے کلمہ پڑھتے ہی تمام لوگوں نے پورے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا جس کی آواز دور تک سنائی دی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۷۹)۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ سے مانگ کر لیا ہے اس لئے آپ واقعی ''مراد مصطفےٰ'' ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کا رعب اور دبدبہ

ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک جنگ سے واپس تشریف لائے تو ایک لڑکی نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی ''یا رسول اللہ'' میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میدان جنگ سے خیریت سے واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گانا گاؤں گی۔ (یعنی دف پر نعت پڑھوں گی) آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے نذر مانی ہے تو اپنی نذر کو پورا کرلو۔ چنانچہ وہ لڑکی دف بجانے لگی۔ اتنے میں وہاں پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ آپ کو دیکھ کر بھی وہ لڑکی دف بجاتی رہی اور گانا گاتی رہی۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے تو لڑکی پھر بھی بدستور دف بجاتی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو لڑکی نے فوراً دف کو اپنی رانوں کے نیچے چھپالیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ یہ دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اے عمر'' شیطان تم سے بہت ڈرتا ہے۔ یہ لڑکی میرے سامنے تو دف بجاتی رہی لیکن تمہیں دیکھ کر اس نے دف کو چھپالیا ہے'' (مشکوٰۃ شریف ص 550)۔ اس روایت سے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب و دبدبہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ایک حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **اِنَّ الشَّیْطَانَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ**۔ یعنی شیطان حضرت عمر کے سائے کو دیکھتے ہی بھاگ جاتا ہے۔ (الحدیث)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی علمی جلالت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں رعب و دبدبے والے جلیل القدر صحابی ہیں وہاں آپ کی علمیت وقابلیت بھی مسلمہ حیثیت کی حامل ہے۔آپ کی علمی حیثیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بسا اوقات آپ کی رائے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہو جاتی تھی۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کم از کم انیس 19 مرتبہ ایسا ہوا کہ ادھر آپ نے اپنی رائے پیش کی اور ادھر اس کی موافقت میں قرآن پاک کی آئیت نازل ہو گئی"۔ نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی پانچ سو انتالیس احادیث مروی ہیں۔(تاریخ الخلفاء ص 109)۔☆ اور اگر بالفرض آپ کو کسی مسئلے کا علم نہ ہوتا تو آپ اس کی تحقیق کرتے اور وہ مسئلہ متعلقین سے پوچھتے۔ایک مرتبہ آپ رات کو مدینہ شریف میں گشت کر رہے تھے تو ایک گھر سے عورت کی آواز آرہی تھی۔آپ نے سنا تو وہ ایسے اشعار پڑھ رہی تھی جن میں اس کی اپنے خاوند سے جدائی کا ذکر تھا۔آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ "تیرا مسئلہ کیا ہے"؟ اس نے جواب دیا کہ آپ نے میرے شوہر کو کئی مہینوں سے محاذ جنگ پر بھیج رکھا ہے اور میں اس کے لئے بے چین ہوں۔آپ نے اس سے فرمایا کہ "یہ اچھی بات نہیں" اس عورت نے کہا "معاذ اللہ"۔ آپ نے یہ سن کر کہا کہ تو صبر کر۔میں تیرے شوہر کو پیغام بھیج کر بلاتا ہوں۔پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امر کی تحقیق کا ارادہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا۔ چنانچہ آپ اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے میں بڑی مشکل میں مبتلا ہوں۔ آپ میری یہ مشکل حل کردیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ عورت کتنی مدت تک اپنے خاوند سے صبر کرسکتی ہے؟ حضرت حفصہ نے یہ سن کر اپنا سر جھکالیا اور شرما گئیں۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا" لہذا آپ بھی نہ شرمائیں۔ چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا "تین مہینے یا پھر چار مہینے" چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمادیا کہ "لشکروں کو چار ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے"۔ (تاریخ الخلفاء ص 142)

آپ کا یہ بھی علمی کمال ہی تھا کہ آپ صحیح اور حق بات کو فوراً قبول فرمالیتے اور اس سلسلے میں ذرہ بھر بھی تاخیر نہ کرتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "اے لوگو! تم نکاح کے وقت عورتوں کے زیادہ لمبے چوڑے حق مہر نہ باندھا کرو۔ حق مہر ہمیشہ مختصر باندھا کرو۔ یہ سن کر یک عورت بول اٹھی اے امیرالمؤمنین آپ اپنا یہ حکم واپس لیجئے کیونکہ قرآن کے خلاف ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیسے؟ عورت نے جواب دیا اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ **وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْــٴًـا**۔ (آلایۃ) یعنی اگر تم نے اپنی عورتوں کو حق مہر میں بہت بڑا خزانہ بھی دیا ہو تو اس میں سے ذرہ بھر بھی واپس نہ لو۔ تو اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ تم عورتوں کو حق مہر میں خزانہ بھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دے سکتے ہو اور تم کہتے ہو کہ حق مہر مختصر باندھا کرو۔ لہٰذا تمہارا یہ حکم قرآن کے خلاف ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگے کہ اے عمر تجھ سے تو ایک عورت بھی زیادہ سمجھ دار نکلی۔ پھر آپ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو میں اپنا حکم واپس لیتا ہوں۔ تم جتنا مرضی چاہو حق مہر باندھ سکتے ہو"۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول)

آپ کی وسعت نگاہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ ایک لشکر "نہاوند" کی طرف بھیجا اور اس لشکر کا سپہ سالار حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ ایک روز جب حضرت عمر مدینہ شریف میں خطبہ دے رہے تھے تو اچانک آپ بلند آواز سے فرمانے لگے۔ **یَا سَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ**۔ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو (یعنی جنگ لڑتے ہوئے پہاڑ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھو)۔ پھر کچھ دنوں کے بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور اس نے بتایا کہ فلاں روز جنگ زوروں پر تھی اور دشمن ہم پر بڑھ چڑھ کر حملہ کر رہا تھا کہ اچانک ہمیں ایک آواز سنائی دی کہ اے ساریہ پہاڑ کو اپنی پشت کے پیچھے رکھو۔ اس کے بعد ہم نے پہاڑ کی طرف اپنی پشت کر لی اور دشمن سے لڑے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح اور دشمنوں کو شکست دیدی"۔ (مشکوٰۃ شریف ص 546)۔ اس روائیت سے معلوم ہوا کہ اللہ والے ہزاروں میل دور کی چیز کو دیکھ لیتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ عنہ نے مدینہ شریف میں بیٹھ کر مقام نہاوند میں جنگ کا نقشہ دیکھ لیا۔ نہاوند ایران کے صوبہ آذربائیجان کا ایک غیر معروف شہر ہے جو مدینہ منورہ سے ایک ماہ کی مسافت پر واقع ہے اور اس روائیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ والے دور کی بات کو سن بھی لیتے ہیں جیسا کہ حضرت ساریہ نے حضرت عمر فاروق کی ہدائیت کو سن کر عمل کیا تو انہیں فتح کاملہ نصیب ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے نزدیک قرب و بعد کوئی چیز نہیں ہوتی۔

☆ نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک رات خواب دیکھا "کہ مسجد نبوی شریف میں حضور نبی کریم ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے ہیں اور حضرت علی بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد کی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک عورت کھجوروں کا ایک طباق لے کر حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس طباق میں سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی کو دیدی اور باقی کھجوریں دوسرے نمازیوں میں تقسیم فرما دیں۔ صبح کے وقت حضرت علی کی آنکھ کھلی اور آپ اسی وقت مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ آپ فوراً جماعت میں شامل ہو گئے۔ سلام پھیرنے کے بعد حضرت عمر اسی طرح مسجد کی دیوار کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گئے جیسے حضرت علی نے رات کو خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک عورت کھجوروں کا ایک طباق لے کر بھی آ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گئی۔ حضرت عمر نے اس طباق میں سے ایک کھجور حضرت علی کو دی اور باقی تمام کھجوریں دوسرے نمازیوں میں تقسیم فرمادیں۔ حضرت علی نے کہا کہ اے امیرالمؤمنین اگر آپ مجھے ایک کھجور اور بھی دے دیتے تو کیا ہوتا۔ حضرت عمر فاروق نے جواب دیا کہ اگر رات کو خواب میں رسول اللہ ﷺ آپ کو دوسری کھجور دے دیتے تو میں بھی تمہیں دو کھجوریں ہی دے دیتا۔ جب حضور نے تمہیں دوسری کھجور نہیں دی تو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ حضرت علی حیران ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے عمر یہ خواب والا واقعہ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا؟ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا۔ اے علی۔ مومن بندہ اپنے نور ایمان سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے'' (نزہۃ المجالس جلد دوم)۔ اس سے ثابت ہوا کہ مومن کی نظر سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی اور جب ایک مومن سے کوئی بات نہیں چھپ سکتی تو نبی کریم ﷺ سے دنیا کی کوئی بات کیسے چھپ سکتی ہے۔

آپ کا عظیم فیصلہ

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک منافق اور ایک یہودی کا کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ دونوں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے پورا واقعہ دونوں طرف سے سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں فرمادیا۔ جب وہ دونوں باہر آئے تو منافق کہنے لگا کہ میں یہ فیصلہ نہیں مانتا۔ میں تو فیصلہ حضرت عمر سے کراؤں گا۔ یہودی نے کہا کہ کیا کوئی بڑی عدالت سے ہو کر چھوٹی عدالت میں بھی جاتا ہے۔ لیکن منافق نہ مانا اور وہ دونوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہٗ کے پاس آ گئے منافق نے کہا کہ ہم دونوں کا ایک مسئلے پر جھگڑا ہے آپ ہمارا فیصلہ فرما دیجئے۔ یہودی بولا کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ بیشک فرمائیں لیکن پہلے میری یہ بات سن لیں کہ ہم دونوں یہی جھگڑا رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے گئے تھے اور آپ نے فیصلہ میرے حق میں فرمایا ہے۔ حضرت عمر نے منافق سے پوچھا کہ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں یہ ٹھیک کہہ رہا ہے مگر میں فیصلہ آپ سے کرانا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر نے کہا کہ اچھا میں ابھی تمہارا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر آئے اور آتے ہی تلوار سے منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا کہ جو میرے آقا کا فیصلہ نہ مانے میرے پاس اس کا فیصلہ یہی ہے۔ چنانچہ اس وقت قرآن پاک کی آیت نازل ہوئی۔ **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ** ۔ یعنی تمہارے رب کی قسم۔ یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں (یا رسول اللہ) اپنا حاکم نہ مان لیں اور تمہارا فیصلہ تسلیم نہ کر لیں'' (تاریخ الخلفاء ص 88)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ پختہ عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ حاکم اعلیٰ ہیں اور ان کے ہر فیصلے پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے واجب اور ضروری ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آیت نازل فرما کر حضرت عمر کے اس عمل کی تائید فرمائی۔

آپ کی شہادت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور خلافت میں بدھ کے دن صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ فیروز نامی ایک آتش پرست مشرک غلام نے آپ کو دودھاری چھری سے زخمی کر دیا۔ آپ کے شکم مبارک پر گہرا زخم آیا وہ کافر آپ کو زخمی کر کے بھاگا تو ایک انصاری نے اس پر اپنا کمبل ڈال کر اسے پکڑ لیا۔ جب اس ظالم کو یقین ہو گیا کہ اب تو پکڑا گیا ہوں اور اب میرا حشر بہت برا ہو گا تو وہ اپنے آپ کو چھری مار کر مر گیا۔ حضرت عمر کو بڑا شدید زخم آیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کو جو شربت پلایا گیا وہ بھی زخم کے راستے سے باہر نکل آیا۔ آخر کار جب آپکی حالت نازک ہو گئی تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ تم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ اور انہیں سلام کے بعد میرا پیغام دینا کہ وہ مجھے اپنے مبارک حجرے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ حضرت عبداللہ نے جا کر یہ پیغام دیا تو حضرت عائشہ نے بخوشی اجازت دیدی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا وصال ہو گیا۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَجِعُوْنَ)۔ پھر آپ کا جنازہ تیار کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ کے سامنے لا کر رکھا گیا اور بلند آواز سے عرض کیا گیا کہ اے ام المومنین۔ حضرت عمر کا جنازہ حاضر ہے اگر اجازت ہو تو حجرہ شریف کے اندر دفن کیا جائے۔ حضرت عائشہ نے روتے ہوئے فرمایا کہ میں اجازت دیتی ہوں چنانچہ آپ کو اس حجرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا گیا جس دن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عمر کا انتقال ہوا اس دن سورج کو گرہن لگا اور سارے مدینہ شریف میں دن کے وقت اندھیرا چھا گیا۔ ادھر لوگوں کا رونا اور ادھر سورج کا سیاہ ہونا۔ ہر طرف معرکہ قیامت نظر آتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے تھے کہ امی جان۔ کیا آج قیامت ہے؟ اور مائیں روتی ہوئی جواب دیتی تھیں کہ "نہیں" ۔ آج امیر المومنین حضرت عمر کا انتقال ہوا ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام صحابہ کرام کا حقیقی محب اور فرمانبردار بنائے۔ آمین۔

وما علینا الا البلٰغ المبین ٥

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یزید کا تعارف

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ○

تمھید

ابتدائے آفرینش سے اس دنیا میں حق و باطل کا معرکہ جاری ہے اور ابد تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس کا آغاز اس وقت ہوا جب ربّ رحمان کے سامنے بندوں کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان آیا۔ اس کے بعد ہر دور میں حق و باطل کا مقابلہ جاری رہا۔ کبھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے باطل نمرود کی شکل میں آیا اور کبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کی صورت میں آیا۔ کبھی حضور علیہ السلام کے مقابلے میں باطل ابوجہل کی شکل میں آیا اور کبھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یزید کی صورت میں آیا۔ غرض یہ کہ حق و باطل کا یہ معرکہ اب بھی پورے زور و شور سے جاری ہے۔ آج بھی حق کے چاہنے والے حضرت امام حسین کے ساتھ ہیں اور باطل کے علمبردار یزید کو امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین قرار دیتے ہیں۔ شاید ان لوگوں نے آج تک یزید کا مکمل تعارف نہیں پڑھا۔ ذیل میں عوام الناس کی آگاہی کے لئے یزید کا تعارف پیش کیا جا رہا ہے تاکہ سب کو اس کی اصلیت کا پتہ چل سکے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یزید کی پیدائش

ابوسفیان کے بیٹے امیر معاویہ ہیں اور یزید حضرت امیر معاویہ کا بیٹا ہے۔امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ **ولد فی خلافۃ عثمان** ۔(تہذیب التہذیب جلد ۱۱)۔یعنی یزید حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔بعض لوگوں کو مغالطہ ہے کہ یزید حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں پیدا ہوا۔یہ صحیح نہیں۔چنانچہ یہی امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ **قَدْ اَبْطَلَ مَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ وُلِدَ فِی الْعَهْدِ النَّبَوِیِّ**۔(لسان المیزان جلد ششم)۔یعنی یہ بات بالکل غلط اور باطل ہے کہ یزید کی ولادت عہد نبوی میں ہوئی ہے۔یزید رفتہ رفتہ جوان ہوا۔60ھ میں جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو یزید کی حکومت قائم ہوگئی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی حکومت کے لئے کوششیں بھی فرمائیں اور اپنے بعد اس کو اپنا ولی عہد بھی مقرر کیا کیونکہ یزید عقلمند ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی سوجھ بوجھ بھی رکھتا تھا لیکن یزید نے حکومت سنبھالنے کے بعد جو حرکتیں کیں حضرت امیر معاویہ کو اس سے اس قسم کی حرکات کی ہرگز توقع نہ تھی۔بلکہ حضرت امیر معاویہ نے تو یزید کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں خاص طور پر وصیت کی تھی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے نواسے ہیں اور اس قرابت کی وجہ سے حسن سلوک کے زیادہ حقدار ہیں اس لئے ان کا خاص خیال رکھنا۔لہٰذا حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امیر معاویہ کے متعلق کسی کو غلط انداز میں نہیں سوچنا چاہیے۔

60 ھجری کی حکومت

یزید کی حکومت 60 ھ میں قائم ہوئی اور یہ وہ حکومت ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی متعدد احادیث موجود ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ سَنَةِ سِتِّيْنَ وَ مِنْ اِمَارَةِ الصِّبْيَان"۔ (البدایہ والنہایہ جلد ہشتم) یعنی تم ساٹھ ہجری کے سال اور لڑکوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دعا مانگا کرتے تھے کہ "اے اللہ میں 60 ھ کی ابتدا اور لڑکوں کی حکومت سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ فَاسْتَجَابَ اللّٰهُ فَتَوَفَّاهُ لَهٗ سَنَةَ تِسْعٍ وَّ خَمْسِيْنَ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمالیا اور 59 ھ میں ان کو وفات دیدی۔ (صواعق محرقہ ص ۲۱۹)۔ ثابت ہوا کہ یزید کی حکومت بہت بُری حکومت تھی اور اس حکومت سے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام پناہ مانگا کرتے تھے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ یزید اپنے دور حکومت میں عدل وانصاف کو ختم کر کے ظلم وتشدد کو رواج دے گا اور حلال وحرام کی تمیز ختم کردے گا۔ لہٰذا اس کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگی گئی۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لَا يَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِيْ قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَوَّلُ مَنْ يَّثْلِمُهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ يُقَالُ لَهٗ يَزِيْدُ۔ (حوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذکورہ)۔ یعنی پہلا وہ شخص جو میری سنت کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا۔ مذکورہ بالا تمام احادیث و روایات میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ یزید کی حکومت ۶۰ھ میں قائم ہوگی اور وہ نبی کریم ﷺ کے طریقوں کو اپنے دور حکومت میں تبدیل کر دے گا اور ظلم کو اپنا کر عدل و انصاف کا خاتمہ کرتے گا اور آپ کی سنت کو بدل دے گا اور حلال و حرام کی تمیز کو ختم کر دے گا۔

یزید زانی تھا

یزید زانی اور بدکار شخص تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ روایت کرتے ہیں۔ **اِنَّ رَجُلًا یَنْکِحُ اُمَّھَاتِ الْاَوْلَادِ وَ الْبَنَاتِ وَ الْاَخَوَاتِ**۔ (تاریخ الخلفاء ۱۴۲) یعنی یزید ماں بہن بیٹی اور اولاد سے نکاح کرنے والا تھا قرآن پاک کے چوتھے سیپارے کے آخر میں بتایا گیا ہے کہ تم پر تمہاری مائیں، بہنیں اور تمہاری بیٹیاں حرام کی گئی ہیں۔ آیت کریمہ اس طرح ہے۔ **حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَ اَخَوٰتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ**۔ (پ۴)

ترجمہ:۔ حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں۔ اندازہ لگائیں کہ جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے حرام کیا ہے۔ یزید انہی عورتوں کے ساتھ بدکاری کیا کرتا تھا یعنی وہ حرام کو حلال سمجھنے والا تھا اس وجہ سے بعض علماء اس کے کفر کے قائل ہیں۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یزید کے کفر میں اختلاف ہے اور جو کچھ اس سے واقع ہوا ہے وہ اس کے کفر پر دلیل ہے مثلاً شراب کو حلال قرار دینا اور حضرت امام حسین کے قتل کے بعد اس کا یہ کہنا کہ میں نے اہل بیت کو اس کا بدلہ دیا ہے جو کچھ میرے وڈیروں کے ساتھ میدان بدر میں کیا گیا تھا۔'' (شرح الفقہ الاکبر ص 73)۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض علماء یزید کے کفر کے قائل ہیں اور بعض اس کو کافر نہیں کہتے۔ لیکن اس کے فاسق و فاجر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ اس کے فسق پر تمام علمائے کرام متفق ہیں۔

یزید شرابی تھا

اور یزید شرابی بھی تھا اور نہ صرف شراب پیتا تھا بلکہ اس کو حلال بھی سمجھتا تھا۔ جیسا کہ ابھی شرح فقہ اکبر کے حوالے سے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے کہ یزید شراب کو حلال سمجھتا تھا اور حضرت علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ **وَقَدْ رُوِیَ اَنَّ یَزِیْدَ کَانَ قَدِ اشْتَهَرَ بِالْمَعَازِفِ وشُرْبِ الْخَمْرِ وَالْغِنَاءِ وَالصَّیْدِ۔** (البدایہ والنہایہ جلد ہشتم)۔ ترجمہ: بیشک روائیت کی گئی ہے کہ یزید آلات لہو و لعب کے ساتھ گانا سننے اور شراب پینے اور شکار کھیلنے میں بڑا مشہور تھا اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ **فَامْتَنَعَ الْحُسَیْنُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنْ بَیْعَتِهٖ لِاَنَّهٗ کَانَ فَاسِقًا مُدْمِنًا لِلْخَمْرِ۔** (سر الشہادتین ص 12)۔ یعنی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت سے اس لئے انکار کیا کیونکہ وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاسق وفاجر اور شرابی تھا۔ نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **وِهُمْ اَشَدُّ النَّاسِ عَدَاوَةً لَّهُ اِلَّا مَاذَكَرُوْهُ عَنْهُ مِنْ شُرْبِ الْخَمِرَ وَاِتْيَانِهٖ بعض الْقَاذُوْرات**۔ (البدایہ والنہایہ جلد ہشتم)۔ ترجمہ: اور وہ (یعنی اہل مدینہ) یزید کے سخت ترین دشمن تھے اور کہتے تھے کہ یزید شرابی ہے اور اس سے بعض بدکاریاں بھی سرزد ہوئی ہیں۔ ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ یزید شرابی تھا اور نہ صرف شراب پیتا تھا بلکہ وہ اس کو حلال بھی سمجھتا تھا۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ **قَالَ اَبْنُ هَمَامٍ وَاختلف فی اکفار یزید قیل نعم لماروی عنه تادیل علی کفره من تحلیل الخمر۔ انح**۔ (شرح فقہ اکبر ص 88)۔ یعنی امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ یزید کے کافر ہونے کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض نے اسے کافر کہا ہے کیونکہ اس سے بعض ایسی باتیں سرزد ہوئیں جو اس کے کفر پر دلالت کرتی ہیں جیسے شراب کو حلال سمجھنا۔ لہٰذا یزید کے شرابی ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

یزید فاسق تھا

یزید زانی وشرابی ہونے کے ساتھ ساتھ فاسق وفاجر تھا اور اس سے کبیرہ گناہ سرزد ہوتے تھے۔ چنانچہ علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ **ولوسلم ان الخبيث كان مسلما فهو مسلم جمع من الكبائرما لايحيط به نطاق البيان**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۔(تفسیر روح المعانی ص 66)۔ترجمہ: اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ وہ خبیث (یعنی یزید) مسلمان تھا تو وہ ایسا مسلمان تھا کہ اس نے اپنے لئے اتنے کبیرہ گناہ جمع کر لئے تھے کہ شمار سے باہر ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ یزید فاسق وفاجر تھا صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''یزید پلید فاسق وفاجر مرتکب کبائر تھا۔معاذ اللہ اس کو ریحانہ رسول اللہ ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت۔آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے مقابلے میں کیا دخل ہے۔ہمارے وہ بھی شہزادے وہ بھی شہزادے۔ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی مستحق جہنم ہے۔ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہلسنت کے تین قول ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک سکوت ہے۔یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں نہ مسلمان''۔(بہار شریعت جلد اول)۔اس سے بھی ثابت ہوا کہ یزید کے فاسق وفاجر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔نیز مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ ''بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے۔کیونکہ قتل حسین کو حلال جاننا کفر ہے۔مگر یہ امر کہ یزید حلال قتل کو جانتا تھا محقق نہیں۔لہٰذا کافر کہنے سے احتیاط رکھے مگر فاسق بے شک تھا''۔(فتاوٰی رشیدیہ جلد اول)۔اور مولوی محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ ''بہرحال یزید کے فسق وفجور پر صحابہ کرام سب کے سب ہی متفق ہیں۔خواہ مبائعین ہوں یا مخالفین۔پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ان کے بعد علمائے راسخین محدثین فقہاء مثلاً علامہ قسطلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ہیتمی، علامہ ابن جوزی، علامہ سعدالدین تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیاالراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علمائے سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اس کے قائل ہیں۔ تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہوسکتی ہے"۔ (شہید کربلا اور یزید 159 ص)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یزید کے فاسق و فاجر ہونے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔

یزید پر لعنت؟

اب رہی یہ بات کہ یزید جب زانی و شرابی اور فاسق و فاجر ہے تو اس پر لعنت بھیجنی جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ بعض علماء اس کو جائز کہتے ہیں اور وہ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتے ہیں۔ (1) یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ **ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا** ٥ یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (سورہ احزاب آیت 57) اس سے ثابت ہوا کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے۔ (2) یزید نے اپنی حکومت کے دوران مسلم بن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عقبہ کو ایک لشکر دیکر مدینہ طیبہ کی بربادی کے لئے بھیجا جس نے آکر مدینہ منورہ میں بہت سے مظالم ڈھائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا۔ **من اخاف اهل المدينة ظلما اخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين** ۔ (مسند امام احمد جلد چہارم)۔ یعنی جس نے ظلم کرتے ہوئے مدینہ والوں کو ڈرایا تو اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یزید پر لعنت بھیجنی جائز ہے۔ (3) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یزید پر لعنت کے قائل ہیں۔ ابن جوزی نے جو شریعت اور حفظ سنت میں بڑے متشدد تھے اپنی کتاب میں لعنت بر یزید کو علمائے سلف سے نقل کیا ہے اور بعض علماء کرام نے یزید پر لعنت سے منع کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یزید کے خاتمہ کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ارتکاب کفر و معصیت کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو لہذا اس پر لعنت نہ بھیجی جائے اور بعض علماء اس سلسلے میں سکوت اور توقف کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اس معاملے میں خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ لیکن یہ ایک بات ضرور قابل توجہ ہے کہ علمائے سلف میں ایک فرد بھی کوئی ایسا نہیں گزرا جس نے کبھی یزید کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہو اور ہمارا دعویٰ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی ایک حوالہ بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث غزوہ قسطنطنیہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث پاک ہے کہ ''میری امت کا پہلا لشکر جو غزوہ قسطنطنیہ میں لڑے گا وہ بخشے ہوئے ہیں''۔ (بخاری شریف)۔ اور یزید اس لشکر کا سپہ سالار تھا لہٰذا وہ بھی اس بشارت میں شامل ہے اور وہ بھی بخشا ہوا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں پہلے لشکر کی مغفرت کی نوید سنائی ہے اور پہلے لشکر میں یزید ہرگز شامل نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ ''49ھ یا 50ھ میں حضرت امیر معاویہ نے ایک لشکر بلاد روم کی طرف بھیجا۔ **وجعل علیهم سفیان ابن عوف**۔ اور اس پر سفیان بن عوف کو امیر بنایا۔ (ابن اثیر جلد سوم 189 ص) اس پہلے لشکر میں یزید حضرت امیر معاویہ کے کہنے کے باوجود نہ گیا اور اس نے حیلے بہانے شروع کر دیئے۔ (حوالہ مذکورہ)۔ معلوم ہوا کہ یزید حدیث پاک کی ''بشارتِ مغفرت'' کا ہرگز مصداق نہیں ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض یزید اس لشکر میں شامل بھی ہو تو وہ پھر بھی جنتی اور مغفرت یافتہ نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ ''جس نے کلمہ شریف **لا اله الاالله** پڑھا وہ جنتی ہوگیا۔ اب اگر کوئی شخص کلمہ پڑھنے کے بعد برے کام کرتا رہے اور برائیوں کا ارتکاب کرتا رہے تو کیا وہ بھی جنتی ہے؟ اسی طرح حدیث پاک ہے کہ ''جس نے ماہ رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھے تو اس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں" جب اس کے تمام گناہ معاف ہو گئے تو جنتی ہو جائے گا۔ لیکن اگر پھر برے کام کرے گا تو وہ جنتی نہیں رہے گا۔ نیز ایک حدیث پاک میں ہے کہ "جس نے حج کیا اور اس دوران اس نے کوئی گناہ کا کام نہ کیا تو وہ ایسے پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو" لیکن اگر بعد میں وہ پھر گناہوں کا ارتکاب کرے گا تو وہ جنتی نہیں رہے گا اسی طرح اگر بالفرض یزید غزوہ قسطنطینہ میں شامل بھی ہو تو بعد میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر کے اور خطائیں اپنا کر وہ اہل جنت کی صف سے خارج ہو جائے گا۔

حرف آخر

یزید جس فطرت کا آدمی تھا اس کی تفصیل آپ نے پڑھ لی۔ آج بھی کچھ لوگ اس کو امیر المومنین اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ باغی کہتے ہیں۔ ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں یزید کا ذکر کرتے ہوئے اس کو "امیر المومنین" کہا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز سخت ناراض ہوئے اور اس سے فرمایا "**تقول امیرالمومنین وامربه فضرب عشرین سوطا**۔ تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے پھر آپ نے اس کو بیس کوڑے لگوائے۔ (تہذیب التہذیب جلد 11)۔ آج کل کے کچھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگ اگر پھر بھی یزید کو امیر المومنین کہنے پر بضد ہیں تو پھر ہم یہی دعا کرسکتے ہیں کہ یا اللہ! ان لوگوں کا حشر یزید کے ساتھ کرنا اور ہمارا حشر ونشر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کرنا۔ آمین ثم آمین

وما علینا الا البلغ المبین

تحریر کنندہ:

محمد حنیف اختر خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نذرانہ عقیدت

بحضور غوث العالمین حضرت غوث بہاؤالدین صاحب

زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

نسبت بڑی چیز ہے

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ○

تمہید

اس دنیا میں نسبت بڑی عجیب چیز ہے۔ نسبت سے ایک مسلمان کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ نسبت کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔ اس کے سبب بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔ نسبت سے بندہ جنت کا حقدار ہو جاتا ہے اور نسبت بندے کو عروج پر لے جاتی ہے۔ آج کے دور میں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو انبیاء و اولیاء سے نسبت کو برا سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صرف ایک اللہ کو مانو، اسی سے مدد مانگو اور پکے توحید پرست بن جاؤ۔ اسی وجہ سے وہ اللہ والوں سے منسوب چیزوں کو برا سمجھتے ہیں۔ گیارہویں شریف کو ناجائز کہتے ہیں اور میلاد النبی ﷺ کی مٹھائی پر فتوے لگاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہو جاتی ہے۔ آیئے قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ نسبت کی حقیقت کیا ہے۔ اور اس کا کوئی فائدہ ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل دلائل غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

آب زمزم

سب حضرات جانتے ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ پانی موجود ہے اور نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف انسان بلکہ تمام جاندار پانی پیتے ہیں۔لیکن صرف ایک پانی ایسا ہے جو کہ بڑی خصوصیت کے ساتھ بطور تبرک استعمال ہوتا ہے اور وہ ہے ''زمزم کا پانی'' حاجی لوگ جب حج کر کے واپس آتے ہیں تو مکہ سے آب زمزم بطور تحفہ و تبرک ساتھ لاتے ہیں اور یہاں آ کر رشتہ داروں اور دوست احباب میں تقسیم کرتے ہیں۔زمزم کا یہ پانی متبرک اس لئے ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے ایک پیغمبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مقدس پاؤں کے ساتھ نسبت ہے۔یعنی یہ پانی آپ کی ایڑیوں کی رگڑ سے پیدا ہوا لہٰذا اس نسبت کے ساتھ یہ تبرک اور تحفہ بن گیا۔تو معلوم ہوا کہ واقعی نسبت ایک عجیب چیز ہے۔

غلاف قرآن

ہر کپڑے سے انسان کا لباس تیار ہوتا ہے اور لوگ پھر لباس کو زیب تن کرتے ہیں۔اس لئے کپڑا کوئی خاص چیز اور قابل احترام شئے نہیں۔لیکن اگر اسی کپڑے کا غلاف بنا کر قرآن پاک پر چڑھا دیا جائے تو پھر یہی کپڑا قرآن پاک کی نسبت سے قابل احترام بن جاتا ہے اور پھر یہ کپڑا اتنا محترم بن جاتا ہے کہ جب کوئی شخص قرآن پاک کو تلاوت کیلئے اٹھاتا ہے تو پہلے غلاف کو چومتا ہے اور اس کے بعد قرآن پاک کو چومتا ہے۔ثابت ہوا کہ نسبت عجیب چیز ہے۔

نبی کی بیویاں

دنیا میں بے شمار عورتیں موجود ہیں لیکن جو عورتیں حضور اکرم ﷺ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبارک نکاح میں آ گئیں اور ان کو آپ سے نسبت ہو گئی ان کا لقب "امہات المومنین" (یعنی مومنوں کی مائیں) مشہور ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا وَاَزْوَاجُه' اُمَّهٰتُهُمْ۔ کہ نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بیویوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۔ (سورہ احزاب) اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ یعنی نبی کی طرف نسبت ہونے کی بنا پر تمہاری شان بہت بلند و بالا ہے۔ معلوم ہوا کہ نسبت بڑی چیز ہے۔

عظیم الشان صندوق

کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک صندوق تھا جس میں موسیٰ علیہ السلام اپنا خاص خاص سامان رکھتے تھے۔ بنی اسرائیل جب کفار سے جہاد کرتے تو اس صندوق کو اپنے آگے رکھ لیتے تو اس صندوق کی برکت سے مسلمانوں کے دل مضبوط ہو جاتے اور ان کو فتح حاصل ہو جاتی۔ تفسیر جلالین، تفسیر روح البیان اور تفسیر صاوی میں ہے کہ اس صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء، ان کی مقدس جوتیاں، حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی اور تورات کی تختیوں کے چند ٹکڑے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کی اللہ تعالیٰ کے دربار میں بڑی عزت وعظمت ہے۔ اور ان کے ذریعے مخلوق خدا کو فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں دیکھ لو! اس صندوق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں، آپ کا عصاء اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ہارون علیہ السلام کی پگڑی تھی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ صندوق اس قدر مقبول ہوا کہ فرشتوں نے اس کو اپنے نورانی کندھوں پر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اس بات کی شہادت دی کہ "فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ"۔ یعنی اس صندوق میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ یعنی مومنوں کے دلوں کا اطمینان اور ان کی روحوں کی تسکین کا سامان تھا۔ تو معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات جہاں اور جس جگہ ہوں گے وہاں ضرور رحمت حق کا نزول ہوگا اور اس سے نازل ہونے والی برکتوں سے مومنوں کے دلوں کو سکون ملتا رہے گا۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جس صندوق میں اللہ والوں کے لباس اور جوتیاں ہوں اس پر اطمینان اور انوار و برکات کا نزول قرآن سے ثابت ہے تو جس قبر مبارک میں ان بزرگوں کا پورا جسم رکھا ہوگا کیا ان قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کا نزول نہیں ہوگا۔ تو ثابت ہوا کہ جو لوگ بزرگوں کی قبروں پر حاضری دیں گے۔ وہ ضرور بالضرور فیوض و برکات کی دولت سے مالا مال ہوں گے۔

بے مثال کرتہ

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے جب ان کو کنویں میں ڈال کر اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام سے جا کر کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو آپ بے حد غمگین ہوئے اور اپنے پیارے بیٹے کے غم میں کافی دنوں تک روتے رہے۔ حتیٰ کہ روتے روتے آپ کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور بینائی کمزور ہو گئی۔ پھر کئی سال کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بن گئے اس دور میں ایک مرتبہ زبردست قحط پڑا اور آپ کے بھائی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قحط کے زمانے میں غلہ لینے کیلئے جب دوسری مرتبہ مصر گئے تو بھائیوں نے آپ کو پہچان کر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے آپ سے معافی طلب کی تو آپ نے انہیں معاف کر دیا۔ پھر یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال پوچھا تو بھائیوں نے بتایا کہ وہ تو آپ کی جدائی میں روتے روتے بہت ہی کمزور ہو گئے ہیں اور ان کی آنکھوں کی بینائی بھی بہت کمزور ہو گئی ہے۔ والد صاحب کا یہ حال سن کر حضرت یوسف علیہ السلام بے حد غمگین ہوئے۔ پھر آپ نے اپنے بھائیوں سے فرمایا اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج (سورہ یوسف رکوع ۱۰) یعنی تم میرا یہ کرتا لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے چہرے پر ڈال دو تو ان کی آنکھوں کی بینائی واپس آ جائیگی۔ چنانچہ وہ کرتہ آپ کا بھائی یہودا لے کر کنعان میں آیا اور جیسے ہی کرتے کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا گیا تو فوراً ان کی آنکھوں میں روشنی آ گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے لباس و پوشاک کو تبرک بنا کر رکھنا اور ان سے برکت و شفاء حاصل کرنا حصولِ سعادت کا بہت بڑا ذریعہ ہے کیونکہ لباس کو نسبت اللہ والوں سے ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ نسبت عجب چیز ہے اور باعث برکت ہے۔

اصحاب کہف کا کتا

قرآن پاک کے پندرہویں سیپارے اور سورہ کہف میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہے کہ 437ء میں جب دقیانوس بادشاہ نے عیسائیوں کی پکڑ دھکڑ شروع کی تو چند نو جوان اپنی دولت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان کو بچانے کیلئے اپنے شہر سے جس کا نام ''افسوس'' تھا بھاگ نکلے۔ قریب ہی ایک پہاڑ تھا جس میں ایک وسیع غار تھا اس میں جا چھپے اور بارگاہ الٰہی میں رو رو کر دعائیں مانگنے لگے کہ اے اللہ ہمیں اس ظالم بادشاہ کے شر سے بچا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان پر نیند مسلط کر دی۔ قدرت مناسب وقفہ سے ان کے پہلو بھی بدلتی رہی جیسے نیند کی حالت میں ہم سوئے سوئے پہلو بدل لیا کرتے ہیں۔ اس وقت ان کے ساتھ ایک کتا بھی ہو لیا تھا۔ انہوں نے اسے بھگانے کیلئے بڑے جتن کئے لیکن اس نے ساتھ نہ چھوڑا۔ جب وہ غار میں جا کر سو گئے تو وہ ان کی پاسبانی کی خاطر غار کے دہانے پر پاؤں پھیلا کر بیٹھا رہا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ط۔ یعنی ان کا کتا غار کی چوکھٹ پر اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے۔ اصحاب کہف اس غار میں تین سو نو سال تک رہے۔ اس عرصہ میں دقیانوس بادشاہ کی حکومت ختم ہو گئی اور اس کے بعد کئی اور حکومتیں بھی ختم ہو گئیں۔ جب یہ لوگ نیند سے بیدار ہوئے تو اس وقت ''بیدروس بادشاہ'' کی حکومت تھی جو پکا دیندار تھا اور اس طرح اصحاب کہف ایک ظلم بادشاہ کے ظلم سے بچ گئے (تفسیر خازن) یہ اصحاب کہف تعداد میں سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ (تفسیر صاوی) ☆ اصحاب کہف کے ناموں میں اختلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ ان کے نام یہ ہیں ۱۔ نینوس ۲۔ ساریونس ۳۔ مرطونس ۴۔ ذونواس ۵۔ فلستطیونس ۶۔ مکسلمنا ۷۔ تملیخا اور ان لوگوں کے کتے کا نام قطمیر تھا۔ ان کے شہر کا نام ''افسوس'' تھا اور ظالم بادشاہ کا نام ''دقیانوس'' تھا (تفسیر صاوی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس عجیب وغریب واقعہ سے جہاں اللہ کے ولیوں کی شان وعظمت کا پتہ چلتا ہے وہاں ان کی ذوات قدسیہ سے منسوب کتے کی شان بھی ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی ایک کتے نے جب اپنے آپ کو اولیاء اللہ سے منسوب کرلیا تو اس کی شان اتنی بلند ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اس کتے کا ذکر اپنے پاک قرآن میں فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی جانب منسوب ہونے سے کتے کی شان بڑھ جاتی ہے تو اگر کوئی مسلمان شخص اپنے آپ کو اولیاء اللہ کی جانب منسوب کریگا۔ تو پھر اس کی شان وعظمت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ نسبت عجب چیز ہے۔

مقام ابراھیم

خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر کھڑے ہوکر بیت اللہ شریف کی تعمیر فرمائی اور آپ کے مبارک قدم اس پتھر پر قدرت الٰہی سے ثبت ہوگئے تو وہ پتھر انتہائی محترم بن گیا اور اس کا نام "مقام ابراہیم" رکھا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (سورہ بقرہ) کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔ یعنی اے حاجیو جب تم حج کرنے جاؤ اور خانہ کعبہ کا طواف کرلو تو اس کے فوراً بعد مقام ابراہیم کو اپنے سامنے رکھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھو۔ پھر وہ تمہارا طواف اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگا۔ مقام غور ہے کہ ایک پتھر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں سے نسبت ہوئی تو وہ اتنا محترم بن گیا کہ اس کی جانب منہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر کے نماز پڑھنا ہر حاجی کیلئے ضروری قرار دے دیا گیا اور یہ حکم صرف اور صرف نسبت کی وجہ سے دیا گیا تو ثابت ہوا کہ واقعی نسبت ایک بہت بڑی چیز ہے۔

صفاء و مروہ

مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کے بالکل قریب دو پہاڑ ہیں۔ان میں سے ایک کا نام صفاء اور دوسرے کا نام مروہ ہے۔ان دونوں پہاڑوں کا اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ۔ یعنی بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی خاص نشانیوں میں سے ہیں (سورہ بقرہ) یہ پہاڑ اللہ کی نشانی کیسے بنے تو واقعہ یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام ان دونوں پہاڑوں کے درمیان پانی کی تلاش میں دوڑی تو اللہ تعالیٰ کو ان کا دوڑنا اتنا پسند فرمایا کہ ہر حاجی کو صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کا (یعنی دوڑنے اور سات چکر لگانے کا) حکم دے دیا گیا۔معلوم ہوا کہ نسبت اتنی عجب چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے جن راہوں سے گزر جائیں وہ راہیں بھی مقدس، محترم اور متبرک ہو جاتی ہیں اور پھر ان کا اللہ تعالیٰ خصوصیت کے ساتھ قرآن پاک میں ذکر فرماتا ہے۔

کعبہ معظمہ

ہجرت کے بعد ۱ھ میں بیت المقدس کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا اور مسلمانوں نے سولہ یا سترہ ماہ تک اس کی طرف منہ کر کے نمازیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھیں۔اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کی خواہش یہی رہی کہ کاش اللہ تعالیٰ کعبہ شریف کو ہمارا دوبارہ قبلہ مقرر فرمادے اور اسی خیال سے آپ بار بار اپنا چہرہ انور آسمان کی جانب اٹھا کر دیکھا کرتے تھے اور انتظار میں رہتے کہ کب اللہ تعالیٰ تحویل کعبہ کا حکم نازل فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہوا۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِی السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۔(پ۲ سورہ بقرہ) یعنی اے میرے پیارے محبوب ہم آپ کا چہرہ بار بار آسمان کی جانب اٹھتا دیکھ رہے ہیں۔ پس ہم آپ کا قبلہ وہی مقرر کردیں گے جس سے آپ راضی ہیں۔ چنانچہ ایک دن آپ مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران نماز ہی تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوگیا اور آپ نے اسی وقت (نماز ہی میں) اپنا منہ بیت المقدس سے پھیر کر کعبہ شریف کی جانب کرلیا۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ کعبہ معظمہ کی نسبت رضائے مصطفےٰ ﷺ سے ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ نسبت بہت بڑی بات ہے اور اللہ تعالیٰ نے ''قبلة ترضها'' فرما کر اس بات مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ کاش کہ کچھ لوگوں کو قرآن کی سمجھ نصیب ہوجائے۔

حجر اسود

کعبہ معظمہ کے ایک کونے میں ایک پتھر نصب ہے جس کو ''حجر اسود'' کہتے ہیں۔ ہر حاجی کو حکم ہے کہ جب وہ حج کرنے جائے تو اس کو بوسہ دے۔ اور اگر عوام کا رش ہو اور رش کی وجہ سے قریب جا کر بوسہ نہ دے سکے تو پھر یہ حکم ہے کہ دور سے ہی اپنی ہتھیلیوں کو حجر اسود کے سامنے کرکے اپنے ہاتھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی چوم لئے جائیں۔ ایک دفعہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "اے حجر اسود" میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے نہ دیکھتا تو میں ہرگز نہ چومتا۔ (بخاری شریف)۔ تو چونکہ حجر اسود کو بوسہ دینے کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی جانب ہے اس لئے تمام حاجیوں کو اس کے چومنے کا حکم دے دیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ نسبت واقعی ایک بہت بڑی چیز ہے۔

قسم کعبہ

مکہ مکرمہ ایک نہایت عالیشان اور عظمت والا شہر ہے۔ اسی شہر میں مسلمانوں کا قبلہ کعبہ شریف ہے۔ اسی شہر میں مقام ابراہیم ہے۔ اس شہر میں اللہ کی خاص نشانیاں دو پہاڑ صفا اور مروہ ہیں۔ اسی شہر میں غار ثور اور غار حرا ہے۔ اس مقدس شہر کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں قسم اٹھائی ہے۔ لیکن قسم اٹھانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی وضاحت بھی کر دی گئی کہ یہ قسم کیوں اٹھائی جا رہی ہے چنانچہ فرمایا۔ لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۝ (پ ۳۰) یعنی میں قسم اٹھاتا ہوں اس (مکہ) کی اور یہ اس لئے کہ (اے میرے محبوب) آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ یعنی چونکہ مکہ مکرمہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ خصوصی نسبت ہے کہ آپ اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ اسی شہر میں آپ نے عرصہ دراز گزارا اور اسی شہر میں آپ چلتے پھرتے رہے لہٰذا اس نسبت سے یہ شہر اللہ کا محبوب شہر بن گیا۔ اور اللہ نے اسی وجہ سے اس کی قرآن پاک میں قسم اٹھائی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس سے بھی ثابت ہوا کہ نسبت واقعی عجب چیز ہے۔

رمضان اور قرآن

رمضان المبارک کا مہینہ انتہائی مقدس اور رحمتوں و برکتوں والا مہینہ ہے اور اس کی شان و عظمت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس مہینے میں قرآن نازل ہوا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ط (پ۲ سورہ بقرہ) یعنی رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا گویا اس مبارک مہینے کو نزول قرآن سے نسبت ہے اسی لئے اس کی شان بلند ہوگئی۔ تو اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ نسبت واقعی ایک عظیم چیز ہے۔

نبی کا احترام

اور چونکہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور اسی لئے آپ کو اللہ کا محبوب کہا جاتا ہے تو اسی نسبت کے طفیل آپ کی شان اس قدر بلند و بالا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اعلان فرمایا کہ جو میرے محبوب کے حضور اونچی آواز سے بولے گا اس کی نیکیاں برباد ہو جائیں گی۔ اور یہ حکم بھی دیا کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کے دروازے پر آئے تو آپ کو آواز دے کر نہ بلائے جب آپ خود باہر آئیں تو پھر عرض و معروض کرے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ نسبت واقعی عجیب چیز ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خاتمہ

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُوْاللّٰہَ وَکُوْنُوْمَعَ الصّٰدِقِیْنَ. (سورہ توبہ)۔اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سچے لوگوں کی طرف اپنی نسبت قائم کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ کیونکہ ان نفوس قدسیہ کی معیت وصحبت اختیار کرنے سے بندہ شیطان کے مکروفریب سے بچ جاتا ہے اور شیطان کا داؤ ایسے بندے پر کارگر نہیں ہوتا۔ موجودہ دور میں جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف ایک اللہ کو مانو اور کسی کو کونہ مانو۔ جو ہر وقت توحید توحید کی رٹ لگائے رکھتے ہیں ان کو مذکورہ بالا بیان کی گئی تمام نسبتوں کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے اور پھر اپنے ''صرف توحید'' والے موقف سے رجوع کر لینا چاہئے اور اس امر کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ واقعی نسبت ایک حقیقت ہے اور اس کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

وما علینا الا لبلاغ المبین

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزمِ سعید خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیامت کی نشانیاں

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب

خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیامت کی نشانیاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

اس ظلمت کدہ عالم میں آج لوگ انتہائی غفلت کا شکار ہیں اور انہوں نے اس دنیا ہی کو اپنا سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ لوگوں نے دنیا کے ساتھ اس قدر دل لگا لیا ہے کہ گویا انہوں نے مرنا ہی نہیں ہے اور ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ حالانکہ یہ دنیا فانی ہے اور ایک نہ ایک دن ختم ہونے والی ہے اور انسان نے آخر اس دنیا کو چھوڑ کر موت کا جام پینا ہے اور قبر میں جانا ہے اور پھر برزخی زندگی گزار کر قیامت والے دن دوبارہ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب کتاب کے لیے پیش ہونا ہے قیامت کے دن پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ یہ دن کب آئے گا؟ تو یاد رکھیں کہ قیامت اچانک آئیگی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ "دو شخصوں نے خرید و فروخت کے لیے کپڑا پھیلا رکھا ہو گا پس وہ اس کا نہ سودا کر سکیں گے اور نہ لپیٹ سکیں گے کہ قیامت آجائے گی اور ایک شخص لے اپنے منہ کی طرف نوالہ اٹھایا ہو گا مگر وہ اسے نگل بھی نہ سکے گا کہ قیامت آجائے گی۔" (بخاری شریف) اگرچہ قیامت اچانک آئے گی مگر پھر بھی احادیث مبارکہ میں اس کی چند نشانیاں بیان کر دی گئی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری

قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت چوتھے آسمان پر ہیں زمین پر تشریف لائیں گے اور دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارے پر نزول فرمائیں گے۔ دجال کا فتنہ بھی آپ کے اسی دور میں ہو گا آپ آکر دجال کی پشت پر نیزہ مار کر اسے جہنم رسید کریں گے۔ یہ فتنہ ختم کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کافروں سے جہاد کریں گے. جذیہ کو موقوف کر دیں گے یعنی کافروں سے سوائے اسلام کے کچھ بھی قبول نہ فرمائیں گے صلیب کو توڑ دیں گے اور تمام اہل کتاب جو قتل سے بچیں گے اُن پر ایمان لے آئیں گے آپ کے اس دور میں صرف ایک دین "اسلام" ہوگا. ساری دنیا میں عدل وانصاف ہوگا. یہاں تک کہ شیر اور بکری ایک ساتھ بیٹھیں گے. اس طرح آپ چالیس سال زمین پر گزاریں گے اور پھر وصال کے بعد حضور علیہ السلام کے ساتھ دفن کیے جائیں گے. یہ ساری تفصیل بخاری شریف کی ایک طویل حدیث پاک میں بیان کی گئی ہے.

دجال کا فتنہ

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ قرب قیامت میں "دجال" ظاہر ہوگا. یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے تشریف لانے سے پہلے آئے گا. حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوا ہوا ہوگا. (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال مشرق کی جانب سے آئے گا اور مدینہ شریف کا رُخ کرے گا. یہاں تک وہ احد پہاڑ کے قریب پہنچ جائے گا پھر فرشتے اس کا رُخ شام کی جانب پھیر دیں گے یہاں تک کہ وہ شام میں ہلاک کر دیا جائے گا. (بخاری شریف) واضح رہے کہ دجال حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے.

امام مہدی کا ظہور

اور ایک نشانی یہ بھی ہے کہ قرب قیامت میں حضرت امام مہدی ظاہر ہوں گے. آپ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے اور خلیفہ برحق بن کر تشریف لائیں گے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ خلافت راشدہ جیسی حکومت قائم کریں گے اور آپ کے دور میں گمراہی اور ضلالت ختم ہو جائے گی. آپ کی خلافت کا اعلان خانہ کعبہ میں ہو گا اور لوگ جوق در جوق آپ کی بیعت کریں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے. روشن و کشادہ پیشانی اور بلند ناک والا ہے وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی تھی اور وہ سات سال تک زمین کا مالک رہے گا. (ابو داؤد شریف)

ایک دوسری حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ مہدی میرے خاندان میں سے یعنی حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ (حوالہ مذکور) گویا حضرت امام مہدی کی تشریف آوری بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

سورج مغرب سے نکلے گا

اور قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ قرب قیامت میں سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکلے گا اور لوگ حیران رہ جائیں گے چنانچہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سورج مغرب کی طرف سے نکلے گا اور جب وہ مغرب کی طرف سے نکلے گا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو سب فوراً ایمان لے آئیں گے لیکن یہ وہ وقت ہو گا کہ کسی شخص کو جو اب تک ایمان نہیں لایا ہے یا ایمان لا کر نیک عمل نہیں کئے اس کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا." (مسلم شریف)

آگ ظاہر ہو گی

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ دنیا ختم ہونے کے قریب ایک آگ ظاہر ہو گی. اس کی تفصیل مندرجہ ذیل دو احادیث کریمہ میں موجود ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک زمین حجاز سے ایک آگ نہ نکلے جو بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے۔" (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے آنے کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔" (بخاری شریف) اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یاجوج ماجوج کی قوم کا ظاہر ہونا بھی ہے۔

جرائم کی کثرت ہو گی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ "قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ علم اٹھا لیا جائے گا جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ زنا کثرت سے ہو گا شراب بہت پی جائے گی۔ مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک مرد ہو گا۔ (مسلم شریف)

ایک دوسری حدیث میں آپ نے قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ "بدتر لوگ دنیا کے وارث بن جائیں گے (ترمذی شریف) یعنی برے لوگ حاکم ہوں گے۔

ایک اور حدیث میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب حکومت کو نا اہل کے ہاتھوں میں دے دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ (بخاری شریف)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیاں یہ بھی بیان فرمائی ہیں کہ مال غنیمت کو ذاتی مال بنا لیا جائے گا۔ زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا۔ علم کو حصول دنیا کے لیے سیکھا جائے گا۔ آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔ اپنے دوست کو پاس بٹھائے گا اور باپ کو دھتکارے گا۔ مسجدوں میں شور ہونے لگے گا۔ فاسق لوگ قوم کے سردار بن جائیں گے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آدمی کی تعظیم اس کی بدمعاشی کے ڈر سے کی جائے گی، گانے بجانے والیاں ظاہر ہو جائیں گی، اور شرابیں پی جائیں گی۔ (ترمذی شریف) ان احادیث مبارکہ میں قیامت کی جتنی نشانیاں بیان کی گئی ہیں وہ تقریباً سب کی سب ظاہر ہو چکی ہیں۔ آجکل ہر کام واقعی بعینہٖ اسی طرح ہو رہا ہے جس طرح مذکورہ حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے۔ (خدا ہمیں بُرے کاموں سے محفوظ رکھے)۔

یہود و نصاریٰ کی پیروی

اور قیامت کی نشانی ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں گے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ "تم پہلی امتوں کا پورا پورا اتباع کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی بل میں گھسے ہوں تو تم بھی گھسو گے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اس سے یہود و نصاریٰ کی اتباع مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اور کیا؟" (مسلم شریف)

یہ نشانی بھی آج روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو چکی ہے۔ مسلمان یہودیوں اور عیسائیوں کی تابعداری کرتے ہوئے پینٹ کوٹ پہن رہے ہیں، ٹائی لگا رہے ہیں، داڑھیاں منڈا رہے ہیں، یعنی آج کے مسلمان ان کی اتباع کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ واقعی یہ قیامت کی نشانی ہے۔

قتل عام ہوں گے

قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ قربِ قیامت میں قتل عام ہو جائیں گے۔ ذرہ ذرہ سی بات پر قتل ہوں گے اور بسا اوقات بلا وجہ قتل ہوں گے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "قسم ہے [illegible] ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک فنا نہ ہو گی جب تک لوگوں پر ایسا وقت نہ آ جائے [illegible]

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ اس نے مقتول کو کیوں قتل کیا اور نہ مقتول کو یہ معلوم ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا (مسلم شریف) قیامت کی یہ نشانی بھی آج ظاہر ہو چکی ہے۔ پوری دنیا میں قتل عام جاری ہے ہمارا ملک بھی اس سے محفوظ نہیں ہے۔ بالخصوص کراچی میں حال ہی میں جو قتل عام ہوا ہے واقعی وہ اس حدیث پاک کی روشنی میں قیامت کی ایک نشانی ہے۔ آج انسان کو راستے میں جاتے ہوئے بلا وجہ گولی مار دی جاتی ہے اور قاتل کا پتہ بھی نہیں چلتا اور گولی مارنے والے بھی اس کو معمولی واقعہ تصور کرتے ہیں۔ خدا سب مسلمانوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

بے ایمانی کی انتہا

اور قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ قرب قیامت میں لوگ دنیا کے لالچ میں ایمان کو بیچ دیں گے اور بے ایمانی کی انتہا ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم اعمال میں جلدی کرو ان فتنوں کے پیش آنے سے پہلے جو سیاہ رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے۔ اس وقت آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا اور اپنے دین و مذہب کو دنیا کی تھوڑی سی متاع پر بیچ دے گا۔" (مسلم شریف)

ایک اور حدیث میں ہے کہ "ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے سوال کیا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔" (بخاری شریف)

ان دونوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ قیامت کے قریب لوگ دنیوی مال کی خاطر بے ایمان ہو جائیں گے اور تھوڑی سی چیز پر اپنا ایمان بیچ دیں گے۔ اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آج قیامت کی یہ نشانی بھی ظاہر ہو چکی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جھوٹے نبی ہوں گے

اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ لوگ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے اور قرب قیامت تک ایسے جھوٹے نبیوں کی تعداد تیس۳۰ تک پہنچ جائے گی چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری امت کے بعض قبائل بتوں کی پرستش نہ کرنے لگیں اور میری امت میں تیس۳۰ جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے اور ان میں سے ہر شخص یہ خیال کرے گا کہ وہ خدا کا نبی ہے اور اصل واقعہ یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" (ابوداؤد شریف) معلوم ہوا کہ جھوٹے نبیوں کا (جیسے مرزا غلام احمد قادیانی) ظاہر ہونا بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔

وقت جلد گزرے گا

اور قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وقت بہت جلد گزرے گا اور اففراتفری کا عالم ہو گا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ اتنا قریب نہ ہو جائے کہ سال مہینہ کی مانند ہو۔ مہینہ ہفتہ کی مانند ہو، ہفتہ ایک دن کی مانند ہو، ایک دن ایک گھنٹہ کی مانند ہو اور ایک گھنٹہ آگ کی لپیٹ کی مانند ہو۔" (ترمذی شریف) قیامت کی یہ نشانی بھی آج تقریباً ظاہر ہو چکی ہے۔

چند مزید نشانیاں

ان کے علاوہ قیامت کی چند اور نشانیاں بھی بیان کی گئی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

- علم دین اُٹھ جائے گا اور جہالت عام ہوگی۔
- دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہو گا جتنا اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارہ لینا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

- لوگ اونچے اونچے مکانات بنانے میں فخر محسوس کریں گے
- لوگ زکوٰۃ ادا کرنے کو بوجھ تصور کریں گے
- گانے اور بے حیائی کی کثرت ہوگی۔
- مال کی زیادتی ہوگی۔
- ذلیل لوگ بڑے بڑے محلات میں رہ کر فخر کریں گے۔
- نکمے اور نالائق لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوں گے۔
- لوگ اگلوں کو بُرا کہیں گے اور اُن پر لعنت بھیجیں گے۔
- لوگ مسجدوں میں شور اور دُنیاوی باتیں کریں گے۔
- اچھے لوگوں پر بُرے لوگ حاکم بن جائیں گے۔
- مختلف قسم کے فتنے ظاہر ہوں گے۔
- ایک دُھواں بھی ظاہر ہوگا۔
- تین جگہ زمین دھنس جائے گی ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور تیسرے عرب میں
- زلزلے کثرت سے آنے لگیں گے۔
- ایک شخص کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا کہ کاش اس جگہ پر میں ہوتا۔
- قربِ قیامت میں مسلمانوں اور یہودیوں کی جنگ ہوگی اور اس میں مسلمانوں کو فتح ہو گی اور یہودی لوگ پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپتے پھریں گے
- اخلاقی بُرائیاں عروج پر پہنچ جائیں گی اور نہرِ فرات کھُل جائے گی اور اس میں سے سونے کے پہاڑ نکلیں گے۔

قیامت کی یہ نشانیاں مختلف احادیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ ابھی ظاہر نہیں ہوئیں اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ بھی ظاہر ہو کر رہیں گی کیوں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ پاک سے نکلی ہوئی باتیں کبھی غلط نہیں ہو سکتیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ قیامت کے دن کا حال بھی بیان کر دیا جائے۔

قیامت کا ہولناک دن

جب مذکورہ بالا تمام نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی ساری دنیا ختم ہو جائے گی۔ تمام مخلوق فنا ہو جائے گی۔ آسمان شق ہو جائے گا۔ زمین چٹیل میدان بن جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی باقی نہیں رہے گا تو اس کے بعد اچانک قیامت کا دن آجائے گا۔ یہ دن کب اور کیسے آئے گا اس کی تمام تفصیل قرآن کریم میں بیان کر دی گئی ہے ملاحظہ فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون۔ (الآیہ)

کہ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔

یعنی اپنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر باہر آجائیں گے اور وہی قیامت کا دن ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "صور ایک سینگ ہے جس کو پھونکا جائے گا۔" (ترمذی شریف) اور یہ صور حضرت اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے دن سورج اور چاند لپیٹ دیئے جائیں گے۔" (بخاری شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیہ کریمہ کو پڑھا۔

یومئذٍ تحدث اخبارھا۔ (کہ اس دن زمین خبریں بیان کرے گی)

اور پھر آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ زمین کی خبریں یہ ہیں کہ زمین ہر مرد اور ہر عورت کے متعلق گواہی دے گی کہ [illegible] نے اس کی پشت پر یہ کام کیے ہیں یعنی [illegible]

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہے گی کہ اس نے فلاں روز فلاں کام کیا اور فلاں دن فلاں کام اور یہی زمین کی خبریں ہیں" (ترمذی شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مختون اُٹھائے جائیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مرد اور عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے ؟ آپ نے فرمایا اے عائشہ ! اس دن کا کام اتنا سخت ہو گا کہ ایک دوسرے کو دیکھنے کی ہمت ہی نہیں ہو گی" (بخاری شریف) یعنی وہ منظر اتنا ہولناک ہو گا اور رب کا اتنا خوف طاری ہو گا کہ کوئی مرد اور عورت ڈر کے مارے ایک دوسرے کی طرف نگاہ بھی نہیں اُٹھا سکے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت کے دن لوگ تین ٹولیاں بنا کر اٹھائے جائیں گے۔ ایک ٹولی پیدل چلے گی۔ ایک سوار ہو کر چلے گی اور ایک اپنے منہ کے بل چلے گی۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ ! وہ اپنے منہ کے بل کیسے چلیں گے ؟ آپ نے فرمایا کہ جو خدا انہیں پاؤں سے چلانے پر قادر ہے وہ انہیں منہ سے چلانے پر بھی قادر ہے۔ ہرگز وہ اپنے منہ سے ہر اونچی نیچی اور کیڑے کانٹے سے بچتے ہوئے چلیں گے۔" (ترمذی شریف) خدا ہمیں قیامت کی ہولناکی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

خاتمہ

مندرجہ بالا سطور میں قیامت کی نشانیاں نہایت واضح انداز میں تحریر کی گئی ہیں جنہیں پڑھ کر ہر شخص کو غور و فکر کرنا چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے کہ بہت سی قیامت کی نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں تو ہم نے کل قیامت کے دن کے لیے کیا تیاری کی ہے ؟ اس میں شک نہیں کہ قیامت قائم ہو گی اور ضرور قائم ہو گی۔ یہ دن برحق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ صرف کافر اور مشرک ہی روزِ قیامت کے منکر ہیں۔ تو ہم میں سے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قیامت کے ڈر سے اپنے دل میں خوفِ خدا پیدا کرے اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو نیک اعمال بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

قیامت کا دن

تالیف:

مجاہد اہلسنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیامت کا دِن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ○

تمہید

آج سے دو ماہ پہلے بندۂ ناچیز نے ایک رسالہ "قیامت کی نشانیاں" کے نام سے شائع کیا جسے تمام احباب نے بے حد پسند کیا اور بالمشافہ و بذریعہ خطوط بھی اپنے مثبت و بہترین جذبات کا اظہار کیا اور ساتھ ہی فرمائش کی کہ اب اس کے بعد "قیامت کا دن" کے عنوان سے رسالہ شائع کرنا چاہیئے تاکہ دونوں رسالوں کو ملا کر ایک موضوع کو مکمل کیا جاسکے۔ چنانچہ احباب کی پُرزور فرمائش پر یہ مضمون تحریر کیا ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

صورِ اسرافیل

جب ساری دُنیا ختم ہو جائے گی۔ تمام مخلوق فنا ہو جائے گی۔ آسمان شق ہو جائے گی۔ زمین چٹیل میدان بن جائے گی۔ سورج اور چاند لپیٹ دیئے جائیں گے پہاڑ اور درخت زیر و زبر ہو جائیں گے۔ آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑنے لگ جائیں گے۔ غرضیکہ ہر چیز فنا ہو جائے گی تو اچانک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صُور پھونکنے کا حکم ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صور (بیل کے سینگ کی طرح) ایک سینگ ہے جس کو پھونکا جائے گا۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون۔ (الآیہ)

کہ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے یعنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر باہر آجائیں گے اور وہی قیامت کا دن ہو گا۔ اُس دن لوگ حساب کتاب کے لیے رب کی بارگاہ میں پیش کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

مقدارہ خمسین الف سنة۔ (الآیہ)

کہ یہ ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہو گا اور یہ دن اتنا ہولناک ہو گا کہ کوئی کسی کا واقف نہیں بنے گا اور سب کو اپنی اپنی پڑی ہو گی۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ۔ (الآیۃ)

کہ اس دن آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ سے بھاگے گا یعنی کوئی کسی کا پُرسانِ حال نہیں ہو گا۔

حضرت عقبہ بن عامر رض فرماتے ہیں کہ قیامت والے دن ہر آدمی اپنے پسینے میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ڈوبا ہوا ہوگا بعض کا پسینہ ایڑیوں تک ہوگا بعض کا گھٹنوں تک بعض کا رانوں تک. بعض کا
سینوں تک اور بعض کا پسینہ گلے تک ہوگا.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جائیں گے
میں نے عرض کیا. یارسول اللہ! کیا مرد اور عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ نے
فرمایا. اے عائشہ رض! اس دن کا کام اتنا سخت ہوگا کہ ایک دوسرے کو دیکھنے کی ہمت
ہی نہ ہوگی. (بخاری شریف)

یعنی وہ منظر اتنا ہولناک ہوگا اور رب کا اتنا خوف طاری ہوگا کہ کوئی مرد اور
عورت ڈر کے مارے ایک دوسرے کی طرف نگاہ بھی نہیں اٹھا سکے گا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ تین ٹولیاں بنا کر اٹھائے جائیں گے. ایک ٹولی
پیدل چلے گی. ایک ٹولی سوار ہو کر چلے گی اور ایک اپنے منہ کے بل چلے گی. پوچھا گیا. کہ
یارسول اللہ! وہ اپنے منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ نے فرمایا. جو خدا انہیں پاؤں سے
چلانے پر قادر ہے وہ انہیں منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے. سنو! وہ اپنے منہ سے ہر
اونچی نیچی جگہ اور کیڑے کانٹے سے بچتے ہوئے چلیں گے. (ترمذی شریف)

واضح رہے کہ قیامت والے دن سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
مزارِ انور سے برآمد ہوں گے اور آپ کے دائیں ہاتھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ
اور بائیں ہاتھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا. پھر مدینہ شریف اور مکہ مکرمہ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبرستان والے اُٹھیں گے اور ان کے بعد باقی تمام مخلوق اُٹھے گی۔

نامۂ اعمال

پھر حساب کتاب کا دفتر کھلے گا اور ہر ایک کے ہاتھ میں نامۂ اعمال پکڑا دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیرًا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃٍ شرًا یرہ۔ (الآیہ)

یعنی جس شخص نے ایک رائی کے دانے کے برابر نیکی کی ہوگی وہ بھی اس کو (اپنے اعمال نامہ میں لکھی ہوئی) دیکھ لے گا اور جس نے رائی کے دانے کے برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا اور نیک لوگوں کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور بروں کا ان کے بائیں ہاتھ میں۔ اور اپنے گناہوں کی فہرست پڑھ کر مارے خوف کے ان کی جان نکلی جارہی ہوگی اور سخت پریشان ہوں گے کہ پتہ نہیں آج ہمارا کیا حشر ہوگا؟ چنانچہ نامۂ اعمال کو دیکھ کر وہ کہیں گے:۔

یٰلیتنا مالھٰذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا۔ (الآیہ)

ہائے افسوس! اس نامۂ اعمال کو کیا ہوگیا ہے کہ اس میں ہماری ہر چھوٹی بڑی برائی لکھی ہوئی ہے لیکن وہاں یہ افسوس کچھ کام نہ آئے گا

میزان وحساب

پھر لوگوں کے برے اور اچھے اعمال میزان (یعنی ترازو) پر تولے جائیں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا ظلم الیوم۔ (الآیہ)
کہ اس دن کسی پر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اعمال تولتے وقت جن کے نیک اعمال کا پلّہ وزنی ہوگا وہ لوگ کامیاب رہیں گے اور جن کا وزن ہلکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے۔ وزن تولنے کے ساتھ ساتھ بعض لوگوں کا زبانی حساب کتاب بھی ہوگا اور کسی سے ظاہری اور کسی سے خُفیہ حساب بھی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بُلا کر آہستگی سے سوال کرے گا کہ کیا تُو نے فلاں کام کیا؟ وہ اقرار کرے گا اور دل میں خیال کرے گا کہ اب میری شامت آ گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم نے دُنیا میں بھی تیرے عیب چھپائے اور آج بھی تجھے بخشتے ہیں اسی طرح بہت سے لوگ رب کی رحمت سے بخشے جائیں گے۔ اور بہت سے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بھی بخش دیئے جائیں گے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ تمام انبیائے کرام اپنی اپنی امتوں کی شفاعت کریں گے۔ اولیاء کرام، علماء عظام اور حفاظ کرام اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کریں گے۔

پُل صراط

حساب و کتاب سے فارغ ہونے کے بعد سب کو پُلصراط کے اُوپر سے گزرنے کا حکم دیا جائے گا۔ یہ پل بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور اُسے جہنم کے اوپر بچھایا جائے گا اور جنت کو جانے کا بھی یہی راستہ ہوگا۔ ہر شخص کو اس کے اوپر سے گزرنا ہے۔ نیک بجلی کی تیزی کی طرح اس کے اوپر سے گزر جائیں گے۔ اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بُرے لوگ وہاں سے گزرتے ہوئے جہنم میں گر پڑیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے۔ پھر دیگر انبیاء و مرسلین گزریں گے۔ ان کے بعد حضور علیہ السلام کی امت اور پھر دیگر انبیاء کرام کی اُمتیں گزریں گی۔ غرضیکہ پُل صراط سے گزرنا ہر ایک کے لیے لازم اور برحق ہے۔

حوضِ کوثر

قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حوضِ کوثر عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

انا اعطینٰک الکوثر۔ (الآیہ)

اے محبوب! ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ اس حوض کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مُشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ حضور علیہ السلام اس حوض سے اپنی امت کو سیراب فرمائیں گے اور جو ایک بار پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قیامت والے دن ہم آپ کو کہاں تلاش کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تین جگہوں میں سے ایک جگہ پر ہوں گا۔ اول تو میزان کے پاس جہاں اعمال تولے جائیں گے وہاں ہوں گا۔ اگر وہاں نہ ہوا تو پل صراط کے پاس ہوگا جہاں اپنی امت کے سلامتی کے ساتھ گزرنے کی دُعا کر رہا ہوں گا۔ اور اگر وہاں بھی نہ ہوا تو حوضِ کوثر پر ہوں گا جہاں سے پیالے بھر بھر کر اپنی امت کو پلا رہا ہوں گا۔ (الحدیث)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقامِ جنّت

مومنوں کو نیک اعمال کی جزا دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو مقام تیار کیا ہے اس کو شرع میں "جنت" کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ واذلفت الجنة للمتقين ۔ (الآیہ)

یعنی جنت متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جنت میں قسم قسم کے ہیرے وجواہرات سے مرصّع محل ہیں۔ ان کی دیواریں سونے چاندی کی اینٹوں سے اور مشک کے گارے سے بنی ہوئی ہیں۔ جنت میں چار دریا ہیں۔ ایک پانی کا۔ دوسرا دودھ کا۔ تیسرا شہد کا اور چوتھا پاکیزہ شراب کا۔ جنت میں ایمان والوں کو ایسی عجیب وغریب نعمتیں ملیں گی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سُنیں۔ جنت میں جنّتیوں کو ہر قسم کے لذیذ کھانے ملیں گے اور وہ جو چاہیں گے فوراً حاضر ہو جائے گا۔ جنّت میں سو درجے ہیں۔ اور ایک درجے کی اتنی وسعت ہے کہ سب جہان والوں کے لیے ایک درجہ ہی کافی ہے۔ جنت کا سب سے بلند درجہ "مقامِ محمود" ہوگا۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے۔ اور انبیاء کرام صدیقین، شہدائے کرام اور صالحین کے لیے علیحدہ علیحدہ درجے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ قیامت کے دن شہداء کے ساتھ کوئی اور بھی ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ جو شخص بیس مرتبہ دن میں موت کو یاد کرے (الحدیث)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنت میں نجاست. پیشاب. پاخانہ اور تھوک وغیرہ نہیں ہوگی. جنت میں نیند بھی نہیں ہوگی کہ یہ موت کی ایک قسم ہے اور جنت میں موت نہیں. جنتی جنت میں رب کا دیدار اور اس کی رضا کو پائیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے.

مقام دوزخ

اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں اور نافرمانوں کو سزا دینے کے لیے جو جگہ بنائی ہے اس کو دوزخ کہتے ہیں

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ اگر ایک پتھر کی چٹان جہنم میں ڈالی جائے تو ستر برس تک بھی اس کی تہہ میں نہیں پہنچے گی. جہنم میں کافروں پر بڑے ہولناک عذاب ہوں گے. لوہے کے گرزوں سے انہیں مار پڑے گی. بڑے بڑے سانپ اور بچھو ان پر مسلط کر دیئے جائیں گے اور ان کی شکلوں کو انتہائی مکروہ بنا دیا جائے گا.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بتائیں کہ انسان کی جلد کو جہنم میں ایک دن میں کتنی بار جلایا جائے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ چھ ہزار بار. آپ نے کہا کہ تم نے سچ کہا.

جہنم کے مختلف درجے ہوں گے. مثلاً جہنم. حطمہ. سعیر. سقر. جحیم اور ہاویہ وغیرہ.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ہر درجے کا عذاب علیحدہ ہو گا جہنم میں سب سے کم درجے کا عذاب یہ ہو گا کہ ایک جہنمی کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسے کھولے گا جیسے تانبے کی کیتلی کھولتی ہے۔ (العیاذ باللہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "بتاؤ مفلس کون ہے؟ پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن مفلس ہو گا اور وہ یوں کہ ایک شخص قیامت کے دن نماز، روزے اور نیکیاں پہاڑوں کی مانند لائے گا کہ اچانک ایک شخص اُٹھ کر کہے گا کہ اس نے میرا مال کھایا تھا۔ دوسرا کہے گا کہ اس نے میرا خون بہایا تھا تیسرا کہے گا کہ اس نے میری غیبت کی تھی چنانچہ اس کی ساری نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی اور اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔" (العیاذ باللہ)

جہنم میں کافروں اور مشرکوں کے ساتھ بعض کلمہ گو مسلمان بھی ڈال دیئے جائیں گے چنانچہ کافر لوگ مسلمانوں کو وہاں دیکھ کر حیران ہو جائیں گے اور ان سے پوچھیں گے۔ ما سلککم فی سقر (الآیہ) کہ تم لوگ جہنم میں کیسے آ گئے تو وہ جواب دیں گے۔ لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین (الآیہ) کہ ایک تو ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور دوسرا مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوزخ میں ڈال دیا ہے۔

مقام اعراف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پردہ کی دیوار ہے۔ یہ دیوار جنت کی چیزوں کو جہنم تک اور جہنم کی تکلیفوں کو جنت تک پہنچنے سے روکے رکھے گی۔ اسی دیوار کی بلندی پر جو مقام ہے اس کو "اعراف" کہتے ہیں جن لوگوں کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی ان کو اسی مقام اعراف میں رکھا جائے گا۔ یہ لوگ جب جنتیوں کو دیکھیں گے تو انہیں سلام کریں گے اور جب دوزخیوں کو دیکھیں گے تو رب سے پناہ مانگیں گے چونکہ یہ لوگ ابھی تک جنت سے دور ہوں گے اس لیے رب سے جنت میں جانے کی دعائیں مانگیں گے اور آخرکار انہیں جنت میں بھیج دیا جائے گا۔

ذبحِ موت

جب سب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور جہنمی جہنم میں پہنچ جائیں گے تو اس وقت موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے درمیان لایا جائے گا اور اللہ کے حکم کے ساتھ اس کو حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائیں گے اور اس کے ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا جائے گا کہ اے جنتیو! اب تم ہمیشہ جنت میں رہو گے اور اے جہنمیو! اب تم ہمیشہ جہنم میں رہو گے۔ اب کسی پر موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ موت کو ذبح کیا جا چکا ہے۔ اس وقت یہ اعلان سن کر اہل جنت کی خوشی کی کوئی انتہا نہ ہو گی اور اہل جہنم کی غم کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔

خاتمہ

مذکورہ بالا سطور میں "قیامت کے دن" کے حالات و واقعات مختصر طور پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیر د قرطاس کیے گئے ہیں. آج دنیا میں رہتے ہوئے ہم میں سے ہر شخص کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ ہم نے کل قیامت کے دن کے لیے کیا تیاری کی ہے. حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک حدیث پاک میں ارشاد گرامی ہے:

الدنیا مزرعة الآخرة .

کہ دنیا آخرت کے لیے کھیتی کی مانند ہے .

یعنی کھیتی میں جو بیجا جاتے اُسی کا پھل ملتا ہے. اسی طرح آج دنیا میں جیسے عمل کریں گے کل قیامت کے دن وہی نامۂ اعمال میں لکھے ہوئے ہمارے سامنے آجائیں گے اس لیے ہمیں آج اس دنیا میں اچھے اور نیک عمل کرنے چاہئیں تاکہ کل قیامت کے دن ہمیں پچھتانا نہ پڑے .

ے آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے .

(آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ۝

تحریر کنندہ : محمد حنیف انجم صدر بزم سعید خانیوال
خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال
یکم جولائی ۱۹۹۶ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بکھرے موتی

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ عنقریب خدا تم پر ایسا عذاب بھیجے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی شنوائی نہ ہو گی۔" (ترمذی شریف)

مصیبت سے نجات جس شخص کو دشمن کا خوف ہو یا کسی قسم کی مصیبت درپیش ہو تو وہ یہ دعا صبح و شام گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ط انشاء اللہ اس کی مصیبت اور پریشانی دور ہو جائے گی۔ (مجموعہ وظائف)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہنم کے عذاب

مصنف

مجاہد اہلسنت
حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہنم کے عذاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ★ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید اللہ تعالیٰ نے کافروں، مشرکوں، منافقوں، گناہگاروں سرکشوں اور نافرمانوں کو اُن کے بُرے اعمال کی سزا دینے کیلئے "جہنم" کا مقام تیار کیا ہے۔ اس کا دوسرا نام دوزخ ہے اور یہ بہت بڑی جگہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قہر و جبر کے اظہار کی جگہ ہے اور اس میں لوگوں کو سخت ترین عذاب ہوں گے۔

ایسے مسلمان جنہوں نے دنیا میں بُرے عمل کئے ہوں گے اُن کو اُن کے گناہوں کی سزا دینے کیلئے کچھ عرصہ کیلئے جہنم میں ڈالا جائے گا اور سزا پوری ہونے کے بعد اُن کو وہاں سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

لیکن کافر اور منافق ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ان کو کبھی بھی وہاں سے نہیں نکالا جائے گا۔ جہنم کی اذیتوں میں ایک اذیت یہ بھی ہو گی کہ وہاں کوئی کسی کی امداد کو نہیں آئے گا۔

جن مالوں، اور اولادوں کی محبت میں اندھے ہو کر انسان نے یہ عذاب سمیٹے ہوں گے وہ اُس کے ذرہ بھر بھی کام نہیں آئیں گے اور وہ ایک دوسرے سے بیزار ہو رہے ہوں گے۔ یعنی دوزخ ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر جسمانی، ذہنی اور روحانی ہر طرح کی اذیت کے سامان ہوں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہنم کے طبقات: عذاب میں کمی اور شدت کے لحاظ سے جہنم کے سات طبقات ہیں۔ ۱۔ جہنم۔ ۲۔ نطمہ۔ ۳۔ حطمہ۔ ۴۔ سعیر ۵۔ سقر۔ ۶۔ جحیم۔ ۷۔ ہاویہ۔ اس کا پہلا طبقہ موحدین کے لئے۔ دوسرا طبقہ یہود کے لئے۔ تیسرا طبقہ عیسائیوں کے لئے۔ چوتھا طبقہ صابئین کے لئے۔ پانچواں طبقہ آتش پرستوں کے لئے۔ چھٹا طبقہ مشرکوں کے لئے اور ساتواں طبقہ منافقوں کے لئے ہے۔

★ جہنم کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ اگر پتھر کی ایک چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر برس تک بھی اس کی تہہ تک نہیں پہنچے گی۔ (بہار شریعت)۔

★ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک مرتبہ قسم کھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر جہنم کو سوئی کی نوک کے برابر دنیا میں کھول دیا جائے تو اس کی گرمی سے سب زمین والے مرجائیں۔ اور پھر قسم کھا کر کہا کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو زمین کے رہنے والے سب کے سب اس کی ہیبت سے مرجائیں کہ اگر جہنم کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ کانپنے لگیں اور انہیں قرار نہ ہو۔ یہاں تک کہ نیچے زمین تک دھنس جائیں۔ (بہار شریعت)۔

★ جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں ستر ہزار بچھو اور ستر ہزار اژدھے ہیں (ہمارا اسلام)

★ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہنم کی آگ کو ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہو گئی۔ پھر اسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی۔ پھر اسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ کالی ہو گئی پس اب وہ کالی سیاہ ہے۔ (ترمذی شریف)۔

★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سُنی۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ آواز کیسی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کے رسول ہی جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ ایک پتھر کی آواز ہے جسے ستّر سال پہلے دوزخ میں پھینکا گیا تھا اور اب وہ اس کی تہہ میں پہنچا ہے۔ (مسلم شریف)۔

اِس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کی گہرائی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی دوزخ اِتنی گہری ہے کہ اس میں ایک پتھر کو پھینکا گیا تو اُسے اُس کی تہہ تک پہنچنے میں ستّر سال لگ گئے۔

جہنم کے عذاب

جہنم میں لوگوں پر طرح طرح کے عذاب ہوں گے۔

★ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے پاؤں میں آگ کی جوتیاں اور آگ کے تسمے ہوں گے اُن سے اُس کا دماغ اِس طرح کھولے گا جس طرح ہانڈی جوش مارتی ہے۔ وہ شخص اس عذاب کو سخت ترین عذاب تصور کرے گا حالانکہ یہ سب سے کم عذاب ہوگا۔ (مسلم شریف)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب سب سے کم عذاب کا یہ عالم ہوگا تو سب سے زیادہ عذاب کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

★ ایک اور حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بعض دوزخی ایسے ہوں گے کہ آگ اُن کے ٹخنوں تک پہنچے گی اور بعض ایسے ہوں گے کہ جن کی کمر تک آگ پہنچے گی اور بعض ایسے ہوں گے کہ آگ اُن کی گردن تک پہنچے گی۔ (مسلم شریف)۔ جہنم میں کافروں پر طرح طرح کے سخت ترین عذاب ہوں گے۔ لوہے کے بھاری گرزوں سے اُن پر مار پڑے گی۔ بڑے بڑے اونٹوں کی گردن کے برابر بچھو اُن کو ڈنگ ماریں گے۔ اور بڑے بڑے سانپ اُن پر مسلط کئے جائیں گے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین)۔

تھوہر کا کھانا قرآن پاک میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اہلِ دوزخ کا کھانا تھوہر ہوگا۔ تھوہر ایک سخت کڑوا اور بدبودار پھل ہوگا۔ ایک حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تھوہر کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپک پڑے تو وہ اپنی بدبو اور کڑواہٹ کے باعث تمام دنیا کی روزی کو برباد کردے۔ پھر اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا ہی یہ ہوگا۔ (ترمذی شریف)۔

پیپ کا استعمال جہنمیوں کو دوزخ میں پینے کیلئے پیپ دی جائے گی۔ ★ چنانچہ حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر دوزخ کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیپ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو تمام دنیا والے فوراً سڑ جائیں۔ (ترمذی شریف)۔

مسلمانو! خدارا غور کرو۔ کوئی ایسا شخص آج دنیا میں موجود ہے جو پیپ پی کر دکھائے۔ اگر نہیں اور واقعی نہیں تو دوزخ سے اپنے آپ کو بچاؤ ورنہ پیپ دوزخ والوں کو ہر حال میں ضرور بالضرور پلائی جائے گی۔

گرم پانی پینا دوزخ میں اہلِ جہنم کو پینے کے لئے گرم پانی دیا جائے گا۔

★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گرم پانی اہل دوزخ کے سروں پر ڈالا جائے گا تو وہ اُن کے اندر سرایت کر جائے گا یہاں تک کہ وہ اُن کے پیٹ میں پہنچ جائے گا اور اُن کی آنتوں وغیرہ کو کاٹ دے گا۔ اس کے بعد وہ اُن کے قدموں سے نکل جائے گا اور یہ ویسا ہی تندرست کر دیا جائے گا جیسا کہ پہلے تھا۔ (ترمذی شریف)۔

★ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ پانی دوزخیوں کے منہ کے قریب لایا جائے گا جس سے یہ منہ بنائیں گے۔ پھر جب اس پانی کو اُن کے منہ میں ڈالا جائے گا تو اُن کی آنتوں کو پارہ پارہ کر دے گا یہاں تک کہ وہ آنتیں پاخانہ کے مقام سے نکل کر جائیں گی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوزخیوں کو گرم پانی پلایا جائے گا جو اُن کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دوزخی پانی کے لئے فریاد کریں گے تو اُن کی فریاد رسی اُسی پانی سے کی جائے گی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو تیل کے تلچھٹ کی طرح ہوگا جو چہرے کو بھون ڈالے گا اور یہ بہت بُری پینے کی چیز ہے۔ (حوالہ مذکورہ)۔

جہنمیوں کو سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا جو اُن کے منہ کے جوں ہی قریب ہوگا تو تیزی سے اُن کے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ اُن کے سر پر گرم پانی بہایا جائے گا۔ جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ نکلے گی وہ اُن کو پلائی جائے گی۔ خاردار تھوہر کھانے کو دیا جائے گا جو گلے میں جاکر پھنس جائے گا۔ اُس کے اتارنے کے لئے جب وہ پانی مانگیں گے تو اُن کو ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال اُس میں گر پڑے گی۔ اور یہ پانی پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور وہ شوربے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔ (بہار شریعت)۔

زرد پانی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر اُس زرد پانی کا ایک ڈول جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا دنیا میں ڈال دیا جائے تو سب دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

زہر کا اثر ایک حدیث پاک میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں۔ جب یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے گا تو اس کا زہر چالیس سال تک باقی رہے گا۔
اور دوزخ میں پالان باندھے ہوئے خچروں کی مثل بچھو ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُنسے کے بھی ایک مرتبہ کاٹنے کا زہر چالیس سال تک باقی رہے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

جہنم کا پہاڑ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہنم میں صعود نام کا آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر کافر کو ستّر برس تک چڑھایا جاتے گا اور پھر اُس کو نیچے گرایا جائے گا اور وہ ستر برس تک نیچے لڑھکتا جاتے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ (ترمذی شریف)۔

کافر کا جسم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کا جسم دوزخ میں بہت بڑھ جاتے گا۔ یہاں تک کہ اُس کی جلد کی موٹائی بیالیس[۴۲] ہاتھ ہوگی اور اُس کی ایک ڈاڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگے اور دوزخ میں اُس کے بیٹھنے کی جگہ اتنی ہوگی جتنی مکہ سے مدینہ تک مسافت ہے۔ (ترمذی شریف)

★ ایک روائیت کے مطابق جہنمیوں کی شکلیں ایسی مکروہ ہوں گی کہ اگر دنیا میں سے کوئی جہنمی اِس صورت پر لایا جائے تو تمام لوگ اُس کی بدصورتی اور بدبو سے مرجائیں۔ اُن کا جسم جہنم میں اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ ایک شانے سے دوسرے شانے تک کا فاصلہ تیز سوار کے تین دن کی راہ کے برابر ہے۔ (سنی بہشتی زیور)۔

آگ کا صندوق جہنم میں کافروں کو عذاب دینے کیلئے انہیں آگ کے ایک صندوق میں بند کر دیا جائے گا اور اس میں آگ بھڑکائی جائے گی اور آگ کا ہی اُس پر تالہ لگایا دیا جاتے گا۔ پھر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُس صندوق کو آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور دونوں کے درمیان سے آگ جلائی جائے گی۔

اسی طرح یہ صندوق پھر ایک اور صندوق میں رکھ دیا جائے گا اور آگ جلا کر اُس میں لوہے کا قفل لگا دیا جائے گا اور یہ عذاب اُن کو ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ (سُنی بہشتی زیور)۔

آگ کا گڑھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن دنیا کا ایک بڑا مالدار شخص لایا جائے گا اور اُس کو آگ کے گڑھے میں غوطہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے دنیا میں کبھی بھلائی دیکھی ہے اور کیا تجھے دنیا میں کبھی راحت نصیب ہوئی ہے۔ وہ کہے گا کہ نہیں۔ خدا کی قسم، کبھی بھی نصیب نہیں ہوئی۔ (مسلم شریف)۔

یاد رہے کہ دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (بہار شریعت)۔

آگ کا بھوننا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن پاک میں ہے:- وَهُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ ۔ اس کا معنی ہے کہ دوزخ میں کافروں کے دانت ظاہر ہو جائیں گے۔ پھر آپ نے قرآن پاک کے اِن الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آگ کافر کو بھون دے گی جس سے اُس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا یہاں تک کہ اُس کے سر کے درمیان تک جا پہنچے گا اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُس کا نیچے والا ہونٹ لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اُس کی ناف تک جا پہنچے گا لہٰذا اُس کے دانت ظاہر ہو جائیں گے۔ (ترمذی شریف)۔

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں جہنم کے چند عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِن کے علاوہ نہ جانے اور جہنمیوں پر کیسے کیسے عذاب ہوں گے۔ آج ہر شخص کو سوچنا چاہیئے کہ کیا ہمارے اندر اِن عذابوں کو برداشت کرنے کی طاقت ہے؟ جب کہ یہ عذاب وقتی طور پر نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ ہوں گے۔

موت کا خاتمہ

چنانچہ ایک حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں داخل کرے گا اور اہلِ دوزخ کو دوزخ میں بھیج دے گا۔ اُس کے بعد ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ اے جنت والو اب موت نہیں ہے۔ اور اے دوزخ والو اب موت نہیں ہے۔ اب جو شخص جس حالت میں ہے اسی میں ہمیشہ رہے گا۔ (مسلم شریف)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں پہنچ جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا یہاں تک کہ اُسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھا جائے گا۔ پھر اُسے ذبح کر دیا جائے گا اور موت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی پھر ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اے جنت والو اب موت نہیں ہے۔ اور اے دوزخ والو اب موت نہیں ہے۔ اِس سے جنت والوں کی خوشی اور بڑھ جائے گی اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوزخ والوں کے غم میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ (بخاری شریف)۔ معلوم ہوا کہ اہل جہنم ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں عذابوں میں مبتلا رہیں گے۔

گنہگار مسلمان لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر ایمان لانے والا مسلمان جتنا بھی گنہگار کیوں نہ ہو وہ ایک نہ ایک دن جہنم سے نجات پاکر ضرور بالضرور جنت میں جائے گا۔ خواہ اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ محض اپنے فضل وکرم سے بخش دے۔ یا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اُسے معاف فرما دے یا دوزخ میں اپنے کئے کی سزا پاکر جنت میں جائے۔ (ہمارا اسلام)۔

★ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں جو (مسلمان) شخص سب سے آخر میں داخل ہوگا وہ ایک بندہ ہوگا جو دوزخ سے باہر نکلنے کے لئے ایک قدم اُٹھائے گا اور دوسرے قدم پر منہ کے بل گر پڑے گا اور تیسرے قدم پر آگ کے شعلے اُس کے جسم کو جھلس دیں گے۔ غرض وہ دوزخ سے باہر نکل آئے گا۔ پھر وہ ایک درخت کو دیکھ کر کہے گا یا اللہ مجھے اِس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ میں اُس کے سائے میں آرام کرسکوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں تیری یہ خواہش پوری کردوں تو پھر اور تو کچھ نہیں مانگے گا۔ وہ عرض کرے گا کہ نہیں اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب پہنچا دے گا۔ پھر ایک درخت اُس کو پہلے درخت سے بہتر نظر آئے گا۔ چنانچہ وہ بندہ عرض کرے گا۔ یا اللہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے اُس درخت کے قریب پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے گا کہ کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ وہ شخص عرض کرے گا کہ یا اللہ۔ اب کرم کر دے۔ پھر اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب پہنچا دے گا۔ اُس کے بعد اُس کو جنت کے دروازے کے قریب ایک درخت نظر آئے گا۔

بندہ عرض کرے گا۔ یا اللہ۔ مجھے اُس درخت کے قریب پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے بندہ کیا تو نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اور کوئی سوال نہیں کرے گا۔ بندہ عرض کرے گا کہ بس میرا یہی آخری سوال ہے۔ اب اور کچھ نہیں مانگوں گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ اُس کو درخت کے پاس پہنچا دے گا۔ جب وہ وہاں جنتیوں کی آوازوں کو سُنے گا تو کہے گا کہ اے اللہ تو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے بندے میں تجھے پوری دنیا کے برابر جنت میں جگہ عطا کرتا ہوں۔

بندہ عرض کرے گا کہ یا اللہ تو رب العالمین ہو کر مجھ سے مذاق کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیان کر کے ہنسے اور فرمایا کہ تم میرے ہنسنے کا سبب کیوں دریافت نہیں کرتے؟ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں ہنستے ہیں۔

آپ نے جواب دیا کہ اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہنسے تھے۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنستے ہیں؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی بندے کی یہ بات سن کر ہنس پڑے گا۔
پھر اللہ فرمائے گا کہ اے بندے میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا بلکہ جس کو جو چاہوں عطا کر سکتا ہوں یعنی میں ہر شئے پر قادر ہوں۔ (مسلم شریف)۔
الغرض جہنم اللہ تعالیٰ کے غضب کی جگہ ہے اور ہمیں ہر حال میں اس سے بچنے کی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں اور ہمیں نیک اعمال بجالانے کے ساتھ ہر قسم کے برے کاموں سے دور رہنا چاہیئے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل و کرم فرمائے۔ آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

تحریر کردہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم مارچ ۲۰۰۳ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنت کی نعمتیں

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ○

تمہید

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ایمان والوں کو ان کے نیک اعمال کی جزا دینے کیلئے امن وراحت کا ایک مقام تیار کیا ہے جس کو جنت کہتے ہیں قیامت والے دن مسلمانوں کو حساب کتاب کے بعد اس میں داخل کیا جائے گا اور پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور طرح طرح کی نعمتیں پائیں گے۔ جنت کے لغوی معنی ''باغ'' ہے۔ چونکہ لوگوں کو باغ میں بڑا سکون میسر ہوتا ہے اور اس میں جا کر دلی مسرت حاصل کرتے ہیں اس لئے آخرت کی آرام دہ زندگی کو بھی باغ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ وہاں پر ایمان والوں کو بڑی خوشی نصیب ہوگی اور غم و افسوس کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔ جنت میں ایمان والوں کو جو نعمتیں حاصل ہونگی ان کو آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی کے دل میں اس کا خیال تک گزرا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنت کیا ہے؟

جنت ایک ایسی پیاری جگہ کا نام ہے جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے اور لمبائی اتنی ہے کہ اس کی کے اندر سو درجے ہیں اور ہر درجہ میں اتنی وسعت ہے کہ اگر تمام جہان والوں کو ایک درجے میں جمع کر دیا جائے تو پھر بھی اس میں جگہ باقی رہے گی (ترمذی شریف)۔ جنت میں طرح طرح کے ہیرے جواہرات کے عظیم الشان محل ہونگے اور وہ ایسے صاف وشفاف ہیں کہ ان کے اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا۔ ان محلات کی دیواریں سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنی ہوئی ہیں۔ اس کی زمین زعفران کی اور کنکریوں کی جگہ موتی اور یاقوت ہیں (ترمذی شریف)۔ جنتی لوگ جنت میں جو چیز چاہیں گے فوراً موجود ہو جائے گی مثلاً کسی پرندے کو دیکھ کر اس کا گوشت کھانے کو جی چاہے گا تو اسی وقت اس کا بھنا ہوا گوشت اس کے پاس آ جائے گا اور اگر پانی کی خواہش ہوگی تو کوزے خود بخود ہاتھ میں آ جائیں گے اور پینے کے بعد خود بخود واپس چلے جائیں گے۔ جنتی لوگ جنت میں جتنا کھائیں گے سب ہضم ہو جائے گا۔ وہاں پر نجاست، گندگی، پاخانہ، پیشاب،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھوک، رینٹھ، اور کانوں و بدن کا میل کچیل ہرگز نہ ہوگا۔ وہاں پر ڈکار کی خوشبو مشک اور کافور سے بھی زیادہ ہوگی۔ ہر شخص کے سرہانے دس دس ہزار خادم ہوں گے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں چاندی اور سونے کے پیالے ہوں گے اور ہر پیالے میں نئی اور رنگ برنگی نعمتیں ہوں گی اور ہر لقمے میں ستر مزے ہوں گے اور ہر مزہ دوسرے سے ممتاز و علیحدہ ہوگا۔ غرضیکہ جنت ایک اعلیٰ ترین مقام ہے۔ وہاں پر انہیں رب کا دیدار نصیب ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کو ایسے دیکھیں گے جیسے کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔ (سنی بہشتی زیور ص ۵۰)

جنت الفردوس

حضرت عُبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جنت الفردوس سب سے اونچے درجے کی ہے اور وہیں سے جنت کی چاروں نہریں جاری کی گئی ہیں اور اسی کے اوپر عرش ہے۔ پس جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو" (ترمذی شریف)۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ویسے تو جنت ساری کی ساری بہترین جگہ ہے لیکن جنت کے اندر سب سے اعلیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقام ''جنت الفردوس'' ہے اور جنت کی چاروں نہریں وہیں سے نکلتی ہیں۔ وہ چاروں نہریں کون کون سی ہیں؟ اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ ''جنت میں ایک نہر پانی کی ہے، ایک شہد کی ہے، ایک دودھ کی ہے اور ایک شراب کی ہے'' (ترمذی شریف) اور یہ شراب دنیا جیسی نہیں بلکہ ایسی شراب ہے جس کا نشہ نہ ہوگا اور لذت بہترین ہوگی اور پینے والے کو خوش کر دے گی۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''ادنیٰ درجے کا جنتی وہ ہوگا جس کے پاس اسی ہزار خادم ہونگے اور بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی'' (ترمذی شریف) جب ادنیٰ درجے کے جنتی کی یہ شان ہوگی تو جو جنت الفردوس جیسے اعلیٰ درجے میں ہوگا اس کی کیا شان ہوگی۔

جنتی عورت اور حوریں

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اگر کوئی جنتی عورت دنیا کی طرف جھانکے تو مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشنی کر دے اور مشرق و مغرب کی ساری فضا کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوشبو سے بھر دے اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے سب سے بہتر ہے'' (مسلم شریف) ☆ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جنت کے اندر حورِ عین کے اجتماع کی ایک جگہ ہوگی جس میں وہ اکھٹی ہوکر بلند آواز سے ترانے گائیں گی۔ ان کی آواز اتنی دلکش ہوگی کہ ایسی آواز کسی نے نہ سنی ہوگی۔ یہ حوریں ترانے گاتی ہوئی کہیں گی کہ ہم ہمیشہ زندہ رہیں گی، کبھی ہلاک نہ ہوں گی، ہم چین اور آرام سے رہیں گی۔ کبھی فکر مند نہ ہوں گی۔ خوشخبری ہے ہر اس شخص کے لئے جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کیلئے ہیں'' (ترمذی شریف)۔ ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جنت میں جنتیوں کو عورتیں بھی ملیں گی اور حوریں بھی ملیں گی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت خوش ہوں گے۔ ☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کو جنتی لوگ جمع ہوں گے پھر وہاں شمالی ہوا چلے گی جو جنتیوں کے منہ اور کپڑوں پر خوشبو ڈالے گی اور ان کے حسن و جمال میں اور زیادتی ہو جائے گی۔ پھر جب وہ زیادہ حسین و جمیل بن کر اپنی بیویوں کے پاس جائیں گے تو ان کی بیویاں کہیں گی کہ خدا کی قسم ہم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے جدا ہو کر تم نے اپنے حسن و جمال کو بڑھا لیا ہے۔ وہ کہیں گے کہ ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی تو اضافہ ہو گیا ہے۔ (مسلم شریف) معلوم ہوا کہ جنت میں سب لوگ حسین و جمیل ہوں گے اور ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا اور کبھی کمی نہ آئے گی۔

جنتیوں کی عمر اور قد

جنتی لوگ جب جنت میں پہنچ جائیں گے تو وہ ہمیشہ تندرست اور جوان رہیں گے اور ان پر وہاں کبھی کوئی مصیبت اور تکلیف نہیں آئے گی۔ ☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جنت میں ایک پکارنے والا پکار پکار کر کہے گا کہ اے جنت والو! تم ہمیشہ تندرست رہو گے اور کبھی نہ مرو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہ ہو گے اور تم ہمیشہ عیش و آرام میں رہو گے اور کبھی مصیبت میں مبتلا نہ ہو گے'' (مسلم شریف) ☆ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو لوگ دنیا کے اندر مرتے ہیں خواہ وہ چھوٹی عمر کے ہوں یا بڑی عمر کے جنت کے اندر وہ سب تیں تیس سال کے ہو جائیں گے۔ اس سے زیادہ ان کی عمر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کبھی نہ ہوگی'' (ترمذی شریف) ☆ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جنت میں جنتیوں کے کھانے کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گے۔ ان کا پسینہ مشک ہوگا۔ ان سب کی عادت ایک جیسی ہوگی اور وہ سب اپنے باپ آدم کی صورت پر ہوں گے اور ان کے قد ساٹھ گز لمبے ہونگے'' (بخاری شریف) ان تینوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اہلِ جنت تیس سال کے جوان اور ساٹھ گز کے لمبے قد والے ہوں گے اور ان کی یہ جوانی ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہے گی اور کبھی فنا نہ ہوگی۔

جنت کا درخت اور درجے

جنت ایک ایسا خوبصورت مقام ہے کہ جس کی نعمتیں نہایت ہی اعلیٰ درجے کی ہیں۔ اس میں ایسے عالیشان باغات اور درخت ہیں کہ جن کی تفصیل پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جنت میں ایک ایسا درخت کہ اگر کوئی سوار اس کے سائے میں ایک سو برس تک چلتا رہے تب بھی اس درخت کا سایہ ختم نہ ہوگا'' (بخاری شریف) اس حدیث

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک سے اندازہ لگائیں کہ جنت میں کیسے کیسے عظیم الشان درخت ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت کیلئے پیدا فرمائے ہیں۔ ☆ نیز حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جنت میں سو درجے ہیں۔ ان میں سے ایک درجے میں اگر تمام جہان والوں کو جمع کیا جائے تو وہی ان کو کافی ہو جائے" (ترمذی شریف) اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جنت کے ایک درجہ میں ساری مخلوق سما سکتی ہے تو جس کے سو درجے ہوں اس کی وسعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

اہلِ جنت کی خواہش

اس میں کوئی شک نہیں کہ اہلِ جنت کی ہر خواہش پوری کی جائے گی اور ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہوگا ☆ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس ایک دیہاتی شخص بیٹھا ہوا تھا اور آپ بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص جنت میں اپنے رب سے کھیتی کرنے کی اجازت طلب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس حالت میں تو اس وقت ہے کیا یہ تیرے لئے کافی نہیں ہے؟ جس چیز کو تو چاہتا ہے وہ تجھے فوراً مل جاتی ہے۔ کیا یہ تیرے لئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کافی نہیں؟ وہ کہے گا ہاں مولا (یہ تیرا کرم ہے) لیکن میں زراعت یعنی کھیتی باڑی کو پسند کرتا ہوں۔ چنانچہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملنے پر) وہ زمین میں بیج ڈالے گا اور پلک جھپکتے ہی سبزہ اگ آئے گا اور فوراً کھیت تیار ہو جائے گا اور کٹ بھی جائے گا۔ اور پہاڑوں کے برابر انبار لگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے۔ لے تیری خواہش پوری ہو گئی۔ تیری حرص کا پیٹ کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد پاک سن کر اس دیہاتی نے جو آپ کے قریب بیٹھا تھا عرض کیا کہ خدا کی قسم وہ شخص قریشی ہوگا یا انصاری ہوگا کیونکہ یہی زراعت پیشہ ہیں۔ ہمارا پیشہ زراعت نہیں ہے۔ اس دیہاتی کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے" (بخاری شریف) اس حدیث پاک سے اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے کس قدر خوش ہوگا اور ان کی کیسی کیسی خواہشوں کو پورا فرمائے گا اور ان سے کتنا راضی ہوگا۔

جنت کا گھر

ایک حدیث پاک میں حضور سید الانبیاء رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب مومن دوزخ سے چھٹکارا پائیں گے تو انہیں جنت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا۔ پھر انہیں ایک دوسرے سے ان مظالم کا جو انہوں دنیا میں ایک دوسرے پر کئے ہوں گے بدلہ دلایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جائیں گے تو پھر انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ پس مجھے اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے تم میں سے ہر شخص اپنے دنیا والے گھر کی بہ نسبت جنت والے گھر کے راستے کو زیادہ جانتا ہوگا۔ (بخاری شریف) اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ کی ہوئی زیادتی کا بدلہ دلانے کے بعد ہی مسلمانوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اللہ کی رضا اور دیدار

جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو ان کو جہاں اور بہت سی نعمتیں میسر ہوں گی وہاں سب سے بڑی نعمت یہ حاصل ہوگی کہ ان کو ہمیشہ اللہ کی رضا حاصل رہے گی اور اللہ کی رضا و خوشنودی کے ساتھ انہیں رب کا دیدار نصیب ہوگا۔ ☆ چنانچہ ایک حدیث پاک میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب جنتی لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ اور دوں؟ وہ عرض کریں گے کہ اے اللہ کیا تو نے ہمارے چہرے روشن نہیں کیے؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں فرمایا؟ اور کیا تو نے ہمیں جہنم سے نجات نہیں دی؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پس اس وقت پردہ اٹھا دیا جائیگا اور اہلِ جنت اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ پس اہل جنت کو کوئی چیز دیدار الٰہی سے زیادہ محبوب نہ ہوگی (مسلم شریف)۔ ☆ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب جنتی لوگ جنت میں آرام میں مشغول ہوں گیتو اچانک ایک بڑی تیز روشنی آئے گی وہ اپنے سروں کو اٹھا کر اس روشنی کو دیکھیں گے تو اپنے رب کو اپنے اوپر جلوہ گر پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے اہل جنت: تم پر سلامتی ہو اور یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جنتیوں کی طرف دیکھے گا اور جنتی اللہ کی طرف دیکھیں گے" (ابن ماجہ) ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ اہل جنت کو جنت میں اللہ کا دیدار نصیب ہوگا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرفِ آخر

مذکورہ بالا سطور میں مدلّل طور پر بتایا گیا ہے کہ نیک اور متقی لوگوں کو قیامت والے دن جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت ایسے ہی لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ ہمیں اس دنیا میں نیک اعمال بجالانے کے ساتھ ساتھ جنت کے حصول کی ہر وقت دعا مانگتے رہنا چاہئے حضور ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین بار مانگے تو جنت کہتی ہے کہ اے اللہ اسے جنت میں داخل فرما۔ اور جو شخص تین بار جہنم سے پناہ مانگے تو جہنم کہتی ہے کہ اے اللہ اسے دوزخ سے بچا (ترمذی شریف) آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے برے کاموں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

وما علینا الا لبلاغ المبین

تحریر کنندہ:۔

محمد حنیف اختر صدر بزمِ سعید خانیوال

یکم مئی 2003ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انسان کی حقیقت

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب
خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انسان کی حقیقت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔

تمہید

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے اور اسے باقی تمام مخلوقات کے مقابلے میں معزز و محترم بنایا ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے شکل و صورت سے نواز کر ایک بہترین سانچے میں ڈھالا ہے اور خود قرآن میں اعلان فرمایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (پ ۳۰) ۔ یعنی ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے اور انسان کو دیکھ کر ہی پتہ چلتا ہے کہ واقعی یہ احسن المخلوقات ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح انسان کے اعضاء بنائے، اس کا پیارا پیارا چہرہ بنایا اور اس کا بہترین جسم بنایا تو اس کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر جاری ہو جاتا ہے ۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔ (الآیۃ) یعنی وہ اللہ کتنی عظمت و برکت والا ہے جو سب سے اچھے طریقے پیدا کرنے والا ہے ۔

حقیقت میں انسان رب کی قدرت کا شاہکار ہے ؟

حقیقت انسان

آئیے سب سے پہلے اس بات پر غور کریں کہ انسان کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْــٴًـا مَّذْكُوْرًا ۝ (پ ۲۹ سورہ الدھر) کیا انسان پر ایک وقت ایسا نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گزرا جب یہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھا۔ یعنی موجودہ صورت میں آنے سے پہلے یہ جس شکل میں تھا بھلا اُسکا نام لینا بھی کوئی اچھا سمجھتا تھا۔

• قرآن پاک میں دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَکُ شَیْئًا۔ (سورہ مریم)۔ یعنی کیا انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے اسے پہلے بنایا حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ معرضِ وجود میں آنے سے پہلے انسان کچھ بھی نہ تھا اور نہ ہی وہ کوئی قابلِ ذکر چیز تھا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ وہ دنیا میں آنے سے پہلے کیا تھا اور کس شکل میں تھا۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہوش دلانے کیلئے قرآن پاک میں اس امر کو واضح اور کھلے الفاظ میں بیان فرمایا۔

• چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰہُ مِنْ نُّطْفَۃٍ فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ○ (سورہ یٰسین)۔ کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اُسے گندے پانی کے قطرے سے پیدا کیا اور پھر بھی وہ کھلا جھگڑالو ہے۔ ○ ۔ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ ق (سورہ الدھر) یعنی ہم نے انسان کو ملی ہوئی منی سے پیدا کیا۔

• ایک دوسری جگہ ارشاد باری ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ (سورہ العلق) یعنی ہم نے انسان کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ ان آیات کریمہ کی روشنی میں ہر انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنا چاہیئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور سوچنا چاہیئے کہ میں اگر کسی سے لڑوں یا جھگڑا کروں تو کس لئے کروں میری اوقات ہی کیا ہے اور میری حقیقت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اُسکی پیدائش پر غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ (سورۃ الطارق)

پس ہر انسان کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی انسان جب اپنی تخلیق پر غور کرے گا تو اُسے غرور، فخر اور تکبر وغیرہ سب کچھ بھول جائے گا۔

ایک بزرگ کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بدمعاش آدمی کو ایک دفعہ ایک بزرگ پر سخت غصہ آیا اور انتہائی غیظ و غضب کی حالت میں بزرگ کے پاس پہنچا اور جاتے ہی آنکھیں نکال کر کہا کہ "تم مجھے جانتے نہیں کہ میں کون ہوں"۔ بزرگ نے انتہائی تحمل مزاجی سے جواب دیا کہ برخوردار میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم وہی تو ہو جو "ایک گندے پانی کے قطرے سے پیدا ہوئے ہو اور اس وقت بھی دو سیر گندگی اپنے پیٹ میں لئے پھرتے ہو"۔ یہ سن کر اس بدمعاش کا سارا غصہ جاتا رہا اور بے چارہ شرم کی وجہ سے پانی پانی ہو گیا"۔ اس واقعہ سے بھی سبق ملتا ہے کہ انسان اپنی حقیقت کے لحاظ سے کوئی قابلِ فخر چیز نہیں لہٰذا غرور اور بڑائی اُسے ہرگز زیبا نہیں۔

آج دنیا میں آپکو ایسے انسان کثرت سے ملیں گے جو کہتے ہیں "ہمچو ما دیگرے نیست"۔ یعنی "کوئی ہم سا ہو تو سامنے آئے"۔ یہ لوگ اگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے مادۂ تخلیق پر غور کریں تو ان کو ساری بڑائی اور شیخی بھول جائے گی اور آئندہ ایسا کرنے سے توبہ کر لیں گے۔

ایک مرد اور ایک عورت اوپر کی سطور میں آپ نے انسان کی ایک حقیقت ملاحظہ فرمائی۔ اب اسکی دوسری حقیقت پیش کی جاتی ہے

● اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ (سورۂ حجرات)۔

ترجمہ:۔ اے لوگو بیشک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور پھر تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ آپس میں جان پہچان ہو۔ بیشک اللہ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بیشک اللہ جاننے والا اور خبردار ہے۔

● قرآن پاک میں دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ (سورۂ انعام)

یعنی وہی اللہ ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔ پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا اور کہیں امانت کے طور پر رہنا ہے۔ ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ سب انسان ایک ہی جان یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں تو پھر خاندان کی درجہ بندی اور برادریوں کے تعصب کا کیا مطلب اور کیا فائدہ۔

یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے مختلف شعوب اور قبیلے بنائے ہیں، لیکن یہ حسب و نسب صرف پہچان کی خاطر بنائے گئے ہیں نہ کہ غرور و فخر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیلئے۔ کسی شخص کو اپنے نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کی تحقیر کرنا جائز نہیں کیونکہ آخر کار سب ایک ہی باپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ہاں ایک چیز ایسی ہے جو انسان کو دوسروں سے معزز و محترم بنا دیتی ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (سورہ حجرات)۔ یعنی اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

معروف مفسّر حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری اس آیت کریمہ کے ماتحت لکھتے ہیں کہ " دورِ جاہلیت کے عرب دیگر گوناں گوں خرابیوں کے ساتھ ساتھ تفاخر کی بیماری میں بُری طرح مبتلا تھے۔ وہ اپنے آپکو سب سے برتر، اشرف و اعلیٰ خیال کرتے۔ ان سب میں قریش کے فخر و مباہات کی شان ہی الگ تھی۔ جب مکہ فتح ہوا اور اس کی فضاؤں میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو حضور علیہ السلام نے حضرت بلال کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جاؤ اور اذان دو۔ تعمیلِ ارشاد میں بلال نے کعبہ کے اوپر چڑھ کر اذان دینی شروع کی تو شرفائے قریش پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا۔

ان کے دلی حزن و ملال کا اندازہ اس مکالمہ سے لگائیے جو ان میں ہوا۔ عتاب بن اسید بولا۔ اللہ کا شکر ہے میرا باپ یہ روح فرسا منظر دیکھنے سے پہلے مر گیا۔ حارث ابنِ ہشام کہنے لگا کہ اس کالے کوّے کے بغیر محمد کو اور کوئی مؤذن نہیں ملا۔ سہیل ابنِ عمرو نے کہا " جیسے اللہ کی مرضی " ابو سفیان نے کہا کہ میں تو کچھ نہیں کہتا۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری اس گفتگو پر اللہ تعالیٰ اس کو آگاہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر دے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس زعم باطل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ تفاخر کا یہ نظریہ فقط جاہل اور غیر مہذب عربوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ روئے زمین پر جو متمدن اور شائستہ قومیں آباد تھیں وہ سب کی سب کسی نہ کسی صورت میں اس بیماری میں مبتلا تھیں۔

کہیں اپنی نسل اور قومیت پر فخر کیا جاتا تھا، کہیں ان کے وطن کی سرزمین انکی بڑائی اور برتری کا باعث تھی۔ کہیں زبان ورنگ وجہ افتخار بنے ہوئے تھے۔ اس فاسد نظریے نے مختلف قوموں کو متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ہر قوم اپنی نسلی شرافت اور اپنے خطہ زمین کی عظمت کے باعث اپنا یہ حق سمجھتی تھی کہ وہ دوسرے ممالک کو تاخت و تاراج کرے۔

انکی دولت کو لوٹے، اُن کے باشندوں کو اپنا غلام بنائے اور انہیں اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرے۔ اس شر انگیز نظریہ کے باعث جنگ و جدال کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا اور شرف انسانی کی قبا تہذیب و تمدن کے علمبرداروں کے ہاتھوں تار تار ہوتی رہی۔ یہ گمراہیاں صرف اس زمانے میں ہی موجود نہ تھیں جنہیں ازمنہ مظلمہ کہا جاتا ہے بلکہ آج بھی ان کی ہلاکت آفرینیوں سے انسانیت کی جبین شرم کے مارے عرق آلود رہتی ہے۔

بھارت جیسے دنیا بھر میں سب سے بڑا جمہوری ملک ہونے کا دعوٰے ہے وہاں آج بھی طبقاتی امتیازات جوں کے توں قائم ہیں۔ بھارت کے طول و عرض میں اس بیسویں صدی میں بھی چھوت نہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے مندروں میں جا کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے کنوؤں سے پانی بھر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکتے ہیں۔ امریکہ میں بے شمار ایسے ہوٹل ہیں جن کے دروازوں پر جلی حروف میں لکھا ہوتا ہے "ریڈ انڈین"۔ سفید فام باشندوں کے سکول اور کالج تک مخصوص ہیں جہاں سیاہ فام حبشی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ اپنی قومی برتری کا ہی یہ غرور تھا جس نے جرمن قوم ہٹلر کا روپ دھار لیا اور کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ وطنیت قوم رنگ، نسل اور زبان کے بتوں کی پوجا آج بھی اسی زور وشور سے ہو رہی ہے۔

اس مختصر سی آیت نے ان تمام بنیادوں کو منہدم کر کے رکھ دیا جن پر مختلف قوموں نے اپنی اپنی برتری اور شرافت کے ایوان تعمیر کر رکھے تھے فرمایا۔ اے لوگو۔ تم ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو۔

تمہاری نسل کا سلسلہ اس اصل سے جا کر ملتا ہے۔ تمہارا خالق بھی ایک ہے۔ تمہارا مادۂ تخلیق بھی یکساں ہے۔ تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے۔ اتنی بڑی یکسانیتوں کے باوجود تمہارا ایک دوسرے پر برتری کا دعوٰے سراسر کم فہمی اور نادانی ہے۔ اولادِ آدم کا مختلف شعوب وقبائل میں بٹنا اس لئے نہیں کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو حقیر سمجھے اور اپنے آپکو اشرف واعلیٰ خیال کرے بلکہ اس لئے ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور باہمی معاملات میں گڑ بڑ نہ ہو۔

کسی خاندان میں پیدا ہونا، کسی زمین کا باشندہ ہونا اور چہرے کی کوئی خاص رنگت اس میں انسان کی اپنی کوشش وسعی کا کوئی دخل نہ تھا اس لئے قرآنِ کریم نے اس کو وجہِ افتخار قرار نہ دیا۔ البتہ ایک چیز ہے جس سے انسان کا مرتبہ دوسرے لوگوں سے برتر واعلیٰ ہو جاتا ہے اور اس میں انسان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے۔ اور وہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی بنا پر جو معزز ومحترم ہوگا وہ فخر وغرور سے یکسر پاک ہوگا اور ایسے شخص کا وجود نہ صرف اپنے ملک اور قوم کے لئے باعثِ خیر و برکت ہوگا بلکہ تمام بنی نوع انسان اس کے فیوض سے کماحقہ مستفید ہوتی رہے گی۔ (تفسیر ضیاء القرآن زیر آئیت مذکورہ)۔

عبادت و ریاضت اللہ تعالیٰ نے درحقیقت انسان کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت و ریاضت قرار دیا ہے۔

• چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ (الآیۃ) یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اور ایک انسان دوسرے انسان پر صرف عبادت و ریاضت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بنا پر ہی شرف و اعلیٰ ہوسکتا ہے

• حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ اِلَّا بِالتَّقْوٰی (بیہقی شریف) یعنی کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کی بنا پر۔ اگر کوئی مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں رہتا ہے اور اس کے عمل اچھے نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ذرہ بھر بھی عزت نہیں ہے۔ جیسے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ۔ اور اگر کوئی چین یا پاکستان میں رہتا ہے اور اس نے تقویٰ اختیار کیا ہوا ہے تو وہ اللہ کے ہاں بڑی شان والا ہے۔

• ایک اور حدیث پاک میں آپ کا ارشاد گرامی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْئَلُكُمْ عَنْ اَحْسَابِكُمْ وَلَا عَنْ اَنْسَابِكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَتْقٰکُمْ۔ (تفسیر ابن جریر) ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم سے حسب ونسب کے بارے میں سوال نہیں کرے گا اللہ کے نزدیک (روزِ محشر) تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا۔ ان احادیثِ شریفہ سے معلوم ہوا کہ اگر انسان میں عبادت وتقوٰی ہے تو وہ بندہ شان وعظمت والا ہے اور اگر اس میں یہ خوبی نہیں تو ایسے انسان اور جانور میں کوئی فرق نہیں۔

ایسے ہی انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ۔ (الآیۃ)۔ یعنی یہی لوگ جانوروں جیسے ہیں۔ بلکہ اُن سے بھی گئے گزرے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر انسان عبادت نہیں کرتا تو وہ درحقیقت انسان کہلانے کا حقدار ہی نہیں ہے۔

جوتے نے کیا کہا؟ ایک بزرگ کا جُوتا پرانا ہوگیا۔ انہوں نے اُس کو پھینک دیا اور نیا جوتا پہن لیا۔ پرانے جوتے نے اُس بزرگ سے کہا کہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ بزرگ نے جواب دیا کہ تیری یہ جرأت کہ جوتا ہوکر مجھ سے کلام کررہا ہے۔

جُوتے نے کہا کہ حضرت اگر میرے اندر حقارت و ذلت آئی ہے تو آپ کی وجہ سے ہی آئی ہے۔ اگر میں آپ کے استاذ صاحب یا پیر صاحب کا جوتا ہوتا تو آپ اپنے ہاتھوں میں مجھے اُٹھائے پھرتے۔ وہ بزرگ یہ سن کر ششدر ہوگئے اور بولے کہ اچھا بتا تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ جوتے نے کہا کہ میں آپ سے کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جس مقصد کیلئے مجھے بنایا گیا تھا میں نے وہ مقصد پورا کرکے دکھایا ہے۔ مجھے آپ کے پاؤں کی حفاظت کے لئے بنایا گیا تھا۔ چنانچہ میں نے ہر طرح آپ کے پاؤں کی حفاظت کی۔ راستے میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چلتے ہوئے اگر کہیں گندگی آگئی تو وہ میں نے اپنے سینے سے لگا لی اور آپ کے پاؤں کو محفوظ رکھا۔ اگر راستے میں کوئی کانٹا آگیا تو وہ میں نے اپنے جسم پر جھیل لیا اور آپ کے پاؤں پر خراش تک نہ آنے دی۔

غرض میں جس مقصد کیلئے بنا گیا تھا وہ مقصد میں نے پورا کر کے دکھا دیا ہے۔ آپ بھی جس مقصد کے لئے بنائے گئے ہیں اگر آپ نے بھی وہ مقصد پورا کر دیا ہے تو فبہا ورنہ تم سے میں ہی اچھا ہوں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر انسان اپنے مقصد تخلیق کو فراموش کر کے عبادت سے منہ موڑ لیتا ہے تو ایسا شخص اتنا ذلیل ہے کہ وہ ایک جوتے سے بھی گیا گزرا ہے۔

حرف آخر مذکورہ بالا سطور میں انسان کی حقیقت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو ابتدا میں نطفہ (منی کا قطرہ) تھا۔ پھر علقہ (خون کا جما ہوا قطرہ) بنا۔ پھر مضغہ (یعنی گوشت کا ٹکڑا) بنا۔ پھر گوشت پر ہڈیاں چڑھائی گئیں اور پھر ان کے اوپر چمڑا چڑھایا گیا۔

ان سب باتوں میں تمام انسان برابر ہیں۔ ہر انسان کو اپنی ان تمام ابتدائی حالتوں کو سوچنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ان حالتوں کے ہوتے ہوئے ہمارے لئے غرور و تکبر اور دوسروں کی حقارت کی گنجائش ہے یا نہیں۔

اور پھر روح نکلنے کے بعد ہر انسان کا جسم خواہ وہ فقیر ہو یا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بادشاہ کا اور قوی کا ہو یا ضعیف کا جس حالت کو پہنچ جاتا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اگر اس کو دفنانے میں دو تین دن کی تاخیر ہو جائے تو یہ جسم پھولنے اور پھٹنے لگتا ہے۔ سڑنے اور گلنے لگتا ہے۔ سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے اور کیڑے تک پڑ جاتے ہیں۔ آخر زمین میں مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔

جب انسان کی یہ حقیقت ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ تقویٰ و پرہیز گاری اور عبادت و ریاضت کی راہ کو اپنائے اور اس دنیا میں اللہ و رسول کی نافرمانیوں سے باز رہے۔ یہی اس کے حق میں مفید ہے اور اسی راہ پر چل کر وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے۔ آمین۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْن۔

تحریر کنندہ:

مُحَمَّد حَنِیف اختر

یکم اگست سنہ ۲۰۰۰ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بکھرے موتی

ارشادِ ربّانی

قرآن پاک میں سود کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کے مطالبات ہیں انہیں چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اگر تم ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے اور اگر تم توبہ کرلو تو اصل لینے کے حقدار ہو۔ نہ تم زیادتی کرو اور نہ تمہارے ساتھ زیادتی ہوگی۔ (الآیہ)

فرمانِ نبوی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "دو آنکھیں ایسی ہیں جو جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گی۔ ایک وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے روئے اور دوسری وہ جو رات بھر اللہ کی راہ میں پہرہ دے۔" (الحدیث)

اقوالِ حضرت علیؓ

خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔

آدمی کی قابلیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

جو شخص اپنی قدر آپ نہیں کرتا کوئی دوسرا بھی اس کی قدر نہیں کرتا۔

جب تک کسی سے بات چیت نہ ہو اسے حقیر نہ سمجھو۔

اقوالِ زرّیں

بغیر نیکی اور عبادت کے آخرت میں ثواب اور جنت کی اُمید رکھنا حماقت ہے۔

اولاد کو مذہبی تعلیم و تربیت نہ دے کے باوجود فرمانبرداری کی امید رکھنا بھی حماقت کی علامت ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چند ہولناک جرائم

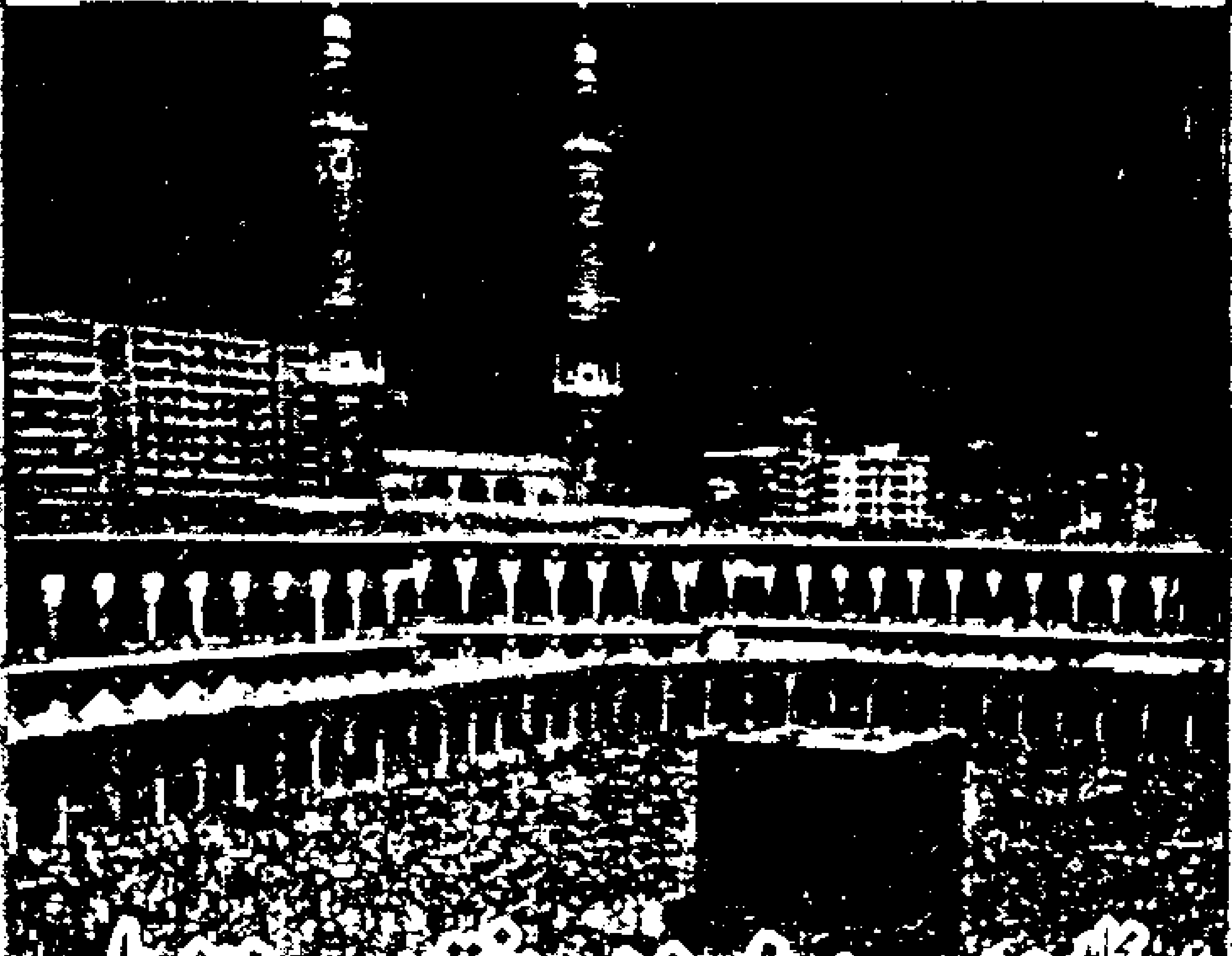

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ○

تمہید

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے اس دنیا میں انسان کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے بھیجا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے! **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون○ (الآیۃ)**۔ یعنی ہم نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جو لوگ خلوص سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں وہ مطمئن وشادکام رہتے ہیں اور جو لوگ عبادت سے منہ موڑ کر گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں وہ دنیا میں بھی ہر وقت پریشان رہتے ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا نشانہ بنیں گے۔ ان لوگوں کو آخرت میں گناہوں اور جرائم کی جو ہولناک سزائیں ملیں گی۔ ذیل میں انہی کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے مری بات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے نمازی کا جرم

نماز نہ پڑھنا ایک بہت بڑا گناہ ہے اور اس ہولناک جرم کی شریعت میں بہت بڑی سزا ہے۔ O چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ "جس نے نماز کے بارے میں سستی اور غفلت اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے پندرہ قسم کی سزائیں دے گا۔ چھ دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلنے کے بعد دی جائیں گی۔ دنیا کی چھ سزائیں یہ ہیں۔ (1) اللہ تعالیٰ اس کی عمر سے برکت کو زائل کر دے گا۔ (2) اس کے چہرے سے نیک بندوں جیسی چمک دمک ختم کر دے گا۔ (3) اللہ تعالیٰ اسے کسی عمل کا اجر و ثواب نہیں دے گا۔ (4) اللہ تعالیٰ اس کی کسی دعا کو آسمان تک بلند نہیں ہونے دے گا۔ (5) اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں لوگوں کے سامنے ذلیل کرے گا۔ (6) اس کے لئے نیک لوگوں کی دعاؤں میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ موت کے وقت کی تین سزائیں مندرجہ ذیل ہیں۔ (7) وہ ذلیل ہو کر مرے گا۔ (8) وہ بھوکا مرے گا۔ (9) وہ پیاسا مرے گا خواہ اسے دنیا کے تمام دریاؤں کا پانی پلا دیا جائے۔ قبر کے اندر ملنے والی سزائیں یہ ہیں۔ (10) اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو اتنا تنگ کر دے گا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ کر ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی۔ (11) اس کی قبر میں آگ جلائی جائے گی جس میں وہ دن رات الٹ پلٹ کیا جاتا رہے گا۔ (12) اللہ تعالیٰ اس پر قبر میں ایک خوفناک سانپ مسلط کرے گا جس کا نام الشجاع الاقرع۔ (یعنی گنجا سانپ) ہے۔ اس کی آنکھ آگ کی اور ناخن لوہے کے ہیں۔ ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت کے برابر ہو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گی۔اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح ہوگی۔اور یہ بے نمازی سے کہے گا کہ مجھے میرے رب نے تجھے مارنے کا حکم دیا ہے۔وہ جب بھی مارے گا تو بے نمازی مردہ (70) ستر گز تک زمین میں دھنس جائے گا۔پھر وہ اژدھا اپنے ناخنوں کو زمین میں داخل کر کے اس کو نکالے گا۔بے نمازی کی یہ سزا قیامت تک جاری رہے گی۔اس سے اندازہ لگائیں کہ نماز نہ پڑھنا کتنا بڑا جرم اور گناہ ہے۔اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو سچا اور پکا نمازی بنائے۔

تکبر کا جرم

تکبر کرنا بھی بہت بڑا جرم ہے۔شیطان بھی تکبر کی وجہ سے ملعون ہوا۔حضور نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا''۔(مشکوٰۃ شریف)

☆ایک اور حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''تکبر کرنے والے قیامت کے دن میدان حشر میں چیونٹیوں کی مثل لائے جائیں گے۔مگر ان کی صورتیں آدمی کی ہوں گی اور ہر طرف سے ان کو ذلت نے گھیرا ہوگا۔اور وہ گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ان کے اوپر جہنم کی آگ ہوگی اور انہیں جہنمیوں کے بدن کا پیپ پلایا جائے گا۔(مشکوٰۃ شریف)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غصہ کا جرم

اسی طرح غصہ بھی ایک جرم ہے جو اسلام میں انتہائی مذموم ہے۔ یاد رکھیں کہ غصہ عقل کو خراب کر دیتا ہے۔ اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ "پہلوان وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقت میں پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے" (بخاری شریف)۔ ☆ حضور نبی کریم ﷺ نے غصہ کا علاج بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ کو بجھانے والی چیز پانی ہے۔ لہذا جب کسی کو غصہ آئے تو وہ فوراً وضو کرنے بیٹھ جائے" (ابوداؤد شریف) اگر ہم اسلام کی اس تعلیم پر عمل کریں تو پورا معاشرہ جنت کا نمونہ بن جائے گا۔

حسد کا جرم

نیز حسد کرنا بھی ایک بہت بڑا جرم ہے۔ حسد کی تعریف یہ ہے کہ "آدمی کسی کی نعمتوں کو دیکھ کر جلے اور ان کے ختم ہونے کی تمنا کرے اور یہ آرزو کرے کہ وہ نعمتیں اس سے جاتی رہیں اور مجھے مل جائیں یہ حسد ہے" ☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرما کہ "حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے"۔ (کنز العمال) ☆ ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ "تم ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے سے بغض نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھو۔ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو اور اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ''۔(مشکوٰۃ شریف)

غیبت کا جرم

غیبت کرنا بھی جرم اور گناہ ہے۔غیبت کی تعریف یہ ہے کہ''بندہ اپنے کسی اسلامی بھائی کی اس کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کرے جو اسے اگر معلوم ہو جائے تو ناگوار گزرے''۔اور وہ بات اس میں موجود ہو تو غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہیں تو پھر وہ بہتان ہے جو غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔☆حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ''غیبت سے بچ کر رہو کیونکہ اس میں تین آفتیں ہیں۔پہلی یہ کہ غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوگی۔دوسری یہ کہ اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی اور تیسری یہ کہ اس پر گناہوں کا ڈھیر لگ جاتا ہے۔☆رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ''معراج کی رات میرا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے منہ اور سینے کو اس سے نوچتے تھے۔میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کیا کرتے تھے)(بہار شریعت)اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

چغلی کا جرم

اسی طرح چغلی کرنا بھی جرم اور بہت بڑا گناہ ہے''ادھر کی بات ادھر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر کے آپس میں لڑانے والے کو" چغل خور کہتے ہیں۔ ☆ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ" جو شخص دنیا میں دورخا ہوگا (یعنی چغل خور ہوگا) قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی دوزبانیں ہوں گی"۔ (ابوداؤد)
☆ ایک دوسری حدیث پاک میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ" چغل خور جنت میں نہیں جائے گا"۔ (بخاری شریف)۔ ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ وہ بندے بہت ہی برے ہیں جو ایک دوسرے کی چغلی کھاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں۔

بغض کا جرم

نیز کسی مسلمان بھائی کے متعلق دل میں بغض و کینہ رکھنا بھی جرم ہے۔
☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ" ہر ہفتے میں دو مرتبہ بندوں کے اعمال اللہ کے دربار میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن بندے کو بخش دیتا ہے لیکن اس بندے کو نہیں بخشتا جس کے دل میں کسی دوسرے اسلامی بھائی کے متعلق بغض و کینہ ہو"۔ (کنز العمال) ☆ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ" کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ (بغض و کینہ کے سبب) اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ تعلق منقطع کر کے چھوڑ دے۔ جو تین دن سے زیادہ قطع تعلقی اختیار کرے گا اور اسی حالت میں مر جائے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا"۔ (مشکوۃ شریف)۔ معلوم ہوا کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے خلاف دل میں بغض و کینہ رکھنا سخت گناہ ہے اور یہ برا عمل جہنم میں جانے کا سبب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بن سکتا ہے۔لہذا تمام مسلمانوں کو اس سے توبہ کرلینی چاہیے۔

زانی کا جرم

اسی طرح زنا بھی ایک بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔☆حضور نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ''قیامت کے دن زانی اس حال میں لائے جائیں گے کہ ان کے چہروں پر آگ بھڑکتی ہوگی اور وہ اپنی شرمگاہوں کی بدبو سے لوگوں کے درمیان پہچانے جائیں گے۔ان کو منہ کے بل جہنم میں لے جایا جائے گا پھر جب وہ دوزخ میں داخل ہوں گے تو داروغہ جہنم انہیں آگ کی قمیض پہنائے گا۔وہ قمیض ایسی ہوگی کہ اگر اس قمیض کو ایک اونچی اور مستحکم پہاڑی پر ایک لمحہ کے لئے رکھ دیا جائے تو وہ پہاڑی جل کر راکھ ہو جائے''۔(قرۃ العیون)☆ایک اور حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ''زانی مرد اور عورتیں قیامت والے دن اس حال میں اٹھیں گے کہ ان کی شرمگاہوں پر آگ دہکتی ہوگی اور ان کے دونوں ہاتھ ان کی گردن کی طرف بندھے ہوں گے اور عذاب کے فرشتے انہیں گھیرے اعلان کر رہے ہوں گے کہ اے لوگو'' یہ زانی لوگ ہیں جن کے ہاتھ گردنوں کی جانب بندھے ہوئے ہیں اور جن کی شرمگاہوں پر آگ دہک رہی ہے۔پھر ان کی شرمگاہوں کو کشادہ کیا جائے گا اور ان کی شرمگاہوں سے نہایت بدبودار آگ کی بھانپ نکلے گی۔اس وقت عذاب کے فرشتے کہیں گے کہ یہ بدبو زانیوں کی شرمگاہوں کی ہے جنہوں نے زنا کیا اور بغیر توبہ کئے مر گئے۔اے لوگو! تم ان پر لعنت کرو تو اس وقت ہر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نیک و بد شخص پکار کر کہے گا"زانیوں پر اللہ کی لعنت"(حوالہ مذکورہ)

موجودہ دور کے زانیوں کو ان دونوں حدیثوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اور زنا سے باز آجانا چاہیے۔

شرابی کا جرم

اور شراب کا استعمال بھی جرم اور گناہ کبیرہ ہے۔☆ سرکار دو عالم نبی الانبیاء ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ" جس پیٹ میں شراب گئی اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی کوئی نیکی قبول نہیں فرمائے گا"۔(قرۃ العیون)☆ نیز آپ کا فرمان عالیشان ہے کہ"جو شخص شراب پیئے گا اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہ ہو گی۔لیکن اگر اس نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔اگر اس نے دوبارہ شراب پی تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہو گی۔لیکن اگر اس نے پھر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔تیسری مرتبہ بھی یوں ہی ہو گا۔پھر اگر اس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تو پھر بھی چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہ ہو گی اور اب اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ بھی قبول نہ ہو گی اور قیامت کے دن اس کو جہنم میں دوزخیوں کی پیپ پلائی جائے گی"۔(مشکوٰۃ شریف)

ثابت ہوا کہ شراب کا استعمال بہت بڑا گناہ ہے اور ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ شراب پر،اس کے بیچنے والے پر،اس کے خریدنے والے پر اور اس کے پینے والے پر لعنت بھیجتا ہے۔لہذا ہمارے مسلمان بھائیوں کو جو اس گناہ میں مبتلا ہیں سچے دل سے شراب نوشی سے توبہ کر لینی چاہیے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جھوٹ کا جرم

اسی طرح جھوٹ بولنا بھی جرم اور گناہ ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔**لعنة الله علي الكاذبين** ۔یعنی جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔☆ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے''۔(بہارشریعت)☆ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ تمہیں ایک چیز دوں گی۔حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا چیز دوگی؟ عرض کی کھجور دوں گی۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم کچھ نہ دیتیں تو تمہارے ذمے جھوٹ لکھا جاتا''۔(بہارشریعت)

آج کل اکثر مائیں اپنی اولاد کو کہتی ہیں کہ بیٹا آؤ چیز لے لو اور جب بچہ آئے تو کچھ بھی نہیں دیتیں۔ایسی ماؤں کو اس حدیث پاک سے عبرت حاصل کرنی چاہیے کیونکہ ایسا کہنا بھی جھوٹ ہے۔

وعدہ خلافی کا جرم

وعدہ خلافی کرنا بھی جرم و گناہ ہے۔آج کل مسلمان اس کو ایک معمولی بات تصور کرتے ہیں اور ہر وقت وعدہ خلافی کرتے رہتے ہیں ان کو ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احادیث مبارکہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔☆حضور نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ ”جو مسلمان عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل“۔(بخاری شریف) ☆نیز فرمایا کہ جس شخص میں چار باتیں ہوں وہ خالص منافق ہوگا۔(1) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔(2) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔(3) جب کوئی معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے۔(4) جب جھگڑا کرے تو گالی بکے“۔(بخاری شریف)

کاش ہمارے مسلمان بھائی ان احادیث مبارکہ سے عبرت حاصل کریں۔

گالی دینے کا جرم

نیز کسی کو گالی دینا بھی جرم اور گناہ ہے۔آج کل بہت سے لوگوں نے اور بالخصوص ہمارے نوجوان طبقہ نے بات بات پر گالی دینے کو اپنا معمول بنا رکھا ہے اور پھر وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔☆رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”ہر فحش گوئی کرنے والے پر حرام ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو“۔(کنز العمال) ☆ایک اور حدیث پاک میں آپ نے فرمایا کہ ”مومن طعنہ مارنے والا، لعنت کرنے والا، فحش گوئی کرنے والا اور بے حیائی کی بات کرنے والا نہیں ہوتا“۔(مشکوٰۃ شریف) ☆چونکہ گالی زبان سے دی جاتی ہے اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ”آدمی جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء عاجزی سے زبان کے سامنے عرض کرتے ہیں کہ تو اللہ سے ڈر۔ہم سب تیرے ساتھ وابستہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہو جائیں گے"۔ (ترمذی شریف)۔ موجودہ دور میں زبان کو قابو میں رکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے ورنہ ان کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

ایذا دینے کا جرم

نیز کسی کا دل دکھانا اور ایذا دینا بھی ایک بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ ☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ مومنوں کو ایذا دینے والے کو پسند نہیں کرتا اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے"۔ (مکاشفۃ القلوب) ☆ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک مرتبہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی کہ "مجھے کچھ سکھایئے جس سے میں فائدہ اٹھا سکوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دینے والی چیز (یعنی پتھر اور کانٹے وغیرہ) کو دور کردو۔ کیونکہ جس نے مسلمانوں کے راستے سے ایذا دینے والی چیز ہٹائی اللہ تعالیٰ کے۔ لئے نیکی لکھ دے گا اور جس کے لئے نیکی لکھ دی گئی اس کے لئے جنت واجب کر دی گئی"۔ (حوالہ مذکورہ)۔ یعنی جو مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی ایذا کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوتا ہے اور ان کو جنت میں جگہ عطا فرمائے گا اور جو لوگ مسلمانوں کو ایذا دیتے ہیں انہیں لازمی طور پر جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ ☆ چنانچہ حضرت سیدنا مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "دوزخیوں پر جہنم میں خارش مسلط کر دی جائے گی وہ اس قدر خارش کریں گے کہ ان کے چمڑے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گوشت اتر کر ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ پھر آواز دی جائے گی کہ کیا تم کو اس سے تکلیف ہوتی ہے؟ وہ جواب دیں گے ہاں تو ان سے کہا جائے گا کہ "یہ اس کا بدلہ ہے جو تم مسلمانوں کو ایذا دیا کرتے تھے"۔ (مکاشفۃ القلوب)

خاتمہ

مذکورہ بالا سطور میں چند ہولناک جرائم کا بیان کیا گیا ہے۔ یہ وہ جرائم ہیں جنہیں ہم معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ لیکن ان جرائم کی جو سزائیں ہیں وہ پڑھ کر آدمی کانپ اٹھتا ہے اگر ہم مسلمانوں میں سے کسی کے اندر بھی یہ جرائم ہوں یا کوئی ایک جرم ہو تو ہمیں سچے دل سے توبہ کر لینی چاہیے۔ کیونکہ توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے۔ اگر خدانخواستہ ہم بغیر توبہ کیے مر گئے تو قیامت والے دن ہمیں پچھتانا اور رسوا ہونا پڑے گا۔ لہذا آج موقع ہے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلٰغ المبین ٥

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم نومبر 2005ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رشوت سے بچو

مصنف

مجاہد اہلسنّت حضرت مولانا

محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رشوت سے بچو

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم • بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

تمہید موجودہ دور میں بہت سی بیماریاں ایسی ہیں جو ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہیں۔ جب لوگوں کے اخلاق و کردار صحیح ہوں تو معاشرہ ترقی کی راہ پہ گامزن ہوتا ہے اور جب معاشرے میں اخلاقی قدریں ختم ہوجائیں تو سوائے زوال اور تباہی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ موجودہ معاشرہ کی اَن گنت اخلاقی بیماریوں میں سے ایک خوفناک بیماری "رشوت" ہے۔ رشوت ایک نہایت ہی قبیح جرم ہے جس کی جڑیں معاشرے میں سرطان کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ معمولی چپڑاسی سے لیکر افسرانِ بالا تک سبھی نہ صرف رشوت طلب کرتے ہیں بلکہ اس کو اپنا حق تصوّر کرتے ہیں اور اس کے بغیر کوئی کام کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ بقولِ شاعر:۔

ع چھٹتی نہیں ہے مُنہ سے یہ کافر لگی ہوئی

آپ کسی بھی دفتر چلے جائیں جب تک آپ متعلقہ اہلکار کی مُٹھی گرم نہیں کریں گے وہ آپ کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کریگا اور جب آپ اُسے "چائے پانی" دے دینگے تو پھر وہ آپ کی بڑی عزت کریگا اور آپ کا کام منٹوں میں کردیگا۔ قیام پاکستان سے لیکر آج تک ہمارے مُلک میں اس بیماری کا قلع قمع نہیں کیا جاسکا۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ مرض ہمارے معاشرے میں روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حکومت نے اس کے خاتمہ کیلئے "محکمہ انسدادِ رشوت ستانی" کے نام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ایک علیحدہ محکمہ قائم کر رکھا ہے لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس محکمہ میں بھی اکثر رشوت کا بازار گرم رہتا ہے۔ غرضیکہ رشوت کے خاتمے کیلئے ہمارے تمام خود ساختہ طریقے ناکام ہو چکے ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے دِلوں میں اللہ اور اس کے رسُول کا خوف پیدا کرتے ہوئے رشوت کی حقیقت پر غور کریں اور پھر اپنا مُحاسبہ کریں۔ بنا بریں ذیل میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں " رشوت " کی حرمت کی تفصیل درج کی جاتی ہے تاکہ تمام مسلمان کما حقہٗ اپنی اصلاح کر سکیں۔

رشوت کی تعریف

از روئے شرع " رشوت " وہ چیز ہے جو کسی افسر و حاکم کو اپنے حق میں فیصلہ لینے کیلئے یا کسی کام کو اپنی مرضی کے موافق کرانے کیلئے بطورِ نذرانہ پیش کی جائے "۔ یعنی جو کام کسی کے فرائض میں شامل ہے اور اس کا پورا کرنا اُس کے ذمّہ ہے اور وہ اس پر اس کا نذرانہ طلب کرے تو یہ رشوت ہے۔ رشوت عربی کے لفظ " رشاء " سے ماخوذ ہے۔ "رشاء" اُس رسّی کو کہتے ہیں جس سے پانی نکالا جائے۔ چونکہ کسی کو نذرانہ دینے والا بھی اُس سے اپنا کوئی کام نکالتا ہے لہذا اس نذرانہ کو " رشوت کہتے ہیں "۔ یاد رکھیں کہ رشوت سے مُعاشرے میں بہت سی بیماریاں پھیلتی ہیں اور بہت سے اسلامی اصُول پامال ہوتے ہیں مثلاً سچ بولنا اچھے اخلاق کی نشانی ہے اور رشوت سچ کو انسانی ذہن سے دُور کر دیتی ہے۔ اگر کسی کو رشوت لینے دینے یا اس کو برمَوقع دیکھنے کا اتّفاق ہُوا ہو تو اس کو اس بات کا اچھی طرح علم ہوگا کہ رشوت لینے اور دینے والوں میں کم از کم ایک ضرور جھوٹا ہے اور یا پھر دونوں ہی جھُوٹے ہیں۔ اس طرح رشوت کو اپنا کر بندہ جھوٹ سے قریب اور سچ سے دُور ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پھر اُس کی نظر میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انصاف کی بھی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ اور پھر رشوت لینے والے کی نیت میں خلوص اور پاسِ عہد بھی نہیں رہتا۔ نیز رشوت لینے والے میں اوّل تو رحم کا مادہ نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو بہت ہی کم ہوتا ہے۔ اب آپ خود انصاف کیجئے کہ حق و انصاف، خلوصِ نیت، پاسِ عہد، امانت داری اور رحم جیسی ساری اسلامی خصوصیات کو کیا صرف ایک رشوت ہی ہڑپ نہیں کر جاتی ؟ ۔ اور جس معاشرے میں یہ ساری صفات ناپید ہو جائیں تو وہ معاشرہ پھر اخلاقِ حسنہ کا حامل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اربابِ نظر جانتے ہیں کہ آجکل ایک معمولی عہدہ حاصل کرنے کیلئے بڑی دوڑ دھوپ کی جاتی ہے۔ خاص طور پر الیکشن کے دنوں میں تو ہر امیدوار مخلص، ایماندار، باکردار اور محبِ وطن بن جاتا ہے۔ اس موقع پر امیدوار روپے کو پانی کی طرح بہاتے ہیں کیونکہ ہر امیدوار یہ جانتا ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کر رہا ہے وہ تو محض ایک سال میں پورا ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد پھر "اللہ کا فضل" ہی برسے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کسی ایسے سرکاری ملازم سے جس کی تنخواہ بمشکل دو ہزار روپے ہو مگر وہ عالیشان کار اور کوٹھی کا مالک ہو اُس کی ترقی کا راز دریافت کیا جائے تو وہ نہایت متانت سے یہی جواب دیتا ہے کہ "تنخواہ تو واقعی کم ہے مگر اُوپر سے اللہ کا بڑا فضل ہے"۔ اور یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات اُن کی کوٹھی پر بھی لکھا ہوتا ہے۔ "ھٰذا من فضلِ ربّی"، کہ "یہ میرے ربّ کے فضل سے ہے"۔ (العیاذ باللہ) خداوندِ کریم محفوظ رکھے۔

قرآن میں ممانعت

اب آیئے ذرا اس امر پر غور کریں کہ اسلام نے رشوت جیسی لعنت سے مسلمانوں کو کس طرح روکا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالباطل وتدلوبها الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم
تعلمون (پ۲ سورۃ البقرہ) ترجمہ: (اے ایمان والو) آپس میں ایک دوسرے کا مال
ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور نہ اس کے ذریعے حکام تک پہنچو کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصّہ ناجائز طور
پر اور جان بوجھ کر کھانے لگو۔" اس آیت کریمہ میں واضح طور پر مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے
کہ نہ ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر کھاؤ اور نہ مال کو حاکموں تک پہنچنے کا ذریعہ بناؤ کہ اپنے
مال حاکموں کو رشوت میں دیکر اُن سے اپنے حق میں فیصلہ کرالو۔ اس آیت میں روز روشن
کی طرح رشوت کی لعنت سے روکا گیا ہے۔ وہ مسلمان جن کے دل میں خداوند کریم کا خوف اور
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم ہے وہ تو فوری طور پر اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر
دینگے اور اس حکم کے سامنے ہرگز چون وچرا نہیں کریں گے۔ چونکہ ہمارے آج کے اس معاشرہ
میں سرمایہ دار اور دولت مند ہی کو معزز اور محترم سمجھا جاتا ہے لہذا ہر شخص راتوں رات
امیر اور موٹر و بنگلے کا مالک بننا چاہتا ہے اور جو پہلے امیر ہیں وہ اسی وجہ سے ہر وقت
امیر تر بننے کے چکر میں رہتے ہیں اور جب وہ اس کے لئے جائز وسائل کو ناکافی پاتے ہیں
تو پھر ناجائز ذرائع مثلاً ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، قمار بازی، رشوت ستانی اور ملاوٹ
وغیرہ کا کاروبار شروع کر دیتے ہیں تاکہ چند دنوں میں ہی وارے نیارے ہو جائیں۔ یہ
تمام ناجائز وسائل بالخصوص حصول رشوت صرف مال و دولت کے ساتھ محبت کی وجہ سے
ہے۔ یعنی اس دنیا میں لوگ مال و دولت کو اتنا پسند کرتے ہیں کہ اس کی خاطر وہ ناجائز
ذرائع استعمال کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ حالانکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم
کے فرمان کے مطابق مال و دولت بندوں کیلئے ایک آزمائش ہے۔ چنانچہ
ارشاد باری ہے انما اموالکم واولادکم فتنۃ (پ۲۸ سورۃ تغابن)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اس حقیقت کو تم اچھی طرح جان لو کہ " تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں "۔ حیرت ہے کہ لوگ آزمائش سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اس میں اور زیادہ مبتلا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ صرف دولت کی زیادتی سے اور امیر کبیر بن جانے سے آرام، سکون اور راحت نصیب نہیں ہوتی جس پر آج مشرق و مغرب کے انتہائی ترقی یافتہ ممالک شاہد عدل ہیں۔ امریکہ اور جاپان کا امیر ہونا آج ضرب المثل بن چکا ہے مگر اس کے باوجود ان ممالک کے حکمران و عوام کو سکونِ قلب و اطمینان نصیب نہیں۔ لہٰذا اے میرے پیارے مسلمان بھائیو! تم دولت کی ہوس کو چھوڑ کر اطاعتِ خداوندی کو اپناؤ اور رشوت وغیرہ سے پرہیز کرو تا کہ تمہاری دُنیا و عاقبت سنور جائے۔

حدیث میں ممانعت

نیز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو متعدد احادیثِ مبارکہ میں رشوت لینے سے منع کیا ہے۔ بلکہ اس کو مسلمانوں کے حق میں ایک لعنت قرار دیا ہے چنانچہ اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

◯ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے اور لینے والے پر لعنت کی ہے"۔ (ابوداؤد)۔

◯ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:۔ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی فی الحکم۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمات میں رشوت دینے اور لینے والوں پر لعنت فرمائی ہے"۔ (ترمذی شریف)

◯ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: الرَّاشی والمُرتشی فی النّار کہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔" (طبرانی) ⬭ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مُقدّمہ میں رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی گئی ہے اور یہ رشوت اس کے اور جنّت کے درمیان حجاب بن جائے گی۔" (کنزالعمال) ⬭ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ " فیصلہ کرنے میں رشوت لینا کُفر کے قریب ہے اور لوگوں کے درمیان خالص حرام ہے۔" (طبرانی)

⬭ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لعن اللّٰہ الآکل والمطعم الرشوۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے رشوت کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔" (کنزالعمال)۔ ⬭ ایک روایت میں ہے کہ " جس قوم میں سُود پھیل جائے وہ قحط اور گرانی میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت پھیل جائے اُس پر غیروں کا رُعب ڈال دیا جاتا ہے۔" (مسند امام احمد)۔ ⬭ ابوحُمید ساعدی کہتے ہیں کہ " رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلہ بنی اسد کے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے حاکم بنا کر بھیجا۔ یہ صاحب جب مدینہ شریف میں واپس آئے تو اپنے ساتھ جو مال لائے تھے حضور علیہ السلام کے سامنے اُس کے دو حصّے کر کے کہا کہ یہ وہ مال ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ اور یہ وہ مال ہے جو مجھے بطور ہدیہ ملا ہے۔ یہ سُن کر رسُولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ " اِس عامل نے یہ کیسے بات کہدی کہ اِتنا مال میرا ہے اور اِتنا تمہارا" یہ اپنے گھر ذرا بیٹھ کر دیکھے کہ اِسے کون ہدیے بھیجتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔" (بخاری شریف)۔ اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ حاکم کے لئے ہدیے یا تحفے لینا جائز نہیں کیونکہ یہ بھی رشوت کی ایک صورت ہے۔ ( ) خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں تمام عمال کو ہدایات جاری کر رکھی تھیں کہ " تمام لوگوں کو برابر سمجھو، قریب و بعید میں کوئی فرق نہ کرو اور رشوت سے پرہیز کرو کیونکہ جو شخص رشوت نہیں لے گا وہ تمام لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آئے گا۔"

مذکورہ بالا تمام احادیث و روایات میں رشوت لینے سے بڑی سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے اور اسے جنت سے دور رہنے اور جہنم میں داخل ہونے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ نیز ان احادیث کے مطابق رشوت لینے والے پر لعنت کی گئی ہے۔ اور یاد رکھیں "لعنت کا اثر سات پشتوں تک ہوتا ہے۔" (ملاحظہ ہو ابن ماجہ) اس لعنت کی وجہ سے رشوت لینے والے کی پشتوں میں موروثی بیماریاں ہوتی ہیں جو نسلاً بعد نسلٍ چلتی رہتی ہیں۔ رشوت لینے والے کبھی آزمائشوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ کبھی دل پر تالے لگا کر نیکی کے کاموں سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ کبھی ان سے ذہنی سکون اور قلبی اطمینان چھین لیا جاتا ہے۔ کبھی ان کو گرانی اور بے برکتی کے عذابوں میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ کبھی ان کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت، حقارت کے جذبات پیدا کر دیئے جاتے ہیں۔ کبھی ان کو جسمانی یا روحانی بیماری میں یا مقدمہ بازی پھنسا دیا جاتا ہے۔ کبھی ان کو حلال پر حرام کو ترجیح دینے کا عادی بنا دیا۔ اور کبھی رزقِ حلال کے دروازے بند کر کے ان کو غیر شرعی، ناجائز میں لگا دیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ رشوت کی لعنت کے یہ اثرات،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہنچنے کے بعد ختم ہو جاتے ہیں اور اس سے آگے نہیں بڑھتے۔ مسلمانو! کیا اِسقدر تباہیوں اور بربادیوں کے باوجود اَب بھی تم رشوت سے باز نہیں آؤگے؟؟؟

حرام کا وَبال

مذکورہ احادیثِ مُبارکہ میں سے ایک حدیثِ پاک میں رشوت کو خالص حرام قرار دیا گیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ از روئے شرع حرام مال کا کتنا وبال ہے؟ چنانچہ اس سلسلے میں درج ذیل روایات ملاحظہ ہوں۔ ◯ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص حرام کا ایک لُقمہ کھائے گا اُس کی چالیس راتوں تک نماز قبول نہیں ہوگی۔" (مسند الفردوس)۔ ◯ حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "جس کا کھانا پینا، لباس اور غذا حرام ہو تو اُس کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔" (مسلم شریف)۔ ◯ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک موقع پر فرمایا کہ "جو شخص دس درہم میں کوئی کپڑا خریدے اور اُس میں ایک درہم حرام کا ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی نماز قبول نہ فرمائے گا جب تک کہ وہ کپڑا اُس کے اُوپر رہے گا" (مسند امام احمد)۔ ◯ ایک حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص حرام مال کماتا ہے اور پھر اُس سے عزیزوں کی امداد کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے یا خُدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے یہ سب حشر کے دِن جمع کیا جائے گا اور اس کے ساتھ جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔" (ابوداؤد)۔ ◯ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "جنّت میں وہ جسم نہ جائیگا جس نے حرام غذا سے پرورش پائی۔" (بیہقی شریف)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِن تمام حدیثوں سے حرام مال کے وبال کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے اور چونکہ رشوت بھی حرام ہے لہٰذا اِس کو استعمال کرنے والا بھی اُن ہی سزاؤں کا مستوجب ہوگا جن کو مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔ یہاں پہ ایک اور بات بھی قابلِ ذکر ہے وہ یہ کہ بعض لوگ رشوت کے سودے کراتے ہیں اور درمیان میں لین دین کا واسطہ بنتے ہیں یہ لوگ بھی شریعت کے لحاظ سے اُتنے ہی مجرم ہیں جتنے کہ رشوت لینے اور دینے والے مجرم ہیں۔ ( ) چنانچہ ایک روایت میں حضورِ اکرم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "رشوت دینے والے پہ، رشوت لینے والے پہ اور اُس پہ جو اِن دونوں کے درمیان واسطہ (یعنی دلال) بن کر کام کرے لعنت ہے۔"

مسلمانو! کیا تم اب بھی اِس بُری روش سے باز نہیں آؤ گے؟ ایک اور بات بھی قابلِ توجہ ہے وہ یہ کہ اسلام کا ایک زرّین اصول ہے کہ "جو چیز تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو۔" کیونکہ ایسا کرنا اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔ اگر کوئی تم سے رشوت طلب کرے تو تم کتنے پریشان ہوگے لیکن تم دوسروں سے رشوت لیکر خوش ہوتے ہو حالانکہ رشوت لینا دوسروں کو ناحق ستانا اور پریشان کرنا ہے اور معاشرے میں فتنہ اور فساد پھیلانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رشوت کو ہر دَور میں نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا گیا ہے اور رشوت لینے والے کو معاشرے کا دشمن سمجھا گیا ہے۔ نیز یہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ خداوندِ قدوس نے قرآن پاک میں بار بار حلال و پاک مال کھانے کی تاکید کی ہے اور حرام سے پرہیز کا حکم دیا ہے اور بلکہ حرام کھانے والوں کو شیطان کا پیروکار قرار دیا ہے۔ ( ) چنانچہ ارشادِ باری ہے کلوا من طیبت ما رزقنکم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(پ۲ سورۃ البقرہ) یعنی ہم نے تمہیں جو پاک رزق دیا ہے اُس میں سے کھاؤ"۔

اور پھر فرمایا یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض حللاً طیباً ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن انہ لکم عدو مبین۔ (پ۲ سورۃ البقرہ)

"اے لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں اُن میں سے کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔ اس آیتِ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ حرام کھانا درحقیقت شیطان کی تابعداری کرنا ہے اور چونکہ شرعی طور پر رشوت بھی حرام ہے لہٰذا رشوت لینے والے بھی قرآن پاک کے فیصلے کے مطابق شیطان کے تابعدار ہیں۔ تو مسلمانو! کیا اب بھی تم رشوت سے باز نہیں آؤ گے ؟؟؟

رشوت اور توبہ

اب سوال یہ ہے کہ آیا رشوت لینے والے کی معافی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے اور اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں گذارش یہ ہے کہ بیشک اگر وہ سچے دل سے توبہ کریں تو اُن کی توبہ ضرور قبول ہو گی جیسا کہ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے کہ "جو لوگ جہالت سے بُرا کام کر بیٹھتے ہیں اور فوراً توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ تعالٰی اُن کو معاف کر دیتا ہے"۔

اور اچھی طرح یاد رکھیں کہ "رشوت کی توبہ" یہ ہے کہ جن جن سے رشوت لی گئی ہے اُن کو واپس کی جائے۔ اور اگر اُن کا پتہ نہ ہو یا کوشش کے باوجود اُن کا پتہ نہ چل سکے تو جتنے جتنے روپے رشوت میں لئے تھے اُتنے ہی اصل مالکان کی طرف سے خیرات کر دیئے جائیں تاکہ آخرت کے مواخذہ سے بچ سکیں۔ اور اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اُس کا مال و کمائی رشوت کی ہو تو اُس کے وارثوں کو اُس کے مال میں سے کچھ نہیں لینا چاہیئے۔ اُن کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ وہ اس مال کو اصل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مالکوں کو واپس کردیں اور اگر مالکوں کا علم نہ ہو تو پھر اس مال کو خیرات کردیں کیونکہ جب حرام مال اصل مالکوں کو واپس کرنا دشوار ہو تو پھر اُس کو خیرات کر دینا ہی بہتر ہے۔ شاید کچھ لوگ یہ بہانے کریں کہ ہمیں یاد نہیں کہ ہم نے کس سے کتنے روپے رشوت میں لئے تھے۔ مگر یاد رکھیں شریعت میں بہانے کام نہیں آتے احتیاط اسی میں ہے کہ جس قدر یاد آئے اُس سے کچھ زیادہ ہی خیرات کر دیا جائے تاکہ گناہ کا شائبہ تک نہ رہے۔ یہاں پر یہ مسئلہ ضرور ذہن نشین رکھیں کہ جب رشوت کا مال خیرات کریں تو اس میں ثواب حاصل کرنے کی ہرگز ہرگز نیّت نہ کریں کیونکہ خیرات ایک عبادت ہے اور رشوت کا مال حرام کا مال ہے اور عبادت کو حرام سے متصل کرنا عبادت کی توہین ہے۔ اسی لئے بعض علماء نے ایسی نیّت کرنے کو ہی کفر قرار دیا ہے۔ بہرحال ایسی خیرات سے اجر و ثواب نہیں ملتا۔ صرف یہ کہ دُنیا و آخرت کی پکڑ سے بچنے کیلئے رشوت کا مال مالکوں کو لوٹا دیا جائے یا پھر فوری طور پہ خیرات کر کے اپنی ملکیت سے نکال دیا جائے۔ اور پھر ربّ کریم کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرما کر ایسے لوگوں کو بخش دیگا۔ اِس کے بغیر توبہ کا قبول ہونا بالکل ناممکن ہے۔

خاتمہ

الحمدللہ: ہم نے قرآن و حدیث کی روشنی میں رشوت کی لعنت پر اور اس کے مختلف پہلوؤں پہ سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کے حرام ہونے کو اظہر من الشمس کر دیا ہے اور اس سلسلے میں بہت سی روایات نقل کر دی ہیں تاکہ اصل مسئلہ قطعی طور پہ واضح ہو جائے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہ رہے۔ مسلمانوں کو خوفِ خدا دلانے کیلئے آخر میں حرام سے بچنے کی مزید دو آیتیں تحریر کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ قل اِنما حرم ربی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق (پ۸ سورۃ الاعراف) " یعنی اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے تمام فحش کاموں کو حرام قرار دیا ہے اُن میں سے خواہ ظاہر کئے جاتے ہوں یا چھپ کر۔ اور ہر گناہ کو اور ناحق کسی پر ظلم و زیادتی کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے " اور چونکہ رشوت لینے والا بھی دوسروں کے ساتھ ظلم کرتا ہے لہذا وہ بھی حرام کا مرتکب ہوتا ہے۔ نیز ارشادِ خداوندی ہے یاایھاالذین اٰمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (پ۵ سورۃ النساء) " اے ایمان والو تم آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ " اور پھر فرمایا ومن یفعل ذٰلک عدوانًا وظلمًا فسوف نصلیہ نارًا وکان ذٰلک علی اللہ یسیرًا۔ (پ۵ سورۃ النساء) " یعنی جو کوئی سرکشی کریگا اور ظلم کے طور پر ایسا کریگا تو ہم عنقریب اُس کو آگ میں ڈالیں گے اور یہ اللہ پر بہت ہی آسان ہے " اور چونکہ رشوت لینا بھی دوسروں کا مال ناجائز طور پر کھانا ہے اسلئے رشوت لینے والے کو بھی لازمی طور پر جہنم میں خدا کے قہر و غضب کا نشانہ بننا پڑے گا۔

تو اے میرے پیارے مسلمان بھائیو اور حکمرانو! اگر جہنم کا عذاب برداشت کرنے کی تم میں ہمت و قوت ہے اور خُدا کے قہر و غضب کو برداشت کرنے کی تمہارے اندر طاقت ہے تو پھر تو بیشک رشوت لیئے جاؤ۔ اور اگر تمہارے اندر خُدا کے عذاب کو برداشت کرنے کی قوت نہیں ہے اور واقعی بلاشک و شبہ نہیں ہے تو خدارا آج ہی رشوت لینے سے توبہ کرو اور سچے دِل سے تائب ہو کر راہِ راست پر آجاؤ تاکہ تمہاری دُنیا و آخرت تباہ و برباد ہونے سے بچ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکے ۔ آخر میں دعا ہے کہ مولائے کریم اس رسالہ کو عوام الناس بالخصوص حکمران طبقہ کے لیے باعثِ ہدایت بنائے۔ اور اس کو بندہ ناچیز کے لیے بخشش کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید

خانیوال

یکم اکتوبر ۲۰۰۰ء

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ ۔ كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ

حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ ۔ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادارہ کی ایک اہم پیشکش

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نام نامی اسم گرامی چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھنا شفا اور برکت حاصل کرنا اور دیگر بزرگ ہستیوں کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کے ثبوت میں کتاب

شفا اور برکت

مؤلف: مولانا محمد انور رضوی

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غربت کے اسباب

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

ناشر

بزم سعید خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غربت کے اسباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ط

تمہید / موجودہ دور میں مسلمان طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہیں ۔
کہیں اُن کو اسرائیل کا خوف ہے اور کہیں وہ بھارت سے خوفزدہ ہیں کہیں
وہ اپنوں کے مظالم کا شکار ہیں اور کہیں وہ اغیار کے ستم کا تختۂ مشق بنے
ہوئے ہیں ۔ کہیں وہ دلی طور پر بے اطمینانی کا شکار ہیں اور کہیں وہ مہنگائی
کی وجہ سے پریشان ہیں ۔

کہیں وہ بے روزگاری سے بے چین ہیں اور کہیں تنگدستی نے ان کا ناک
میں دم کر رکھا ہے ۔ ہمیں اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ آج مسلمان تنگدستی
کا شکار کیوں ہیں اور اس کے اسباب کیا ہیں ؟ ۔ ذیل میں روشن دلائل کے
ساتھ اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے ۔ علامہ اقبال کا ایک بڑا مشہور شعر ہے کہ

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ ۔
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامہ اعمال دیکھ ۔

یعنی ہمارے ساتھ جو کچھ پیش آتا ہے وہ ہماری اپنی ہی بداعمالیوں کا نتیجہ
ہوتا ہے ۔ اِس لئے آج ہم جو تنگدستی کا شکار ہیں اس کی وجوہات بھی کچھ
ایسی ہی ہیں جو درج ذیل ہیں ۔

ذکرِ الٰہی / تنگدستی کا سب سے اہم اور پہلا سبب "ذکر الٰہی سے منہ موڑنا" ہے ۔
اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ۔ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ
فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا ۔ (الآیہ) یعنی جو ہمارے ذکر سے اعراض کرتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی روزی تنگ کردی جاتی ہے۔ ذکر سے مراد نماز اور ہر قسم کی عبادات ہیں جن سے آج اکثر مسلمان غافل ہیں۔

قرآن پاک نہ پڑھنا تنگدستی کا دوسرا سبب گھر میں قرآن پاک ہونے کے باوجود اس کا نہ پڑھنا، ہے۔ آج مسلمانوں نے قرآن کو گھر کی الماریوں کی زینت بنا کر رکھ دیا ہے اور اس کو کئی کئی مہینے کھول کر نہیں پڑھتے۔ اس کے نتیجے میں اس پر گرد و غبار کی تہہ جم جاتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا ۝ (الآیۃ)۔ بیشک صبح کے وقت قرآن اگر پڑھا جائے تو یہ (قیامت والے دن) بندے کے حق میں گواہی دے گا۔ شاعر کہتا ہے ؎

درس قرآن نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا۔ یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا۔

مسجد میں باتیں تنگ دستی کا تیسرا سبب مساجد میں دنیا کی باتیں کرنا ہے۔ سب حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسجدیں اللہ کا گھر ہیں اور عبادت کیلئے بنائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشادِ گرامی ہے۔ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ (الآیۃ)۔ یعنی مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ لہٰذا ان میں صرف اور صرف عبادت ہونی چاہیئے۔ دنیا کی کوئی بات ہرگز نہیں ہونی چاہیئے ؎

مسجد خدا کا گھر ہے عبادت سے کام ہے۔ دنیا کی بات کرنا مطلق حرام ہے۔

نماز میں سستی تنگدستی کا چوتھا سبب نماز کی ادائیگی میں سستی کرنا ہے۔ یعنی وقت بے وقت پڑھنا اور کبھی پڑھنا اور کبھی نہ پڑھنا اس سے روزی تنگ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ہ (الآیۃ)۔ یعنی نماز مومنوں پر اوقاتِ مقررہ میں فرض کی گئی ہے۔ جب نماز میں سُستی اختیار کرنے والوں کی روزی تنگ کر دی جاتی ہے تو جو لوگ بالکل نماز پڑھتے ہی نہیں پتہ نہیں انکا کیا حال ہوگا۔

جھوٹ بولنا تنگدستی کا پانچواں سبب "جھوٹ بولنا" ہے یاد رکھیں کہ جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ہ (الآیۃ)۔ یعنی جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے اور جن پر اللہ کی لعنت ہو گی وہ اسکی رحمت کو کبھی بھی نہیں پا سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس خطا سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

زنا کرنا تنگدستی کا چھٹا سبب "زنا کرنا" یعنی بدکاری کا ارتکاب کرنا ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی بڑی سخت سزا شریعت میں مقرر ہے۔ اگر بغیر شادی شدہ اس جرم کا ارتکاب کریں تو اُن کو سَو کوڑے مارے جائیں اور اگر شادی شدہ مرد و عورت ایسا کریں تو اُن کو سنگسار کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ہ (الآیۃ)۔ یعنی زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یہ انتہائی فحش کا کام ہے۔

گناہ کرنا تنگدستی کا ساتواں سبب "گناہوں میں مشغول رہنا" ہے۔ یعنی ہر وقت کسی نہ کسی بُرائی کا ارتکاب کرتے رہنا غریبی کا سبب بنتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بندے کا کام اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمّے بندوں کو روزی و رزق دینا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر بندے اپنے فرائض سے کوتاہی کرتے ہوئے اس کی عبادت کی بجائے گناہ کے کام کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں روزی کیونکر دے گا۔ لہذا تنگدستی سے بچنے کے لئے گناہوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔

فقیر کو جھڑکنا

تنگدستی کا آٹھواں سبب "فقیر کو جھڑکنا" ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ (پ ۳۰) یعنی سوال کرنے والے (فقیر) کو مت جھڑکو۔ جب وہ سوال کریں تو جو کچھ ہو سکے انہیں عطا کرو۔

ایک روایت میں ہے کہ "خیرات نہ روکو ورنہ تم سے رزق روک لیا جائے گا۔ اور جب رزق نہ ملے گا تو لازمی طور پر پھر تنگدستی ہی ہوگی۔

صبح کو سونا

تنگدستی کا نواں سبب "صبح کے وقت سونا" ہے۔ یاد رکھیں کہ از روئے شرع رات کو جلدی سونا چاہیئے اور صبح کو جلدی اٹھنا چاہیئے۔ جو لوگ صبح طلوعِ آفتاب یا اس کے بعد تک سوتے رہتے ہیں وہ زبردست خسارے کا موجب بنتے ہیں اور اس خسارہ میں دین کا خسارہ، صحت کا خسارہ اور رزق کا خسارہ سبھی شامل ہیں۔

قبرستان میں ہنسنا

تنگدستی کا دسواں سبب "قبرستان میں ہنسنا" ہے آجکل لوگ جنازے کے ساتھ قبرستان جاتے ہیں اور وہاں جا کر بھی ان کے دل میں خدا کا خوف پیدا نہیں ہوتا۔ وہاں بھی وہ ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے رہتے ہیں اور میّت و موت سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذرہ بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ یہ نہ صرف گناہ ہے بلکہ غربت و تنگدستی کا سبب بھی ہے۔

گانا بجانا تنگدستی کا گیارہواں سبب "گانے بجانے میں مشغول رہنا" ہے۔ یہ وبا آجکل بہت عام ہو چکی ہے۔ حالانکہ حدیث پاک کے مطابق گانے کو ایجاد کرنے والا شیطان ہے اور جو لوگ گانے بجانے کے دلدادہ و فریفتہ ہیں وہ شیطان کے پیروکار ہیں اور جو لوگ شیطان کے تابعدار ہیں وہ دنیا و آخرت میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔

والدین کو ایذا دینا تنگدستی کا بارہواں سبب "والدین کو تکلیف پہنچانا" ہے۔ ماں باپ اولاد کے لیئے ایک بہت بڑی نعمت ہیں اور قرآن پاک میں جابجا والدین کی فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کے بعد ماں باپ کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ جو لوگ والدین کی نافرمانی کرتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کا شکار ہوتے ہیں اور غربت اُن کا مقدر بنی رہتی ہے اور ہر وقت وہ پریشان رہتے ہیں اور کبھی بھی خوشحال نہیں ہو سکتے۔

صلۂ رحمی نہ کرنا تنگدستی کا تیرھواں سبب "صلۂ رحمی نہ کرنا" ہے۔ یعنی قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا جابجا ارشاد گرامی ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک اور اچھے اخلاق سے پیش آؤ اور ان کے ساتھ تعلقات بنا کے رکھو اور قطع تعلق نہ کرو۔ یہی صلہ رحمی ہے۔ اگر بلاوجہ رشتہ داروں سے تعلقات توڑ لیئے جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے علاوہ فقیری کا سبب بنتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدقہ نہ کرنا تنگدستی کا چودھواں سبب "صدقہ و خیرات" کا نہ کرنا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ و خیرات دینے سے مال و دولت میں کمی واقع ہو جاتی ہے لیکن درحقیقت یہ شیطانی وسوسہ ہے۔

اور صحیح بات یہ ہے کہ صدقہ و خیرات سے مال میں برکت ہوتی ہے اور اس کے سبب سے دنیا میں ہی مال بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور اس میں بے حد برکت ہوتی ہے۔ اور اس کے برعکس اگر صدقہ نہ کیا جائے تو انسان مال کی کمی کی وجہ سے غربت و تنگدستی کا شکار ہو جاتا ہے۔

میت کے قریب کھانا تنگدستی کا پندرھواں سبب "میت کے قریب بیٹھ کر کھانا کھانا ہے" کیونکہ یہ دراصل ہمارے لئے عبرت کا مقام ہے اور اس موقع پر ہمارے دلوں میں خوفِ خدا پیدا ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر ہم یہاں کھانے میں مشغول ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم خوفِ خدا سے عاری ہیں اور یہ امر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے اور اس سے غربت بھی لاحق ہوتی ہے۔

اولاد کو گالی دینا تنگدستی کا سولہواں سبب "اولاد کو گالی دینا" ہے۔ یہ بیماری (الا ماشاء اللہ) آجکل عام ہو چکی ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کو بات بات پر گالیاں دیتے نظر آتے ہیں حالانکہ گالی دینا اور لعنت ملامت کرنا ایک انتہائی معیوب فعل ہے اور گناہ کے علاوہ رزق کی تنگی کا سبب بھی بنتا ہے لہٰذا جہاں تک ہو سکے ہمیں اس فعلِ بد سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

امانت میں خیانت کرنا تنگدستی کا سترھواں سبب "امانت میں خیانت کرنا" ہے۔ یہ کام بھی ایک بہت بڑا گناہ ہے اور یہ منافق کی ایک نشانی بھی ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "منافق کی تین نشانیاں ہیں. جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے. جب وعدہ کرتا ہے تو اسکی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو اُس میں خیانت کرتا ہے" (الحدیث)۔

ذخیرہ اندوزی کرنا تنگدستی کا اٹھارہواں سبب "ذخیرہ اندوزی کرنا" ہے یعنی غلّہ و دیگر اشیائے صرف اس نیت سے جمع کر کے رو کے رکھنا کہ جب یہ چیزیں مہنگی ہوں گی تو اس وقت فروخت کریں گے یہ گناہ اور لعنت کا کام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اَلْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ"۔ ذخیرہ اندوزی کرنے والا لعنتی ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیئے

راستے میں پیشاب کرنا تنگدستی کا انیسواں سبب "راستے میں پیشاب کرنا" ہے۔ آجکل نہ صرف شہروں بلکہ دیہاتوں میں بھی یہ بیماری عام ہو چکی ہے کہ لوگ شارع عام پر پیشاب کر دیتے ہیں اور اس میں ذرہ بھر بھی شرم یا خوف محسوس نہیں کرتے حالانکہ گناہ کے علاوہ یہ غربت کا سبب بھی ہے اور اس سے بچنے اور پرہیز کرنے میں مسلمانوں کی بہتری ہے۔

غسل خانہ میں پیشاب کرنا تنگدستی کا بیسواں سبب "غسل خانہ میں پیشاب کرنا" ہے۔ یہ مرض بھی آجکل بہت زیادہ ہے کہ لوگ حماموں اور نہانے کی جگہ پر پیشاب کر دیتے ہیں۔ یہ امر نہ صرف گناہ بلکہ غربت کا سبب بھی ہے اور اس سے وسوسے بھی بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو اس فعلِ بد سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

قرآن کو بے وضو چھونا تنگدستی کا اکیسواں سبب "قرآن پاک کو بغیر وضو کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاتھ لگانا،، ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ (الآیۃ)۔ کہ قرآن پاک کو صرف پاک لوگ ہی چھوئیں۔ یعنی بغیر وضو کے کوئی اِس کو ہاتھ نہ لگائے کیونکہ گناہ کے علاوہ اس سے روزی تنگ ہوتی ہے لہٰذا جہاں تک ہو سکے اِس سے بچنا چاہیئے۔

قربانی نہ کرنا تنگدستی کا بائیسواں سبب ،، قربانی نہ کرنا،، ہے۔ قربانی ایک ایسی عظیم الشان عبادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کو بھی اِس کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (پ۳۰) اے محبوب آپ اپنے رب کی نماز پڑھئے اور قربانی بھی کیجئے۔ یاد رکھیں کہ قربانی نہ کرنا اور اس سے جی چرانا غربت و تنگدستی کا ایک اہم ترین سبب ہے۔

مکڑی کے جالے دور نہ کرنا تنگدستی کا تئیسواں سبب ،، مکڑی کے جالے دُور نہ کرنا،، ہے۔ آج کل آپ نے اکثر گھروں میں دیکھا ہوگا کہ جگہ جگہ مکڑی کے جالے لگے ہوتے ہیں اور گھر والے اُن کو دور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے حالانکہ یہ غربت کے علاوہ نحوست کی بھی علامت ہے لہٰذا مسلمانوں کو اور بالخصوص گھریلو خواتین کو آئندہ اس کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

والدین کو نام سے پکارنا تنگدستی کا چوبیسواں سبب ،، ماں باپ کو ان کا نام لے کر پکارنا،، ہے۔ آج کل کے نوجوان طبقے میں یہ بیماری عام پھیل چکی ہے کہ وہ والدین کی پوری طرح قدر و منزلت نہیں کرتے اور ان کا نام لینے کے علاوہ اُن کو بوڑھا یا بڈھا تک کہہ کر پکارتے ہیں اور اس میں وہ ذرہ بھر بھی شرم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محسوس نہیں کرتے حالانکہ گناہ کے علاوہ یہ غربت و تنگدستی کا سبب بھی ہے۔

بغیر ہاتھ دھوئے کھانا تنگدستی کا پچیسواں سبب "بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا" ہے۔ آجکل اکثر مسلمان اِس کا خیال نہیں کرتے۔ حالانکہ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں۔ ایسا نہ کرنا اپنے آپ پر تنگدستی کو مسلّط کرنے کے مترادف ہے۔

آج مسلمان ایسے چھوٹے چھوٹے مسائل کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں اور پھر پریشانیاں اُن کا ہمیشہ مقدر بنی رہتی ہیں اور وہ رو رو کر زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے۔

اوندھا جوتا سیدھا نہ کرنا تنگدستی کا چھبیسواں سبب "اوندھے جُوتے کو دیکھنا اور اُسے سیدھا نہ کرنا" ہے۔ یہ بات بھی آجکل مسلمانوں میں عام ہے کہ وہ اوندھے جوتے کو دیکھ کر خاموشی سے آگے گزر جاتے ہیں اور اِس کو سیدھا کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے حالانکہ ایسا نہ کرنا یعنی جوتے کو سیدھا نہ کرنا بھی غربت لاتا ہے اور مسلمان کے لئے پریشانی کا سبب بنتا ہے۔

ہمیشہ مذاق کرنا تنگدستی کا ستائیسواں سبب "ہمیشہ مذاق میں مشغول رہنا" ہے۔ آج کل اکثر لوگ ہر وقت لایعنی اور بیہودہ مذاق میں مشغول رہتے ہیں حالانکہ یہ ان پڑھ اور جاہل لوگوں کا کام ہے۔ اگر مذاق سنجیدہ، اچھا اور کبھی کبھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اور دین کے مسائل کے بارے میں تو بالکل مذاق نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا مذاق بسا اوقات حدِ کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ننگے سر بازار جانا غربت و تنگدستی کا اٹھائیسواں سبب "بازار میں ننگے سر جانا" ہے۔ یعنی اگر مرد ننگے سر بازار میں جائے تو اس سے فقیری و محتاجی پیدا ہوتی ہے لیکن آج تو ایسا خطرناک دور آگیا ہے کہ عورتیں بھی ننگے سر بازاروں میں گھومتی نظر آتی ہیں اور پرفیوم و خوشبو وغیرہ سے اس قدر رچی ہوتی ہیں کہ دیر تک ہوائیں کسی گزرنے والے کا پتہ دیتی ہیں۔ مسلمانو۔ خدارا۔ غیرت کرو اور اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اور اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو پردہ کا پابند بناؤ۔

سجدۂ تلاوت نہ کرنا غربت کا انتیسواں سبب "سجدۂ تلاوت کا نہ کرنا" ہے۔ یعنی قرآن پاک میں تلاوت کرتے ہوئے جابجا چودہ سجدے آتے ہیں۔ ان کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ بندہ آیتِ سجدہ جب پڑھے یا سنے تو بہتر ہے کہ اسی وقت سجدہ کرلے۔ اگر اس وقت کسی مجبوری کی بنا پر نہ کرسکے تو بعد میں وہ سجدہ ہر حال میں کرے کیونکہ یہ سجدہ نہ کرنے سے غربت کا اندیشہ ہے۔

مہمان کی عزت نہ کرنا تنگدستی اور غربت کا تیسواں سبب "مہمان کی عزت و خدمت نہ کرنا" اور اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور اس کے آنے سے خوش نہ ہونا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے ہاں کوئی مہمان آجائے تو اسے خوش ہونا چاہیئے اور اسکی خوب خدمت کرنی چاہیئے۔ حضور علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ "تم میں سے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔"

حرفِ آخر مذکورہ بالا سطور میں غربت و تنگدستی کے تیس ۳۰ اسباب اختصار کے ساتھ تحریر کیئے گئے ہیں۔ جو دیگر کتب کے علاوہ "معمولاتِ مشائخ" سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اخذ کئے گئے ہیں۔ اگر ان پر گہری نظر ڈالی جائے اور آئندہ کیلئے ان سے بچنے کا عہد کیا جائے تو ہر مسلمان یقیناً غربت سے نج کر خوشحال ہو سکتا ہے۔

آپ آجکل معاشرہ کے ہر طبقہ پر نظر دوڑائیں اور معاشرہ ہذا کے ایک گروہ علماء کرام وصوفیائے عظام پر نظر کریں تو یہ مؤخرالذکر لوگ کبھی بھی غربت ومہنگائی کے شاکی نظر نہیں آئیں گے کیونکہ یہ لوگ شریعت کی ہر بات کی پابندی کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں اور اللہ ورسول کی نافرمانی سے ہر ممکن طور پر پرہیز کرتے ہیں۔

اگر ہمارے مسلمان بھائی بھی مذکورہ بالا امور کا خاص خیال رکھیں اور شریعت کے پابند بن جائیں تو وہ بھی غربت سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔

دونوں عالم میں تمہیں مطلوب گر آرام ہے۔
اُن کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

وما علینا الا البلغ المبین ۰

تحریر کردہ: محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

یکم دسمبر ۲۰۰۰ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادارہ کی ایک اہم پیشکش

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لینے والے چند مشہور علماء اہل سنت پر جبر و تشدد اور ظلم و ستم کی داستان

جرأتوں کا قافلہ

تالیف:

علامہ ابو کلیم محمد صدیق فانی

آج ہی طلب فرمائیں۔

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک اہم معاشرتی مسئلے پر مدلل ولاجواب کتاب

اسلامی اخلاق

مصنف

مجاہدِ اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف صاحب اختر حانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلامی اخلاق

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

قرآن وسنت اِس اَمر پہ گواہ ہیں کہ ایک مسلمان کا اخلاقِ حمیدہ اور فضائل کریمانہ سے متصف ہونا بے حد ضروری ہے۔ اِن سے اس کا دین بھی مکمل ہوتا ہے اور شخصیت میں بھی چار چاند لگ جاتے ہیں اور اس سے اسکی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت میں بھی سُرخروئی حاصل ہوتی ہے حقیقت یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے اخلاق میں گھُن لگ چکا ہے اور ان کے کردار میں مختلف قسم کی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں اور اسی کے نتیجے میں انہیں ہر جگہ انتشار و زوال کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اگر ہم یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ دینِ اسلام کی دیگر فرض عبادتوں کی طرح اخلاقِ حسنہ کو اپنانا بھی ایک اہم فریضہ ہے اور اس کے بغیر ایک مُسلمان کا ایمان نامکمل رہتا ہے تو یقینی طور پہ ہم شادکامی اور فائز المرامی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ ذیل میں شریعتِ اسلامی کی روشنی میں فضائلِ اخلاق تحریر کئے جاتے ہیں جس پہ عمل پیرا ہو کر مُسلمان دین و دُنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

احادیث وروایات

سب سے پہلے تو یہ بات یاد رکھیں کہ حضور نبیِّ اکرم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بعثت کا اوّلین مقصد ہی اخلاقِ کریمانہ کی تکمیل قرار دیا ہے۔ ○ چنانچہ آپ کا اِرشاد گرامی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق ط یعنی "میں بھیجا ہی اس لیے گیا ہوں کہ میں مکارمِ اخلاق کی تکمیل کر دوں" (الحدیث) ۔ اس روایت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس عظیم پیغام کی کرنوں کو پھیلانے اور اُس کے اِرد گرد مخلوقِ خدا کو جمع کرنے کیلئے جوزبردست اور انتھک جدّ و جہد کی اُس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ لوگوں کے اخلاقِ حسنہ کو مضبوط بنایا جائے اور انہیں پورے طور پر شعائرِ اسلامی کا پابند کیا جائے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خوب اچھی طرح وضاحت فرما دی ہے کہ اگر بندے کا ایمان مستحکم ہوگا تو اس کا اخلاق بھی مضبوط ہوگا ۔ اور اگر اخلاق کمزور ہوگا تو اس کا ایمان بھی اِسی لحاظ سے کمزور ہوگا ۔ ⬭ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسول ! فلاں عورت اپنی نمازوں، روزوں اور صدقات کی کثرت کی وجہ سے بہت مشہور ہے لیکن وہ اپنے پڑوسیوں سے بدکلامی کرتی ہے ۔ فرمایئے اُس کا انجام کیا ہوگا ؟ ۔ آپ نے فرمایا : وہ جہنم میں جائے گی " پھر اُسی شخص نے عرض کیا کہ " ایک اور عورت ہے جس کا نماز، روزہ اور صدقہ تو بہت کم ہے مگر وہ اپنے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی آپ نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی " (مسند امام احمد)

اس حدیث پاک سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اخلاق کا اسلامی عبادات نماز، روزہ اور صدقہ وخیرات وغیرہ کے ساتھ کس قدر گہرا تعلق ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان اور اخلاق لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے ایسے پیوست ہیں کہ دُنیا کی کوئی طاقت انہیں جُدا نہیں کر سکتی ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

○ حضرت اُسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ " ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ لوگ آئے اور انہوں نے سوال کیا کہ اِنسان کو سب سے اچھی کون سی چیز دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا " بہترین اخلاق " (ترمذی شریف)۔ ○ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا گیا کہ " کس مُسلمان کا ایمان سب سے زیادہ مکمل ہے۔؟ " آپ نے فرمایا کہ " جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو " (طبرانی)۔ ○ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ " حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ " کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک محبُوب کون ہے؟ اور قیامت کے دِن مجھ سے سب سے زیادہ قریب کون ہو گا ؟ " آپ نے تین بار یہ سوال دُہرایا۔ لوگوں نے عرض کی۔ حضور ! ضرور بتلیئے۔ آپ نے فرمایا کہ " وہ جو تم میں سب سے زیادہ با اخلاق ہو گا۔" (مسند امام احمد) ○ نیز آپ کا حدیث پاک میں ارشادِ گرامی ہے کہ " قیامت کے دن مومن کے ترازو میں حُسنِ اخلاق سے زیادہ وزنی اور کوئی عمل نہیں ہو گا " (ایضاً)۔ اِن روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ دین حقیقت میں حُسنِ اخلاق ہی کا نام ہے اور حُسنِ اخلاق مُسلمان کے نہ صرف دُنیا میں کام آتا ہے بلکہ آخرت میں بھی کام آئے گا اور نامۂ اعمال میں سب سے زیادہ وزنی یہی عمل ہو گا۔ ○ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ " بندہ حُسنِ اخلاق کے ذریعے آخرت کے عظیم درجات اور بُلند مرتبے حاصل کر لیتا ہے خواہ وہ عبادات میں کمزور ہی کیوں نہ ہو اور اپنی بد خُلقی کی وجہ سے جہنم کے سب سے نیچے والے طبقہ میں پھینک دیا جاتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔" (طبرانی) ◯ ایک اور حدیث پاک میں آپ نے فرمایا کہ "مومن اپنے حُسنِ اخلاق کے ذریعے راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے والے اور دِنوں میں روزہ رکھنے والے کے درجات کو حاصل کر لیتا ہے۔" (ابوداؤد)۔ ◯ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "مسلمان اپنے حُسنِ اخلاق کی بنا پر اُس شخص کے درجہ کو حاصل کر لیتا ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہو اور راتوں کو کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتا ہو۔" (مسند امام احمد)۔ ◯ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مومن کی شرافت اُس کی دینداری ہے۔ مُروّت اس کی عقل ہے اور حُسنِ اخلاق اس کا حسب ہے۔" (رواہ حاکم)۔

اِن تمام احادیثِ مُبارکہ سے حُسنِ اخلاق کی فضیلت و عظمت کا بخوبی پتہ چلتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ ایک مُسلمان کے لیے اس عظیم صفت سے متصف ہونا نہایت ہی ضروری ہے اور اس کے بغیر دُنیا و آخرت میں کامیابی اور کامرانی کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ ◯ ایک اور حدیثِ پاک میں حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں سب سے زیادہ اچھے ہوں۔" (بخاری شریف)۔ ◯ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نرم دِل ہے اور نرم دلی کو پسند کرتا ہے۔ اور نرم دِلی کا وہ جو صلہ عطا فرماتا ہے وہ سختی کے بدلے نہیں دیتا بلکہ اتنا صِلہ وہ کسی بھی دوسری چیز کے بدلے عطا نہیں فرماتا۔" (مسلم شریف)۔ ◯ ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ر حدیث شریف میں آپ کا ارشادِ گرامی ہے کہ " اللہ تعالیٰ نرم دلی کے ساتھ
و ثواب دیتا ہے وہ حماقت کے بدلے نہیں دیتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی
بندے کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو اُسے نرمی عطا فرما دیتا ہے اور جو لوگ نرمی
سے محروم رہتے ہیں وہ ہر خیر سے محروم رہتے ہیں " (طبرانی)
ان روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کو حقیقی کامرانی سے
ہمکنار ہونے کیلئے عمدہ عادات، حسنِ اخلاق اور بہترین خصلتوں کا مظاہرہ
کرنا چاہیئے اور اس سلسلے میں حضور علیہ السلام کے ارشادات و فرمودات سے
کامل راہنمائی حاصل کرنی چاہیئے۔

آپ کا اُسوۂ حسنہ

نیز اِس سلسلے میں خود آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اُسوۂ حسنہ مسلمانوں کیلئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا
ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بہترین تربیّت کی توقع کسی ایسے فرد ہی سے کی جا
سکتی ہے جس کی شخصیت کی طرف نگاہیں اُٹھیں تو اس کے حُسنِ اخلاق سے
فوراً خیرہ ہو جائیں۔ اُس کی شرافت کے گُن گانے لگیں اور خوش ہو کر اُسکی
زندگی سے فائدہ اُٹھانے کی تڑپ دل میں پیدا ہو جائے۔ اور اُس کے نقشِ پا پر
چلنے کی خالص محبت دلوں میں جاگزیں ہو جائے۔ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
ساتھیوں کو جس اخلاق کی دعوت دیتے تھے خود آپ اُس کا ایک بہترین نمونہ تھے
آیئے احادیثِ کریمہ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ارشاداتِ
عالیہ کی روشنی میں دیکھیں کہ حُسنِ اخلاق کے سلسلے میں خود حضور علیہ الصلوٰۃ
والسّلام کا اُسوۂ حسنہ کیسا ہے۔ ؟؟؟ — حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ " رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نہ بد خلق تھے اور نہ بد زبان تھے " (بخاری شریف)۔ ◯ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ " مَیں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دس سال تک خدمت کی۔ بخدا آپ نے کبھی بھی مجھے اُف تک نہ کہا اور نہ ہی کبھی یہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا اور یہ کیوں نہیں کیا " (مُسلم شریف)۔ ◯ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ " رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہ لیا ہاں اگر اللہ کی حدود کو پامال ہوتے دیکھتے تو اُس وقت آپ کا دریائے غضب جوش میں آجاتا۔ اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہ مارا۔ نہ کسی بیوی کو، نہ خادم کو۔ ہاں وہ اللہ کی راہ میں جہاد ضرور کرتے تھے " (مسلم شریف)

◯ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ اس وقت ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے اتنے میں ایک اعرابی نے آپ کی چادر زور سے کھینچ لی یہاں تک کہ اللہ کے رسُول کے کندھے کا کنارہ مجھے نظر آگیا اور چادر کا کنارہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے کندھا کچھ متأثر بھی ہوا۔ پھر اُس اعرابی نے کہا۔ اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم) اللہ نے جو مال تمہیں دے رکھا ہے اسمیں سے کچھ مجھے بھی دے دو۔ آپ یہ سُن کر ہنس پڑے اور اُسے عطیّہ دینے کا حکم دیا " (بخاری شریف)۔ ◯ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ " مَیں نے رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ مُسکراتے ہوئے اور کسی کو نہیں دیکھا " (ترمذی شریف)

◯ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ "اللہ کے رسول گھر میں کیا کرتے تھے"؟ آپ نے جواب دیا کہ "اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے تھے"۔ (مسلم شریف)۔ ⬭ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ با اخلاق تھے۔ میرے ایک بھائی کے پاس جس کا نام ابوعمیر تھا ایک بیمار گوریا تھی جس کا نام نغیر تھا۔ (یہ ایک قسم کا پرندہ ہے) وہ مرگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس چھوٹے بچے سے دل لگی کرتے ہوئے فرمانے لگے یا اباعمیر ما فعل النغیر۔ اے ابوعمیر تمہارے نغیر کو کیا ہوگیا تھا"۔ (بخاری شریف)

اِن تمام روایات سے حضور علیہ السلام کے عظیم اخلاق کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

قرآن پاک میں اسی لئے تو رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط کہ اللہ کے رسول کی زندگی میں (اے لوگو) تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے" اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم تر اخلاق کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ آپ باوجودیکہ کل کائنات کے مالک و مختار ہیں مگر پھر بھی اس قدر زبردست اخلاق کے حامل ہیں کہ اپنے تو اپنے رہے اغیار بھی اس کے معترف ہیں۔ ⬭ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سے بے حد محبت کرتے تھے۔ اُن سے نفرت نہیں کرتے تھے۔ ہر قوم کے شریف اور معزز فرد کی تکریم فرماتے تھے اور اُسے اُن لوگوں پر [illegible] مقرر کرتے تھے۔ آپ اپنے ساتھیوں کی تلاش میں رہتے تھے اور ہر ہمنشیں کو اُس کا حصہ مرحمت فرماتے تھے۔ ہر ساتھی یہی سمجھتا کہ سب سے بڑھ کر میں ہی آپ کے نزدیک معزز ہوں۔ آپ سے جو بھی ضرورت کی چیز مانگتا آپ اُسے عنایت فرماتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یا نرم باتوں سے واپس کر دیتے ۔ آپ کا دریائے رحم وکرم ہر ایک کیلئے عام تھا۔ اور حقوق کے معاملے میں سب لوگ آپ کی نگاہ میں برابر تھے۔ ◯ آپ خوش رو، شریف الطبع، منکسر المزاج اور نرم دِل تھے۔ سخت اور تنگ دِل نہ تھے۔ لڑائی جھگڑا کرنا آپ کی ہرگز عادت نہ تھی اور نہ ہی فحش گوئی آپ کا وطیرہ تھا۔ اور آپ کسی کو لعنت ملامت بھی نہیں کرتے تھے۔ ◯ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام سے زیادہ حُسنِ اخلاق کا مالک اور کوئی نہ تھا۔ جب بھی آپ کے دوستوں یا گھر کے لوگوں نے آپ کو آواز دی آپ نے فوراً لبیک کہا۔ ◯ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہُوا تو آپ کی جب بھی مجھ پر نگاہ پڑی آپ مُسکرا اُٹھے۔
◯ آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مِل جُل کر رہتے۔ اُن سے مزاق بھی فرماتے اُن کے بچوں سے کھیل کود کرتے اور انہیں اپنی گود میں بھی بٹھا لیتے۔ آپ آزاد، غلام، لونڈی اور مسکین سب کی دعوت قبول فرماتے۔ مدینہ شریف سے دُور دراز کے علاقہ کے مریضوں کی بھی عیادت فرماتے اور معذور کا عذر قبول کر لیتے۔

◯ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ جب بھی کوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کان میں چُپکے سے بات کرنا چاہتا تو آپ فوراً اپنا سرِ مُبارک اُس کے قریب کر دیتے اور اس وقت تک نہ ہٹاتے جب تک وہ خود اپنا سَر نہ ہٹا لیتا۔ اور جب بھی کسی نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا تو جب تک وہ اپنا ہاتھ کھینچ نہ لیتا اُس وقت تک آپ اپنا ہاتھ اُس سے نہ چُھڑاتے۔ آپ سے جو کوئی ملتا آپ اُسے سلام کہنے میں پہل کرتے اور اپنے ساتھیوں سے مُصافحہ میں پہل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے۔ جو کوئی آپ کے پاس آتا آپ اس کی تکریم فرماتے۔ بلکہ بااوقات اُس کے لئے اپنا کپڑا بچھا دیتے۔ اور اپنا تکیہ اس کے پیچھے لگا دیتے۔ آپ اپنے ساتھیوں کو بہترین ناموں سے پکارتے اور جب تک کوئی اپنی بات کو ختم نہ کر لیتا آپ اُس کی بات کو نہ کاٹتے۔ ⬭ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی ہدیہ لایا جاتا تو آپ فرماتے کہ اس کو فلاں گھر میں دے آؤ۔ کیونکہ اُس گھر والی عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلی تھی اور اُن سے بے حد محبّت کرتی تھی۔ اگر آپ کے گھر میں کوئی بکری ذبح کی جاتی تو آپ اُس کا گوشت ان کی سہیلیوں کے ہاں ہدیہ بھجواتے۔ ایک بار حضرت خدیجہ کی بہن نے آپ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ایک دفعہ ایک اور عورت آپ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ سے حضرت خدیجہ کا بہترین انداز میں تذکرہ کیا۔ جب وہ چلی گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ عورت میرے گھر حضرت خدیجہ کے زمانہ میں آیا کرتی تھی۔ ⬭ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ جب نجاشی کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ اُنکی خدمت کیلئے خود اُٹھ کھڑے ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ حضور! ہم لوگ ان کی خدمت کے لئے کافی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ہمارے ساتھیوں کی بہت عزت کی تھی لہٰذا ان کی خدمت میں خود کرنا چاہتا ہوں۔ ⬭ آپ تواضعاً فرمایا کرتے تھے کہ میں خدا کا ایک بندہ ہوں۔ جس طرح دوسرے لوگ کھاتے ہیں میں بھی اسی طرح کھاتا ہوں اور جس طرح دوسرے لوگ بیٹھتے ہیں میں بھی اسی طرح بیٹھتا ہوں۔ آپ جب خچر یا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی اور سواری پر سوار ہوتے تو کسی نہ کسی کو اپنے پیچھے بٹھا لیتے۔ آپ فقراء کو اپنی صحبت میں بٹھاتے اور خود اپنے ساتھیوں میں گھل مل کر بیٹھتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار ایک ردی کجاوہ پر بیٹھ کر حج کیا جس پر ایک پھٹی پرانی چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اس وقت فرمایا۔ اے اللہ! یہ میرا حج ہے جس میں نہ کوئی ریا ہے اور نہ کوئی دکھاوا۔ اور جب مکہ شریف فتح ہوا اور مسلم فوجیں شہر میں داخل ہوئیں تو آپ کا سر مبارک کجاوہ پر تواضع و انکساری کی وجہ سے اتنا جھکا ہوا تھا کہ کجاوہ کے اگلے حصے کو چھو رہا تھا۔

آپ خاموش طبع تھے۔ بغیر ضرورت کے گفتگو نہیں کرتے تھے اور جو کوئی خوش اخلاقی سے بات نہ کرتا آپ اس سے اعراض فرماتے۔ آپ کی گفتگو دو ٹوک ہوتی تھی۔ آپ کے مقدس چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ طاری رہتی تھی۔ آپ کی مجلس حلم و بردباری اور خیر و معروف کی مجلس ہوتی تھی۔ نہ اس میں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ اس میں کسی کی عیب جوئی ہوتی۔

جب آپ لب کشا ہوتے تو تمام ساتھی ایسے خاموش ہو جاتے کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ جب چلتے تو درمیانی چال چلتے۔ اس میں نہ گھبراہٹ ہوتی نہ جلدی اور نہ سستی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام ایسی گفتگو فرماتے کہ اگر کوئی الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

خاتمہ

مندرجہ بالا سطور میں اسلامی اخلاق کی خوبیوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور متعدد احادیث شریفہ کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سخت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طبیعتوں اور سرکش خصلتوں کو مضبوط و مستحکم اخلاق ہی صحیح معنوں میں کنٹرول کر سکتا ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جبر و اکراہ سے کسی کے اندر خوبیاں پیدا کرنا اور اُسے اخلاقِ کریمانہ سے متصف کرنا قطعی ناممکن ہے۔ بھلا اسلام کو کسی بھی شخصیت کو اخلاق و نیکی کی طرف لانے اور اُسے صحیح راہ پر گامزن کرنے کیلئے سختی کی کیا ضرورت ہے؟ اسلام کے نزدیک معاشرے میں شر اور بداخلاقی پھیلنے میں خود اِس سوسائٹی کا بڑا رول ہوتا ہے۔ اِسی طرح نیکی اور اچھائی کی اشاعت میں بھی معاشرہ اہم کردار ادا کرتا ہے"۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس سلسلے میں ایک قاتل کا واقعہ بیان کیا ہے جو اپنے جرائم اور بداخلاقیوں سے توبہ کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے اُس سرزمین کے سب سے بڑے عالم کا پتہ پوچھا اُسے ایک عالم دین کا نام بتایا گیا۔ وہ اُس کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ مَیں نے سو قتل کیے ہیں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اُس عالمِ دین نے جواب دیا۔ ہاں ہاں! فلاں جگہ پر چلے جاؤ وہاں اللہ کے کچھ خاص بندے رہتے ہیں تم بھی جاکر اُن کے ساتھ عبادت میں مصروف ہوجاؤ اور اپنی بستی میں واپس نہ آنا کیونکہ یہ بہت بُری جگہ ہے (بخاری شریف)۔ اِسی واقعہ کی ایک دوسری روایت یوں ہے کہ وہ ایک راہب کے پاس آیا اور اُس کے سامنے پورا قصّہ بیان کیا۔ راہب نے کہا کہ تُو نے بہت بڑی غلطی کی ہے اب یہاں سے قریب دو گاؤں ہیں۔ ایک کو "نصرہ" کہا جاتا ہے (یعنی اللہ کے مددگار) اور دوسرے کو "کفرہ" کہا جاتا ہے (یعنی خدا کا انکار کرنیوالے) نصرہ کے لوگ جنّتیوں والے کام کرتے ہیں اور اس گاؤں میں کسی دوسرے طریقے کا پابند شخص نہیں رہ سکتا۔ اور کفرہ کے باشندے جہنمیوں والے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کاموں میں مشغول ہیں اور اُن میں کسی دوسرے طریقے کی گنجائش ہی نہیں ہے تم
نصرہ کے لوگوں کے پاس جاؤ۔ اگر تم وہاں رہ گئے اور اُن جیسے کام کرنے لگ گئے
تو تمہاری توبہ کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں رہے گا۔" (طبرانی)

اِس حدیثِ پاک سے اظہر من الشمس ہے کہ سوسائٹی اور مُعاشرے کا اچھائی یا
بُرائی کے پھیلانے میں بڑا اہم کردار ہوتا ہے لہذا اوّل تو ہمیں اپنے معاشرہ کے
سنوارنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے اور مُعاشرہ کے غلط افراد کی ہر ممکن
طور پہ اصلاح کرنی چاہیئے۔ حضورِ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی بھی ہے کہ :۔
" تم میں سے جو کوئی بُرائی کو دیکھے تو اُسے مار کر روکے۔ اگر مارنے کی طاقت نہ ہو تو
زبان سے روکے۔ اور اگر زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہ ہو تو پھر کم از کم اُس بُرائی
کو اپنے دِل میں بُرا جانے اور یہ ایمان کا انتہائی کمزور درجہ ہے۔" (الحدیث)۔
اور یہ بھی ایک امرِ حقیقت ہے کہ کسی میں حُسنِ اخلاق یک بیک پیدا نہیں کیا جا سکتا بلکہ
اس کیلئے تدریج اور ٹھہراؤ درکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے ارتقاع اور فروغ کیلئے
ایسے اعمال کی ضرورت پڑتی ہے جنہیں بار بار سر انجام دیا جائے اور انہیں ہمیشگی
حاصل ہو جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر عبادات کی ادائیگی اور یومِ آخرت
کی تصدیق اور اُس کے عذابوں سے ہمیشہ ڈرتے رہنا وغیرہ وغیرہ۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ایک مُسلمان کو حُسنِ اخلاق کی دولت سے مالا مال ہونا
نہایت ضروری ہے اور اس کے بغیر نہ وہ دنیا میں کامیاب ہو سکتا ہے اور نہ
اُس کی آخرت سنور سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو صراطِ
مستقیم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

عفو ودرگذر

تالیف:

مجاہد اہل سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم○

تمہید

موجودہ دور ایک نہایت پر آشوب اور خطرناک دور ہے۔ ہر طرف لڑائی جھگڑے عام ہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر قتل ہو جانا معمولی بات ہے۔ ہر سمت فتنہ و فساد کا دور دورہ ہے۔ لوگ معمولی سی بات پر مشتعل ہو کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں غرضیکہ امن و سکون بالکل غارت ہو چکا ہے۔ ان تمام حالات کا صحیح حل اسلامی تعلیمات کو اپنانے میں مضمر ہے اسلام کی آفاقی و عالمگیر تعلیمات میں سے ایک تعلیم ہمیں یہ بھی دی گئی ہے کہ ہم لڑائی جھگڑوں کے وقت اپنے غصہ کو قابو میں رکھیں، صبر و تحمل سے کام لیں اور عفوو درگزر کی صفت کو اپنائیں۔ اگر ہم واقعی اپنے اندر یہ صفت پیدا کر لیں تو ہمارا معاشرہ صحیح معنوں میں جنت کا نمونہ بن جائے اور ہر طرف امن و امان پیدا ہو جائے۔ بنابریں ذیل میں "عفوو درگزر" کے موضوع پر چند روایات پیش کی جا رہی ہیں۔ اس امید پر کہ ۔ شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

قرآنی ارشادات

عفوو درگزر یعنی کسی کی غلطی کو معاف کر دینا ایک ایسی بہترین صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے قرآن پاک میں اپنے پیارے محبوب علیہ السلام کو بھی اس کے اپنانے کا حکم دیا ہے○ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فبما رحمته من اللّٰه لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(پ ۴ سورۃ آل عمران) یعنی اللہ تعالٰی کی یہ کتنی بڑی رحمت ہے کہ آپ لوگوں کے لئے نرم مزاج ہیں اور اگر آپ سخت اور سنگ دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بکھر جاتے○ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔ **خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین** ○ یعنی معاف کرنے کی عادت ڈالو اور نیک کاموں کا حکم دو اور جاہلوں سے دور رہو۔ ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالٰی واضح طور پر عفوو درگزر کی صفت کو اپنانے کا حکم دے رہا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالٰی کے اسمائے گرامی میں سے ایک اسم "**عفو**" بھی ہے۔ یعنی وہ خود بھی اپنے بندوں کی غلطیوں کو معاف کرتا ہے اور ہمیں بھی اسی بات کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے **والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس**○ (الایتہ) یعنی اللہ کے بندے غصہ کو کھا جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں○ نیز فرمایا۔ **او تعفوعن سو فان اللہ کان عفواً قدیرا**○ (الایتہ) یا کسی کی برائی کو معاف کردو تو بیشک اللہ تعالٰی معاف کرنے والا اور قدرت والا ہے○ ایک اور جگہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے۔ **فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظالمین**○ (الایتہ) یعنی جو معاف کردے اور صلح کرے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور بیشک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ان آیات کریمہ کے مفہوم و معنی پر ذرا غور کیجئے کہ اللہ تعالٰی بار بار لوگوں کو "عفوو درگزر" کی صفت کو اپنانے کا حکم دے رہا ہے اور ساتھ ہی فرمارہا ہے کہ ایسا نہ کرنے والے ظالم لوگ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی اخلاق میں عفوو درگزر کو خاص اہمیت حاصل ہے اور اسلام کی اشاعت میں اس صفت کا بہت زیادہ دخل ہے۔ اس کا مفہوم و معنی یہ ہے کہ "انتقام لینے یا سزا دینے کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قدرت رکھنے کے باوجود محض اللہ کی رضاو خوشنودی کے لئے کسی کی غلطی یا لغزش کو معاف کردیا جائے○

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ **ولمن صبر وغفران ذلک لمن عزم الامور**○ (الایتہ) یعنی جو شخص صبر کرے اور بخش دے تو یقیناً" بڑی ہمت کے کام ہیں○ نیز فرمایا **ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم**○ (الایتہ) تم برائی کو نیکی کے ساتھ دور کرو (اور پھر) تم دیکھو گے تمہارے اور اس کے درمیان جو عداوت تھی وہ تمہارا جگری دوست بن گیا ہے۔ ان آیات کریمہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپس کے لڑائی جھگڑوں اور دشمنی کو ختم کرنے کا سب سے بہترین طریقہ ہے کہ ہم صبر سے کام لیں۔ ایک دوسرے کے قصور معاف کردیں اور عفوو درگزر سے کام لیں۔ اگر ایسا کریں تو ہمارا یہ بگڑا ہوا معاشرہ یقیناً" جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اور ہر سمت امن و خوشحالی کا دور دورہ ہو سکتا ہے۔

نبوی فرمودات

علاوہ ازیں حضور نبی کریم ﷺ نے متعدد احادیث مبارکہ میں "عفوو درگزر" کی صفت کو اپنانے کا حکم دیا ہے○ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **ان اللہ رفیق یحب الرفق** اللہ تعالی نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ (مسلم شریف) اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ لڑائی جھگڑوں کے وقت نرمی کو اختیار کرتے ہوئے دوسروں کو معاف کردینا چاہیئے اور انتقام لینے کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قدرت رکھنے کے باوجود بدلہ نہیں لینا چاہئے اور یہی سب سے بڑی بہادری ہے
○ ایک دوسری حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا **وما زاد اللہ رجلا بعفو الا عزا** یعنی جو شخص عفوو درگزر سے کام لیتا ہے اللہ تعالی اس کی عزت میں اور اضافہ کرتا ہے (مسلم شریف) اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک درحقیقت وہ لوگ بڑے معزز اور محترم ہیں جو لوگوں کی غلطیوں کو معاف کردیتے ہیں اور ان کی زیادتیوں سے درگزر کرتے ہیں ○ ایک اور حدیث پاک میں آپ کا ارشاد گرامی ہے۔ **المومنون هینون لینون کالجمل الانف** یعنی مومن لوگ نرم اور بردبار ہوتے ہیں اس اونٹ کی طرح جس کے ناک میں نکیل پڑی ہو (ترمذی شریف) یعنی جس طرح نکیل والا اونٹ نرم مزاج ہوتا ہے اسے جہاں بٹھایا جائے بیٹھ جاتا ہے اور جدھر کھینچا جائے اسی طرف چل پڑتا ہے اسی طرح ایک مومن آدمی کو بھی نرم اور بردباد ہونا چاہئے اور اسے سختی سے ہر ممکن طور پر دور رہنا چاہئے ○ نیز آپ نے فرمایا **ان اللہ اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد** ○ یعنی اللہ تعالی نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ تم عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی سے زیادتی نہ کرے (ابن ماجہ) اس حدیث پاک کی روشنی میں اگر ہم واقعی عاجزی کو اپنالیں اور کسی سے زیادتی کرنے کی بجائے عفوو درگزر سے کام لیں تو ہماری دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی اور دوسروں کے قصور معاف کردینا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت بھی ہے ○ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں **لم یکن رسول اللہ ﷺ یجزی السیئۃ بالسیئۃ ولکن یعفوا ویصفح** کہ رسول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ند ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے تھے بلکہ معاف فرمادیتے تھے
ر ودرگزر سے کام لیتے تھے (ترمذی شریف)○
لب دوسری حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں
ما انتقم رسول اللہ ﷺ لنفسہ فی شی قط الا
ن ینتھک حرمتہ اللہ فینتقم اللہ بھا○ حضور ﷺ
نے کبھی کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا ہاں اگر احکامات خداوندی کی
بے حرمتی ہوئی تو صرف رضائے الٰہی کے لئے اس کا انتقام لیتے تھے (بخاری
شریف) ہم مسلمان اپنے آقا نبی کریم علیہ التحیتہ التسلیم کا امتی
ہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ تو اگر ہم واقعی سچے اور صحیح امتی ہیں تو
ہیں بھی آپ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے عفوو درگزر کی صفت کو اپنا
چاہئے اور لوگوں کے قصور معاف کرنے چاہیں اور اپنے غصہ کو ہروقت قابو میں
رکھنا چاہئے

صبروتحمل

ور عفوودرگزر کی صفت ایک مسلمان میں اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب اس
یں صبروتحمل کا مادہ ہو۔ یعنی کسی کی طرف سے اگر زیادتی بھی ہو تو پھر بھی صبر
سے کام لے اور بدلہ لینے کی کوشش نہ کرے۔ ذرا غور فرمائیں کہ آغاز اسلام
یں نبی کریم ﷺ پر کافروں اور دشمنوں کی طرف سے کس قدر سختیاں کی
گئیں۔ آپ پر طرح طرح کے مظالم کے پہاڑ توڑے گئے۔ آپ پر جنگیں
مسلط کی گئیں۔ آپ کو زہر دیا گیا۔ آپ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا گیا اور آپ
کے ساتھیوں کو اذیت ناک سزائیں دی گئیں لیکن آپ نے پھر بھی صبروتحمل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کامظاہرہ کیا اور کبھی بے صبری کا ثبوت نہ دیا۔ اور آپ صبر و استقامت سے اپنے مشن میں لگے رہے حتی کہ آپ کو بے مثال کامیابی حاصل ہوئی۔ مکہ شریف فتح ہوا اور پوری دنیا میں اپ کا بول بالا ہو گیا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو مسلمان مشکل حالت میں صبر و تحمل کو اپنا لیتا ہے تو بالآخر کامیابی اس کے قدم چومتی ہے ○ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **ان اللہ مع الصابرین**○(پ ۲ سورۃ بقرہ) کہ صبر کرنے کا ساتھ خود خدا دیتا ہے○ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے **انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب**○ (الایتہ) کہ صبر کرنے والوں کو بے حد و حساب اجر و ثواب ملے گا۔ تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے اندر صبر و استقامت اور عفو و درگزر کی صفت پیدا کرے اور یوں اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کا سامان مہیا کرے۔

اسوہ حسنہ

اس سلسلے میں حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر چند واقعات پیش خدمت ہیں۔
حضور ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد جہاں دیگر مقامات پر اسلام کی تبلیغ فرمائی وہاں آپ اس سلسلے میں طائف بھی تشریف لے گئے اور طائف والوں کو دعوت اسلام دی۔ ان ظالم لوگوں نے نہ صرف یہ کہ آپ کی دعوت کو رد کر دیا بلکہ بدمعاش قسم کے لڑکے آپ کے پیچھے لگا دیئے جنہوں نے پتھر مار کر آپ کو لہولہان کر دیا۔ آپ نے وہاں سے ایک باغ میں آکر پناہ لی۔ حضر زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے عرض کیا حضور! ان کے لئے بددعا فرمائیں کہ یہ لوگ ہلاک ہو جائیں نیز مختلف فرشتے بھی آکر عرض کرتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم ان کو تباہ و برباد کردیں لیکن آپ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے امید ہے کہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو خدا کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان لانے والے ہوں گے۔ دیکھئے "عفوو درگزر" کی یہ کتنی اعلیٰ مثال ہے۔ ہمیں بھی آپ کی اتباع میں یہی راستہ اختیار کرنا چاہیئے ○ قریش مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس قدر تنگ کیا اس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ آپ پر پتھر برسائے۔ آپ کے قتل کے منصوبے بنائے۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے۔ آپ کو گالیاں دیں۔ آپ کی شان میں گستاخیاں کیں۔ آپ کو کبھی شاعر کبھی جادوگر اور کبھی پاگل کہا غرضکہ آپ کو ایذا پہنچانے کا ہر حربہ استعمال کیا۔ لیکن جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مکہ شریف کو فتح کیا تو آپ نے فتح مکہ کے موقع پر دشمنوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا **لاتثریب علیکم والیوم اذہبوا فانتم الطقاء** آج کے دن تم پر کوئی گرفت نہیں۔ جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو۔ سبحان اللہ 'عفوودرگزر کی یہ کتنی عمدہ مثال ہے۔

○ ایک روایت میں ہے کہ خیبر کی رہنے والی ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملایا اور پھر اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بطور ہدیہ بھیج دیا۔ آپ نے اس میں سے خود بھی کھایا اور صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بھی کھانا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ یہ گوشت نہ کھاؤ۔ پھر آپ نے ایک شخص کو بھیج کر اس یہودی عورت کو بلایا اور پوچھا کہ کیا تو نے اس میں زہر ملایا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسی گوشت نے جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اس نے کہا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جی ہاں یہ درست ہے۔ میں نے اس میں زہر ملایا ہے اور اس لئے ملایا ہے اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا اور اگر (معاذ اللہ) جھوٹے نبی ہیں تو ہمیں چھٹکارا مل جائے گا۔ یہ سن کر آپ نے اسے معاف کردیا۔(ابوداؤد)

○ حضور نبی ﷺ مسجد نبوی میں صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے مسجد کے اندر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کردیا صحابہ کرام اس کو روکنے کے لئے دوڑے لیکن آپ نے ان کو منع کردیا اور فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو۔ جب پیشاب کرکے فارغ ہوگیا تو آپ نے اسے اپنے پاس بلا کر پیار و محبت سے سمجھایا کہ مسجد ایک مقدس جگہ ہے یہاں پیشاب کرنا منع ہے لہٰذا آئندہ خیال رکھنا۔ وہ شخص چلا گیا تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ پانی ڈال کر اس کو صاف کردو۔ اور پھر فرمایا کہ "اللہ نے تم کو نرمی کرنے والا بنایا ہے نہ کہ تنگی اور سختی کرنے والا" (بخاری شریف) ان تمام واقعات سے ہمیں حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کا درس ملتا ہے۔ ہمیں آپ کی فرمانبرداری کو اختیار کرتے ہوئے ہر سخت اور مشکل کام میں عفوودرگزر سے کام لینا چاہئے اور کسی انتقام لینے کا سوچنا تک نہیں چاہئے۔

خاتمہ

یہ حقیقت ہے کہ قرآن وحدیث میں عفوودرگزر کا بار بار ذکر آیا ہے اور یہی اسوہ نبی کریم ﷺ بھی ہے۔ اگر جہان سے عفوودرگزر کو نکال دیا جائے تو کائنات کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے اور دنیا فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن جائے۔ آج ہمارا وطن عزیز جن خطرناک حالات سے دوچار ہے اور ملک میں جس طرح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خونریزی ہو رہی ہے ان حالات میں ہمیں عفوو درگزر کی صفت کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ امن وسکون قائم ہوسکے اور انتقام در انتقام کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ ایک اور بات بھی ذہن نشین رکھیں اور وہ یہ کہ ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں لہٰذا عفوو درگزر کے ساتھ ساتھ ہمیں باہمی طور پر اخوت و محبت کو فروغ دینا چاہیے ہمارے آقا و مولا ﷺ جس پر آشوب دور میں مبعوث ہوئے اس دور میں اخوت و محبت نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ مجسمہ اخوت بن کر تشریف لائے۔ آپ نے ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو باہم شیرو شکر کردیا اور عداوت کو اخوت اور نفرت کو محبت میں بدل دیا۔ آپ نے قیامت تک کے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا○ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں○ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے جھٹلاتا ہے نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے○ تم مسلمان آپس میں ایک عمارت کی مانند ہو جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ السلام نے تو غیر مسلموں کے ساتھ بھی حسن اخلاق اور حسن سلوک کی تعلیم دی۔ حاتم طائی کی بیٹی کو قید کرکے آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو اس کا سرننگا تھا۔ آپ نے اپنی چادر مبارک اس پر ڈال کر اس کے سر کو ڈھانپ دیا۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ تو کافر باپ کی کافر بیٹی ہے۔ آپ نے فرمایا ۔بیٹی ''بیٹی'' ہے۔ چاہیے اپنی ہو یا کسی اور کی ہو۔ اسی طرح ایک دن آپ صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ ایک یہودیکا جنازہ گزرا۔ آپ کھڑے ہوگئے' ورثاء سے تعزیت فرمائی لور چند قدم تک ساتھ چلتے گئے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ حضور ﷺ ! یہ دشمن اسلام کا جنازہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موت دشمنوں پر بھی آتی ہے اور اپنوں پر بھی آتی ہے۔اللہ اکبر۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں اخوت و محبت کو اپنائیں۔صبرو تحمل کی عادت ڈالیں اور عفوودر گزر کو اپنے لئے حرز جان بنائیں۔ اگر ہم ان امور پر صدق دل سے عمل پیرا ہو جائیں تو ہمارا یہ بگڑا ہوا معاشرہ جنت کا نمونہ بن سکتا ہے۔

اللہ تعالی ہم سب مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات کو اپنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

تحریر کنندہ:۔ محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال
خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال
یکم دسمبر ۱۹۹۶ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا ووٹ کا استعمال ضروری ہے؟

از قلم: مولانا محمد حنیف اختر (خانیوال)

ملک میں عام انتخابات بہت جلد ہونے والے ہیں- سیاسی پارٹیاں اس کی بھرپور تیاری کر رہی ہیں- لوگوں کو ووٹ ڈالنے کی مسلسل ترغیب دی جا رہی ہے- عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ووٹ ایک مقدس امانت ہے اور اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے - اور ہر حال میں استعمال کرنا چاہئے- ووٹ کے امانت ہونے کی حد تک تو ہم بھی متفق ہیں لیکن اس کو ہر صورت میں استعمال کیا جائے اس سے ہمیں اختلاف ہے- شرعی طور پر امانت کو اس کے اہل کے سپرد کرنا چاہئے' نااہل کے سپرد نہیں کرنا چاہئے- قرآن پاک میں ارشاد باری ہے- ان اللہ یامرکم ان تؤدو الامانات الی اھلھا- (الایۃ) یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کرو- اور حضور علیہ السلام نے حدیث پاک میں فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں- پہلی یہ کہ جب وہ بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا- دوسری یہ کہ جب وہ وعدہ کرے گا تو اس کی خلاف ورزی کرے گا اور تیسری یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے گا اور چونکہ ووٹ بھی ایک مقدس امانت ہے لہٰذا اس کو بھی اس کے اہل اور حقدار کے سپرد کرنا ضروری ہے ورنہ یہ امانت میں خیانت ہوگی جو ایک مسلمان کے ہرگز شایان شان نہیں- ☆ از روئے شرع ووٹ کا حقدار وہ ہے جو نیک متقی' نمازی' باشرع اور شریعت کا پابند ہو- اور اگر امیدوار بدمعاش' زانی' شرابی' داڑھی منڈا اور شریعت کا باغی ہو تو اس کو ووٹ دینا ہرگز جائز نہیں ہے- بلکہ ایسے امیدوار کو ووٹ دیکر ووٹ ضائع کرنا ہے اور خود گنہگار ہونا ہے- اگر شرابی' زانی اور اسلام کے باغی امیدوار ہوں تو اس صورت میں سرے سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ووٹ کا استعمال کرنا جائز ہی نہیں چہ جائیکہ لازمی اور ضروری ہو اگر ووٹ کا استعمال ہر حال میں ضروری ہوتا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کو اپنا ووٹ لازمی دے دیتے۔ امام عالی مقام کا یزید سے کوئی زمین کا یا جائیداد کا جھگڑا نہ تھا بلکہ جھگڑا صرف اتنا تھا کہ یزید حضرت امام حسین سے اپنے ہاتھ پر بیعت کا طلب گار تھا یعنی صرف آپ کے ووٹ کا خواہاں تھا کیونکہ اس صورت میں اس کی حکومت مستحکم ہوتی تھی مگر امام عالی مقام نے یزید سے فرمایا کہ چونکہ تو زانی اور شرابی ہے لہٰذا میں اپنا ووٹ تجھے ہرگز نہیں دوں گا۔ چنانچہ آپ نے سر کٹوالیا مگر یزید کو اپنا ووٹ نہ دیا۔ یہاں پر جھگڑا صرف ایک ووٹ کا تھا۔ اگر امام عالی مقام یزید کو صرف اپنا ایک ووٹ دے کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے تو" سانحہ کربلا" ہرگز رونما نہ ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ووٹ کا استعمال ہر حال میں ضروری نہیں ہے۔ اگر امیدوار نااہل' نالائق اور زانی و شرابی ہوں تو ایسے لوگوں کو ووٹ نہ دے کر اسوہ حسینی پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر آئندہ انتخابات میں ملک کے عوام نے زانیوں' شرابیوں اور شریعت کے باغیوں کو ووٹ دئے تو پھر سمجھ لینا کہ ہمارا صرف نام کی حد تک اسلام سے تعلق ہے یعنی ہم نام نہاد مسلمان ہیں اور درحقیقت اغیار کے پیروکار ہیں۔ یہ کہنا کہ ووٹ ہر حال میں استعمال کرنا چاہئے یہ انگریزوں کی نقالی ہے اور غیر مسلموں کی پیروی ہے۔ اسلام کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اسلام بہرحال یہی کہتا ہے کہ اگر امیدوار اہل ہوں تو ان کو ووٹ دو اور اگر نااہل ہو تو ان کو ہرگز ووٹ نہ دو اور یہی اسوہ شبیری ہے۔

؎ راہ حق میں اب جنون سرفروشی عام کر
اس طرح روشن حسین ابن علی کا نام کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

منافقت کیا ہے؟

تالیف:

مجاہد اہلِ سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منافقت کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے اس دنیا میں انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے اور انسان کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف عبادتِ خداوندی کرنا ہے جیسا کہ اس آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ○ کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

پھر انسانوں میں مختلف گروہ بن گئے۔ کوئی مسلمان ہے، کوئی کافر ہے۔ کوئی منافق ہے اور کوئی مشرک ہے۔ ان میں سب سے زیادہ خطرناک گروہ منافقوں کا گروہ ہے۔ منافقت کیا ہے؟ اور منافق کسے کہتے ہیں؟ ذیل کی سطور میں اسی امر پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس بات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے۔

(وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم)۔

منافق کی تعریف

منافق کی تعریف یہ ہے کہ ”وہ ظاہری طور پر ایمان لائے اور اندر سے کافر ہے“، یعنی وہ ظاہر میں کچھ ہو اور اندر سے کچھ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جسکا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو اس کو منافق کہتے ہیں مدینہ شریف میں ”عبداللہ بن ابی“ رئیس المنافقین تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ شریف میں تشریف لانے سے پہلے مدینہ والے اس کو اپنا بادشاہ بنانے والے تھے۔ پھر جب حضور علیہ السلام مدینہ شریف میں تشریف لائے تو اہلِ مدینہ نے آپ کو اپنا حاکم و رسول مان لیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبداللہ بن ابی کو اس کا بڑا دکھ ہوا اور وہ ظاہری طور پر مسلمان ہو گیا لیکن در پردہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتا رہا۔

لیکن چونکہ اسلام کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے اس لئے منافق لوگ ہزار ہا کوششوں کے باوجود اسلام کو ذرہ بھر بھی نقصان نہ پہنچا سکے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے انکی منافقت کا پردہ فاش کر دیا اور وہ خائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔

منافق کی قسمیں

منافق کی دو قسمیں ہیں۔ منافق عملی اور منافق اعتقادی، منافق عملی وہ ہے جو اپنے منہ سے تو ایمان لانے کا اقرار کرتا ہے مگر عمل کے وقت اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور قرآنی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ اور منافق اعتقادی وہ ہے جو ظاہری طور پر ایمان لاتا ہے اور دل سے پکا کافر ہوتا ہے:

○ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ٥ (پ۱ رکوع ۲)۔ یعنی کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے ہیں مگر حقیقت میں وہ مومن نہیں ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے سے مراد اسلام کی تمام باتوں پر ایمان لانا ہے۔

قرآن پاک کا یہ اسلوب بیان ہے کہ وہ اللہ اور آخرت کے دن کے ذکر کو تمام ایمانیات کے قائم مقام ٹھہراتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو واضح طور پر غیر مسلم قرار دیا ہے ○ اور اس سے آگے یہ بھی فرمایا ہے
يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ٥ (پ۱ سورہ بقرہ) یعنی یہ منافق لوگ اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں مگر حقیقت میں یہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں لیکن اِن کو اس کا شعور نہیں۔

اس آیتِ کریمہ کے مطابق منافق لوگ مسلمانوں کو اپنے رویہ سے بظاہر تو یہ تاثر دیتے تھے کہ وہ مسلمانوں کے حامی ہیں لیکن درحقیقت وہ مسلمانوں کے خلاف ہر وقت حسد کی آگ میں جلتے رہتے تھے اور ان کی ہر آن یہ خواہش ہوتی تھی کہ مسلمان صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں۔

اس منافقانہ چال سے وہ اللہ اور مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھنا چاہتے تھے لیکن اللہ نے واضح فرما دیا کہ یہ لوگ اللہ اور مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے سکتے بلکہ یہ درحقیقت اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں کیونکہ ان کی اس دھوکہ دہی کی سزا انہی بھگتنی پڑے گی۔

○ نیز ارشاد باری ہے۔ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ج وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ٥ یعنی ان منافقوں کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے بسبب اس کے یہ جھوٹ بولتے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا کہ منافقوں کے دل میں بیماری اور خرابی ہوتی ہے۔ یعنی انکا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور ان کے دل میں کچھ ہوتا ہے اور اس منافقت کا نتیجہ ان کے لئے دردناک عذاب کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منافق کا کردار

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منافقوں کا کردار یہ تھا کہ وہ موت کے ڈر سے خطرناک حالات میں مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیتے تھے لیکن اگر کہیں فائدہ نظر آتا تو پھر ساتھ ہو لیتے تھے۔

منافقوں کے اس کردار پر تاریخ شاہد ہے۔ اکثر جنگوں کے موقعوں پر انہوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ جنگِ احد کیلئے نکلے تو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے تین سو سپاہیوں کے ہمراہ پہلے تو مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہوا پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت راستے سے ہی یہ کہہ کر واپس لوٹ آیا کہ مجھے امید ہے کہ یہ جنگ نہیں ہوگی اور اسطرح اس نے منافقت کا مظاہرہ کیا۔

اسی طرح جنگِ خندق کے موقع پر منافق لوگ پہلے تو مسلمانوں کی فوج میں شامل ہو گئے لیکن جنگ کے موقع پر جب بھوک اور پیاس کی شدت بڑھی تو حضور علیہ السلام کی خدمت میں آ کر اجازت مانگنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے گھر محفوظ نہیں ہیں لہٰذا ہمیں واپس جانے کی اجازت دی جائے۔

○ اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں بیان فرماتا ہے۔ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَۃٌ وَمَا هِیَ بِعَوْرَۃٍ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ہ (سورہ الاحزاب)۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں بلکہ یہ خود راہِ فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ منافق لوگ نہ صرف جنگ کے موقع پر دھوکہ بازی کرتے تھے بلکہ وہ مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش بھی کیا کرتے تھے اور اسی مقصد کیلئے انہوں نے مدینہ شریف میں ایک مسجد تعمیر کی جس کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن پاک کی سورہ توبہ میں مسجدِ ضرار کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ غرضیکہ یہ لوگ اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔

منافق کی نشانیاں

اس ساری تفصیل سے جواب تک تحریر کی گئی منافقوں کی کئی علامات کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً وہ دھوکہ باز ہوتے ہیں۔ بے وفا ہوتے ہیں۔ نقصان دہ ہوتے ہیں اور ان کے ظاہر و باطن میں تضاد ہوتا ہے۔

○ اور ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی منافق کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرتا ہے اور جب وہ وعدہ کرتا ہے تو اسکی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اور منافقوں کے جھوٹ بولنے کی عادتِ بد کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی ذکر کیا ہے۔

○ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (سورہ المنافقون)۔ یعنی اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ منافقوں کی یہ جتنی نشانیاں بیان کی گئی ہیں ہم میں سے ہر مسلمان کو ان کی روشنی میں اپنا اپنا جائزہ لینا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ یہ تمام نشانیاں یا ان میں سے کوئی ایک نشانی ہمارے اندر تو موجود نہیں۔

اگر ساری نشانیاں پائی جائیں تو نفاق خالص ہے ورنہ جس میں جس قدر نشانیاں پائی جائیں اس میں نفاق کا اتنا ہی حصہ موجود ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کل کے ہمارے مسلمان بھائیوں میں تقریباً یہ سب نشانیاں ہی پائی جاتی ہیں اور یہ امر انتہائی افسوس کا باعث ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منافق بے وقوف ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منافقوں کو بے وقوف کا لقب بھی دیا ہے ○ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○ (پ۱ سورہ بقرہ)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایسے ایمان لاؤ جیسے یہ لوگ (یعنی صحابہ کرام) ایمان لائے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لائیں ایسے جیسے یہ بے وقوف لوگ ایمان لائے۔ خبردار یہ (منافق) خود بے وقوف ہیں لیکن یہ جانتے نہیں۔

اس آیت کریمہ میں ایک بات تو قابلِ غور یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا ایمان ایسا پختہ اور شاندار ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو ضرب المثل بنا کر بطورِ مشعلِ راہ منافقوں کے سامنے پیش کر رہا ہے اور اس سے صحابہ کرام کی شان و عظمت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

لیکن افسوس کہ منافقوں نے انہیں بے وقوف کہا۔ اور وہ انہیں بے وقوف اس لئے کہتے تھے کہ صحابہ کرام نے اسلام کی خاطر اپنا مال، اپنی اولاد، اپنی جان اور اپنی ہر متاعِ عزیز کو قربان کر دیا تھا۔ اور منافق اس بات کو بے وقوفی سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ کسی کی خاطر اپنے مال و اسباب اور جان و اولاد کو ختم کر لینا کہاں کی عقلمندی ہے؟ اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ کیا ہماری عقل ماری گئی ہے کہ ہم ان بے وقوف مسلمانوں کی طرح ایمان لے آئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ درحقیقت یہ منافق لوگ خود بے وقوف ہیں لیکن اپنی بے وقوفی کو سمجھتے نہیں اور سمجھیں تو پھر جب ان میں عقل ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب ان میں عقل ہی نہیں تو پھر یہ لوگ خاک سمجھیں گے۔

یاد رکھیں کہ منافقوں کا ٹولہ ایک خطرناک گروہ ہوتا ہے۔ کیونکہ

منافقت کا انجام

جو لوگ ایمان لاتے وہ علی الاعلان اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں اور جنہوں نے کفر کیا وہ کھلم کھلا اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ لیکن منافق لوگوں کا عام طور پر پتہ نہیں چل سکتا کیونکہ ان کی زبان پر کلمہ ہوتا ہے اور دل میں کفر ہوتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کو عام طور پر پہچانا نہیں جا سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت مٹی کی شکل میں تھی تو اس وقت وہ اپنی صورتوں میں میرے سامنے پیش کی گئی اور میں نے جان لیا کہ ان میں سے کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ بطور استہزا کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کے متعلق جو ابھی پیدا نہیں ہوتے یہ جانتے ہیں کہ کون اُن پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ حالانکہ ہم ہر وقت ان کے ساتھ رہتے ہیں اور ان کے پاس بیٹھتے ہیں لیکن یہ ہمیں تو پہچان نہیں سکتے۔

جب یہ خبر حضور علیہ السلام کو پہنچی تو آپ منبر پر جلوہ افروز ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان قوموں کو کیا ہو گیا ہے کہ میرے علم میں طعن کرنے لگ گئے ہیں۔ تم مجھ سے قیامت تک ہونے والی چیزوں کے نام پوچھو میں تمہیں ابھی اس کی خبر دوں گا۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ میرے باپ کا نام کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یارسول اللہ۔ ہم اللہ کے رب ہونے پر۔ اسلام کے دین ہونے پر۔ قرآن کے امام ہونے پر اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ ہمیں معاف فرما دیجئے۔ یہ سُن کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ فَهَل انتم منتهون۔ کیا تم اب باز آؤ گے؟ پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ (تفسیر خازن)۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام منافقوں کو جانتے اور پہچانتے تھے لیکن عام لوگ انہیں جان نہیں سکتے کیونکہ ان کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہے۔ ظاہر میں اللہ و رسول کی تصدیق کرتے ہیں اور باطن میں تکذیب کرتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ اِن منافقوں کا انجام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ (پ سورہ بقرہ) کہ ان کے اسی جھوٹ بولنے کی وجہ سے ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ گویا منافقت کا انجام یہ ہے کہ ایسے لوگ آخر کار اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

○ نیز قرآن پاک میں ارشاد باری ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ (الآیۃ) کہ منافق لوگ جہنم کے سب سے نیچے والے طبقہ میں ہوں گے۔

اِس آیت کریمہ سے بھی منافقین کے انجام کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منافقوں کا حشر بہت بُرا ہوگا۔

ہم کون ہیں

مندرجہ بالا سطور میں منافقین کی مکمل تفصیل بیان کی گئی ہے اِس تفصیل کی روشنی میں ہم میں سے ہر شخص کو اپنے اپنے کردار پر غور کرنا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ منافقوں کی کوئی عادت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و نشانی ہم میں تو نہیں پائی جاتی؟ مثلاً منافقوں کی ایک نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دھوکہ باز ہوتے ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم بھی اپنے کسی مسلمان بھائی کے ساتھ کسی قسم کا دھوکہ تو نہیں کرتے۔ اگر کرتے ہیں تو پھر ہم کون ہیں؟

ان کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ان کے ظاہر و باطن میں تضاد ہوتا ہے ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کہیں ہمارا بھی تو یہی حال نہیں۔ کیا ہم جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ہمارے دل میں وہی ہوتا ہے؟ ہمارے گھر میں اگر مہمان آجائے تو ہم ظاہری طور پر تو خوش ہوتے ہیں۔ کیا دل سے بھی خوش ہوتے ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ مہمان کو ظاہری طور پر تو خوش آمدید کہیں لیکن دل میں کہیں کہ پتہ نہیں اب یہ مصیبت کب ٹلے گی۔ یعنی اگر واقعی ہمارے ظاہر و باطن میں یکسانیت نہیں تو پھر سوچو کہ ہم کون ہیں؟ اسی طرح منافقوں کی ایک نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ امانت میں خیانت کرتے ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کہیں یہ نشانی ہم میں تو نہیں پائی جاتی؟

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ جسمیں امانت نہیں اسکا ایمان نہیں۔ معلوم ہوا کہ امانت میں خیانت بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا۔ (الآیۃ)۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ووٹ بھی ایک مقدس امانت ہے۔ کیا ہم یہ امانت بھی اس کے اہل کے سپرد کرتے ہیں یا نا اہلوں، نالائقوں اور فاسقوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

و فاجروں کو یہ امانت دے دیتے ہیں. اگر ہم کسی بھی قسم کی امانت میں خیانت کرتے ہیں تو پھر ہمیں اس حقیقت پر غور کرنا چاہیئے کہ ہم کون ہیں؟

نیز منافقوں کی ایک نشانی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ بات بات میں جھوٹ بولتے ہیں۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کہیں یہ نشانی بھی ہمارے اندر تو نہیں پائی جاتی؟ کیا ہم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ہ کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔

اگر یہ نشانی بھی ہمارے اندر پائی جاتی ہے تو پھر ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم کون ہیں۔ علاوہ ازیں منافقوں کی ایک نشانی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں۔

ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ کہیں یہ نشانی بھی ہمارے اندر تو نہیں پائی جاتی۔ کیا ہم جو وعدہ کرتے ہیں اُسے پورا کرتے ہیں. ہم میں بعض ہمارے مسلمان بھائی ایسے بھی ہیں جنہوں نے اگر کسی کا قرض دینا ہو تو ہر روز وعدہ کرتے ہیں کہ یہ قرض ہم کل دے دیں گے لیکن دینے کا نام نہیں لیتے۔

حالانکہ قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ (الآیۃ)۔ کہ اپنا وعدہ پورا کیا کرو۔ اگر ہم پھر بھی وعدہ خلافی کرتے ہیں تو پھر ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم کون ہیں؟ اِن حقائق کی روشنی میں ہم میں سے ہر فرد کو اپنے حالات اور کردار کا جائزہ لینا چاہیئے۔

اگر منافقوں والی یہ عادتیں واقعی ہمارے اندر پائی جاتی ہیں تو ہمیں ہمیں سچے دل سے توبہ کرنی چاہیئے اور آئندہ ان سے ہر ممکن طور پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچنا چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی منافقوں کی طرح دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے۔

خاتمہ

الغرض منافقت ایک بہت بُری چیز اور ایک بہت بڑا گناہ ہے: منافقوں کی ایک نشانی قرآن پاک میں یہ بھی بیان کی گئی ہے۔

وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی (الآیۃ)۔

یہ منافق لوگ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی سُستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔ یعنی نمازیں سُست سُست اور بادلِ نخواستہ پڑھتے ہیں: ہم مسلمانوں کو سوچنا چاہیئے کہ ان کی یہ عادتِ بد بھی کہیں ہمارے اندر تو نہیں پائی جاتی؟ کہیں نمازوں کے اوقات میں ہم پر بھی کاہلی و سُستی تو نہیں چھا جاتی۔

کیا ہم بھی نمازیں سُستی سے پڑھتے ہیں یا بالکل پڑھتے ہی نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا محاسبہ کرنے کی اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وما علینا الا البلغ المبین ۰۔

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزمِ سعید خانیوال

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم جون ۱۹۹۹ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گلدستۂ تقاریر

افادات : مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

مرتبہ : محمد نعیم اللہ خاں قادری

جلد دوم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک اہم معاشرتی مسئلہ پر مُدلّل و لاجواب تحریر

سلام کی اہمیت

مُصنّف

مجاہدِ ملت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سلام کی اہمیّت

تمہید موجودہ پُر آشوب دَور میں اسلامی مسائل سے جس قدر غفلت برتی جارہی ہے وہ نہ صرف افسوسناک ہے بلکہ شرمناک ہے۔ لوگ دین کے معاملے میں انتہائی غفلت کا شکار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی اس حالتِ زار پر خون کے آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے۔ مغربی تہذیب نے مسلمان و مسلمان زادوں پر ایسا رنگ چڑھایا ہے کہ سب ہی تہذیب نو کے دلدادہ اور اس پر فریفتہ نظر آتے ہیں۔ انگریزوں جیسی شکل و صورت اور لباس بنانا مسلمان اپنے لیئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ یوں ہی اسلام کے ایک اہم شرعی مسئلہ یعنی " مسئلہ سلام " کے بارے میں بھی مسلمانوں نے اغیار کا طور طریقہ اپنا لیا ہے۔ آجکل اکثر مسلمان ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کرتے نظر آتے ہیں حالانکہ یہ کافروں اور غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔ مسلمانوں کی اسی افسوسناک حالت و روش کے پیشِ نظر ذیل میں سلام کے چند مسائل تحریر کیے جاتے ہیں:-

ع شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں مری بات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلام کا معنیٰ "السلام علیکم" کے لغوی و لفظی معنیٰ ہیں "تم پر سلامتی ہو"۔ اگر ذرا گہری نظر سے اس پر غور کیا جائے تو ان الفاظ سے بالکل صاف واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں کے مابین الفت و محبت اور اخوت و یگانگت پیدا کرنا چاہتا ہے تاکہ سب مسلمان ایک دوسرے کی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات سے سرشار ہوں اور سب ایک دوسرے کے مونس و غمخوار بن جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں دیگر مذاہبِ باطلہ والوں نے بھی آپس میں دوستی و تعارف پیدا کرنے کے لئے بعض الفاظ یا فقرے متعین کر رکھے ہیں مثلاً گڈ مارننگ، گڈ نائٹ، ہیلو ہیلو اور رام رام وغیرہ۔ مگر جو وسعت اسلام کے مقرر کردہ الفاظ "اَلسَّلَامُ علیکم" میں ہے وہ کہیں اور نہیں پائی جاتی۔ مسلمان جب اپنے دوسرے بھائی کو ان الفاظ سے سلام کرتا ہے تو اس کے حق میں گویا دعا کرتے ہوئے بہترین جذبات اور نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہے اور "تم پر سلامتی ہو" کا جملہ ایک ایسا زبردست دعائیہ جملہ ہے جس میں دین و دنیا کی تمام برکتیں اور راحتیں آجاتی ہیں۔

قرآن میں حکم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا۔ (پ۵)

"یعنی جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا وہی کلمات لوٹا دو۔" اس آیتِ کریمہ سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ اگر جواب نہ دیا جائے تو ایسا شخص سخت گنہگار ہوگا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واضح رہے کہ سلام کرنا سُنّت ہے اور شریعتِ اسلامیہ میں ہر جگہ فرض کا ثواب سُنّت سے زیادہ ہے لیکن صرف مسئلہِ سلام ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں سُنّت کا ثواب فرض سے زیادہ ہے۔ اور دوسری بات اِس آیتِ کریمہ سے یہ ثابت ہوئی کہ سلام کا جواب بڑھا کر دینے میں زیادہ فضیلت ہے۔ یعنی اگر کوئی السَّلَامُ علیکم کہے تو تم جواب میں "وعلیکم السلام وَرحمۃُ اللہ" کہو۔ اور اگر کوئی السَّلام علیکم ورحمۃُ اللہ کہے تو تم جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃُ اللہ وبرکاتہٗ کہو۔ اگر بڑھا کر جواب نہ دو تو جواب میں وعلیکم السلام تو ہر حال میں کہو کہ یہ فرض اور حکمِ خداوندی ہے۔ اِسلام میں سَلام کا مسئلہ اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر بھی اللہ تعالےٰ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا۔ (پ۱۸ سورۃ النُّور) "یعنی جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو"۔ اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم پر سلام بھیجو۔ اس کی وجہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ :- لِاَنَّ رُوْحَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاضِرَۃٌ فِیْ بُیُوْتِ الْمُسْلِمِیْنَ۔ "کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے رُوحِ مبارک ہر وقت مسلمانوں کے گھر میں موجود رہتی ہے"۔ نیز سلام کا اسلام میں اس قدر مقام ہے کہ قیامت والے دن فرشتے بھی اللہ کے بندوں کو سلام کریں گے۔

چنانچہ خالقِ کائنات جلّ مجدہٗ کا ارشادِ گرامی ہے وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْہِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔(پ۱۳ سورۃ الرعد) " یعنی فرشتے جنت کے ہر دروازے سے داخل ہو کر جنتیوں کو سلام کہیں گے کہ یہ تمہارے صبر کا بدلہ ہے اور یہ کتنا اچھا مقام ہے " ان آیاتِ کریمہ سے اسلام میں سلام کی اہمیت وافادیت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ اور سلام کی خوبیوں کا بخوبی اظہار ہوتا ہے لہذا ہمیں یہ اچھی صفت اور بہترین خصلت ہر حال میں دل وجان سے اپنانی چاہیئے۔

حدیث میں حکم

بہت سی احادیثِ مبارکہ میں بھی سلام کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ چند احادیثِ مبارکہ درج کی جاتی ہیں:۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سوال کیا گیا کہ اسلام کی کون سی خصلت سب سے زیادہ بہتر ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔ " کھانا کھلانا اور سلام کرنا خواہ اُسے تو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو " (بخاری شریف)۔ اس حدیث پاک کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسلام کی صرف یہی دو بہترین خصلتیں ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کی بہترین خصلتوں میں سے یہ دو بھی ہیں۔ ایک حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اِذَا لَقِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ۔ " تم میں سے جب کوئی اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اُسے چاہیئے کہ وہ اس کو سلام کرے " (ابوداؤد)۔ اس حدیث پاک سے یہ بات عیاں ہو رہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ اسلام مسلمانوں کے درمیان اخوت و محبت کا ایک لافانی سلسلہ قائم کرنا چاہتا ہے اور اسلام اس امر کا خواہاں ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کی تکلیف کو حقیقی طور پر محسوس کریں اور انہیں باہمی طور پر رفع کرنے کی کوشش کریں کیونکہ گرچہ ان کی ظاہری طور پر کوئی جان پہچان نہ بھی ہو پھر بھی اُن کا اسلام کا رشتہ ایک ایسا عظیم الشان رشتہ ہے جو کبھی ختم اور منقطع ہونے والا نہیں ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں آپ کا ارشادِ گرامی ہے:۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ بِالسَّلَامِ۔ " اے لوگو! آپس میں السلام علیکم خوب پھیلاؤ اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی سے کام لو اور رات کو اُٹھ کر نماز پڑھو جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ اگر تم ایسا کرو گے تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے " (الحدیث)۔ اس حدیث پاک سے بھی سلام کی اہمیت ظاہر و واضح ہے اور اس حدیث میں سلام کرنے کو جنت میں جانے کا ایک سبب قرار دیا گیا ہے۔ یعنی مسلمان اگرچہ ایک دوسرے کو جانتے تک نہ ہوں پھر بھی وہ گزرتے ہوئے ایک دوسرے کو سلام ضرور کریں کیونکہ اسلام جیسے مہذب معاشرے کے افراد کے لئے یہ بات انتہائی نامناسب ہے کہ وہ ایک دوسرے کے قریب سے بالکل خاموشی کے ساتھ گزر جائیں کیونکہ سلام کرنے کے لئے کوئی رسمی تعارف یا پہلے سے کوئی شناسائی ضروری نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَءَ بِالسَّلَامِ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

" لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہے جو سلام میں پہل کرے (ابوداؤد)۔ یعنی کوئی شخص یہ تصور نہ کرے کہ اگر میں نے کسی کو پہلے سلام کیا تو اس سے میری شان میں کمی آجائے گی یا میرے مرتبے میں فرق آجائے گا بلکہ اس حدیث پاک کی روشنی میں پہلے سلام کرنے والا رب کی بارگاہ میں سب سے زیادہ شان والا اور سب سے زیادہ مقرب ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهٖ وَاِذَا اَخْرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَهْلَهٗ بِالسَّلَامِ ۔ " جب تم گھر میں داخل ہونے لگو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو۔ اور جب گھر سے چلنے لگو تو انہیں سلام سے ہی الوداع کہو" (بیہقی شریف)۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا:۔ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ ۔ " جب تو اپنے گھر والوں کے پاس پہنچے تو سلام کہہ کیونکہ یہ تیرے اور تیرے گھر والوں کیلئے برکت کا باعث ہو گا" (ترمذی شریف)۔ ان دونوں حدیثوں کے مطابق جب گھر والوں کو سلام کرنے سے گھر میں برکتیں ہوتی ہیں تو اگر راستے میں دوسرے مسلمانوں کو سلام کیا جائے تو پھر کیونکر اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں کا نزول نہ ہو گا۔؟

نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ ۱۔ جب ملے تو اسے سلام کرے۔ ۲۔ جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ ۳۔ جب چھینک آئے تو اس کا جواب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دے۔ ۴۔ جب بُلائے تو اُس کے پاس جائے۔ ۵۔ جب مَر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ ۶۔ اور جو چیز اپنے لیے پسند کرے وہی اس کے لیے پسند کرے" (ترمذی شریف)۔ اگر دَورِ حاضر کے مُسلمان صرف اسی حدیث پاک میں مندرجہ بالا اُمور کو اپنا لیں تو یقیناً ہمارا مُعاشرہ مسرت و شادمانی کا گہوارہ بن سکتا ہے اور ہماری بہت سی مشکلات کا یقینی طور پر خاتمہ ہو سکتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ایک اور حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ " جو شخص پہلے سلام کرتا ہے وہ تکبّر سے بَری ہے" (بیہقی شریف) تمام حضرات کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تکبّر ایک مذموم صفت اور شیطان کی عادت ہے جبکہ تواضع و انکساری حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کی سُنّت ہے لہذا ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کو پہلے سلام کرنے کی عادت کو اپنانا چاہیئے۔

ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ " جو شخص پہلے سلام کرے وہ رحمتِ الٰہی کا زیادہ مستحق ہے" (ترمذی شریف)۔ اس حدیثِ پاک سے بھی پہلے سلام کرنے کی فضیلت کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

ایک دوسری حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ " راستے کا حق یہ ہے کہ۔ ۱۔ نظر نیچی رکھنا۔ ۲۔ تکلیف دہ چیز کو (راستے سے) دُور کرنا۔ ۳۔ سلام کا جواب دینا۔ ۴۔ اچھی بات کا حکم کرنا اور بُری بات سے روکنا" (مسلم شریف)۔ اِس روایت میں بیان کردہ امور کو مسلمان صدقِ دل سے اپنا کر بہت ہی زیادہ اجر و ثواب کے حقدار بن سکتے ہیں بالخصوص

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلام کرنے اور جواب دینے کی اہمیّت اس روائت سے بھی ظاہر ہوتی ہے لہٰذا مسلمانوں کو یہ بہترین صفت ہر حال میں اپنانے کی پوری سعی کرنی چاہیئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ " وہ شخص سب سے بڑا بخیل ہے جو لوگوں کو سلام کرنے میں بُخل کرتا ہے " (الحدیث)

حضرت طفیل بن ابی کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ:-

" میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں جایا کرتا تھا اور آپ مجھے ساتھ لے کر بازار کی طرف نکل جاتے اور جس دُکاندار اور آدمی کے پاس سے گذرتے تو اُسے سلام کہتے ۔ ایک دن میں معمول کے مطابق ان کی خدمت میں گیا تو وہ مجھے بازار لے کر جانے لگے میں نے کہا کہ آپ ہر روز بازار جاتے ہیں نہ کچھ خریدتے ہیں اور نہ ہی کسی محفل میں شریک ہوتے ہیں ۔ تو بازار جانے کا فائدہ کیا ہے ؟ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہٗ نے جواب دیا کہ " بھئی ہم تو صرف وہاں سلام کرنے جاتے ہیں " ان تمام احادیث و روایات سے سلام کی فضیلت و عظمت کا پتہ چلتا ہے۔ بعض لوگ راستے میں آتے جاتے ہوئے نہ سلام کرتے ہیں اور نہ ہی سلام کا جواب دیتے ہیں ایسے لوگ محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے مُطابق بہت بڑے بخیل ہیں اور انہیں اس فعل بد سے فوراً سچے دِل سے توبہ کرنی چاہیئے ۔

چند ضروری مسائل

اب ذیل میں سلام سے متعلق چند اہم و ضروری مسائل درج کیے جاتے ہیں ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ:۔ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے اور اگر بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوگا اور پھر یہ گناہ صرف سلام کا جواب دینے سے دُور نہ ہوگا بلکہ اس کے لئے توبہ کرنی پڑے گی۔ **مسئلہ**:۔ سوار آدمی پیدل چلنے والے کو، چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ **مسئلہ**:۔ چھوٹا بڑے کو سلام کرے یعنی کم عمر کو چاہیئے کہ سلام کرنے میں پہل کرے اور یہ نہ دیکھے کہ بڑا رتبہ و حیثیت میں کم ہے یا بڑھا ہُوا ہے۔ **مسئلہ**:۔ ایک شخص اگر اہلِ مجلس کو سلام کرے اور اہلِ مجلس میں سے کوئی ایک شخص سلام کا جواب دیدے تو وہ سب اہلِ مجلس کی طرف سے کافی ہے۔ **مسئلہ**:۔ ہتھیلی یا انگلی یا سر کے اشارے سے سلام کرنا منع و ناجائز ہے۔ اور اگر کسی کا سلام پہنچانے کا وعدہ کیا جائے تو سلام پہنچانا واجب ہو جاتا ہے۔ **مسئلہ**:۔ رکوع کی حد تک جُھک کر سلام کرنا حرام ہے اور اس سے کم جُھکنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ**:۔ جب کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو اس طرح جواب دیا جائے "عَلَیْہِ وَعَلَیْکُمُ السَّلَام"۔

مسئلہ:۔ خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا جواب دینا بھی ضروری ہے اور واجب ہے۔ جواب کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زبان سے جواب دے اور دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دے مگر چونکہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اور تحریری جواب میں دیر ہو جاتی ہے اسلئے فوراً زبان سے جواب دیدے تاکہ تاخیر سے گنہگار نہ ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ :۔ کئی دفعہ بچے جب سلام کرتے ہیں تو جواب میں بڑے کہہ دیتے ہیں "جیتے رہو"۔ یہ ناکافی ہے اور اس طرح سلام کا جواب نہیں ہوتا۔ سلام کے جواب میں وعلیکم السلام ہی کہنا واجب ہے۔

مسئلہ :۔ جو شخص تلاوتِ قرآن پاک میں مشغول ہو اُس کو سلام کرنا جائز نہیں۔ اِسی طرح اگر اذان ہو رہی ہو تو پھر بھی سلام کرنا جائز نہیں۔ **مسئلہ** :۔ اگر عالمِ دین تقریر یا وعظ کر رہا ہو اور لوگ سُن رہے ہوں تو اس وقت سلام نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص ذکر و عبادت میں مشغول ہو تو اس کو بھی سلام نہ کیا جائے۔

مسئلہ :۔ اگر کوئی شخص پیشاب اور پاخانہ کر کے آ رہا ہو تو اُس کو بھی سلام نہ کیا جائے اور نہ ہی وہ کسی کو سلام کرے جب تک کہ استنجا نہ کر لے اور پاک وصاف نہ ہو جائے۔ اسی طرح اگر کوئی حمام یا غسلخانہ میں ننگا نہا رہا ہے تو اس کو بھی سلام نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ چند اہم مسائل اچھی طرح ذہن نشین کر لیئے جائیں۔

سلام اور غیر مسلم | سلام کے مسائل کے ضمن میں یہ مسئلہ خاص طور پر قابلِ توجہ ہے کہ فاسق، گمراہ، بے دین غیر مسلم اور کافر وغیرہ کو سلام کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں اور بلکہ ان کو سلام کرنا گناہ ہے۔ اور اگر بے دین و کافر وغیرہ سلام کریں تو ان کو اوّل تو جواب ہی نہ دو اور اگر جواب دو تو صرف "وعلیک" یا "وعلیکم" کہو اور کافر کو بقصدِ تعظیم ہرگز سلام نہ کیا جائے کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(ملاحظہ ہو درمختار) ۔ اور اگر کسی ایسی جگہ یا محفل سے گزر ہو جہاں مسلمان
اور بے دین کافر اکٹھے موجود ہوں تو مسلمانوں کا ارادہ کر کے السلام علیکم
کہہ سکتا ہے اُس وقت غیر مسلموں کو سلام کا بالکل ارادہ نہ کرے۔ اسی طرح
جن لوگوں کے عقائد حدِ کفر تک پہنچ گئے ہوں ان کو بھی سلام نہیں
کرنا چاہیئے ۔ اور اگر کافر یا بد مذہب ہمیں سلام کریں تو ہمیں جواب
میں صرف " وعلیک " کہنا چاہیئے ۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ کو بھی سلام
نہیں کرنا چاہیئے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے :-
لَا تَبْدَؤُا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی بِالسَّلَامِ ۔ یعنی یہود و
نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو " شاید کوئی یہ خیال کرے کہ یہ
مسئلہ تعصب ، بداخلاقی اور تنگ نظری پر مبنی ہے کسی کو سلام کرنے
میں کیا حرج ہے ۔ اگر ہم دوسرے سے منہ پھیر کر گذر جائیں تو یہ اخلاق کے
منافی ہے ۔ تو اس کے جواب میں گذارش ہے کہ السلام علیکم اور
وعلیکم السلام کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ دنیا و آخرت میں تمہیں
امن و عافیت اور سلامتی عطا فرمائے ۔ اور قرآنی احکامات و آیات
سے صاف ظاہر ہے کہ کافروں کیلئے آخرت میں فلاح و نجات بالکل
نہیں ہے ۔ اور جب ان کی نجات ہی نہیں ہے تو انہیں السلام علیکم
کہہ کر سلامتی کی دعا دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے بنا بریں کافروں اور بد
مذہبوں کو ہرگز ہرگز سلام نہیں کرنا چاہیئے ۔ پھر شاید کسی کے ذہن
میں یہ سوال آئے کہ اگر کافر ہمیں سلام کریں تو ہمیں حکم ہے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب میں صرف " وعلیک " کہو تو یہ وعلیک ہم پھر کیوں کہیں۔ اس کا بھی تو وہی معنیٰ ہے تو جواباً عرض ہے کہ وعلیک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم پر سلامتی ہو بلکہ سلام کو آخر سے حذف کر دینے کے بعد صرف وعلیک یا وعلیکم کہنے سے مطلب یہ ہوگا کہ " تم پر وہی کچھ ہو جس کے تم مستحق ہو " ہم مسلمانوں کو اس مسئلہ کے سلسلہ میں خاص طور پر محتاط رہنا چاہیئے۔

خاتمہ

مذکورہ بالا سطور میں ہم نے سلام کے فضائل و مسائل تفصیل سے تحریر کرنے کی پوری سعی کی ہے یہ اسلام کا ایک اہم و بنیادی مسئلہ ہے اور اس مسئلہ کے ہر پہلو سے مسلمانوں کو کما حقہ، واقف ہونا چاہیئے۔ ہمیں چاہیئے کہ سلام کے یہ مسائل اپنے ان پڑھ بھائیوں کو بھی پڑھ کر سنائیں اور ہم سب صدقِ دل سے ان پر عمل پیرا ہوں۔ مسئلہ ہذا کی اہمیت وافادیت کے پیشِ نظر رسالہ ہذا کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہیئے اور یہ رسالہ ہر سنی مسلمان کے پاس ہونا چاہیئے۔ تمام سنی ادارے، انجمنیں اور تنظیمیں اس کو زیادہ سے زیادہ چھپوا کر ملک و بیرونِ ملک پھیلانے میں ممد و معاون ثابت ہوں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالہ ہذا کو مسلمانوں کیلئے ہدایت اور بندہ ناچیز کے لئے بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ وما علینا الا البلاغ المبین ہ

تحریر کنندہ :- محمد حنیف اختر صدر مرکزی انجمن غلامانِ مصطفےٰ
اسلام پورہ خانیوال

یکم ستمبر ۱۹۹۰ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت اور پردہ

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورت اور پردہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید ظہور اسلام سے پہلے عورت کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی لوگ عورتوں کو لونڈی سمجھتے اور ان کی خرید فروخت کرتے تھے لڑکیوں کو پیدا ہونے کے بعد زندہ درگور کر دیتے تھے عورتوں کو وراثت میں سے کوئی حصہ نہیں دیا جاتا تھا غرضیکہ معاشرے میں ان کا کوئی مقام نہ تھا۔

جب اسلام آیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ظلمتکدۂ عالم میں جلوہ گری ہوئی تو عورتوں کو بلند ترین مقام عطا کیا گیا اور آپ نے فرمایا کہ "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے" نیز فرمایا کہ "جس گھر میں بیٹی نہ ہو وہ گھر اللہ کی رحمت سے خالی ہے" اور فرمایا کہ "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کا سلوک اپنی بیوی سے بہتر ہو اور میں بھی اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتا ہوں" غرضیکہ اسلام نے عورت کو ماں، بیٹی اور بیوی ہر حیثیت سے زبردست عزت دی اور مردوں کو ان سے حسن سلوک کا حکم دیا۔

پردہ اسلام نے عورت کی شان و عظمت کو بڑھاتے ہوئے اس کیلئے پردے کا حکم دیا۔ یہ حکم ۵ھ میں نازل ہوا۔ ویسے عورت کا لغوی معنی ہی "چھپانے کی چیز" ہے لہٰذا عورت کا کھلم کھلا بغیر پردے اور بغیر حجاب کے شہروں اور بازاروں میں آنا جانا اس کے منشائے تخلیق کے ہی خلاف ہے اور جو عورت اسلام کا قانون توڑ کر بغیر پردے کے گھر سے نکلتی ہے اور جگہ جگہ سیر گشت کرتی ہے وہ درحقیقت معاشرے پر ظلم کی مرتکب ہوتی ہے

مشہور شاعر اکبر الہ آبادی نے اپنے دور میں کہا تھا ؎

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں ۔ اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپکا پردہ وہ کیا ہوا ۔ کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا۔

اکبر الہٰ آبادی نے اپنے دور میں صرف گنتی کی چند عورتوں کو بے پردہ دیکھا تو وہ غیرت سے زمین میں گڑ گئے۔ اگر وہ آج کے اس مغرب زدہ معاشرے میں تقریباً تمام عورتوں کو بے پردہ اور سُرخی پوڈر سے آراستہ دیکھتے تو نہ جانے اُن کی کیا حالت ہوتی۔

آج عورتوں کی بے پردگی میں جہاں خود ان کا قصور ہے وہاں مردوں کو بھی کسی طور پر بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ عورتوں کی اس بے پردگی نے معاشرے میں بہت سے مسائل کو جنم دیا ہے جن میں نظر کی آوارگی، فحاشی و عریانی، حرامی بچوں کی پیدائش، عشق و محبت کی افزائش اور دوسری بہت سی بیماریاں شامل ہیں۔

اسلام عورتوں کا دشمن نہیں بلکہ زبردست ہمدرد ہے اور اس نے پردہ کا حکم عورت کے احترام کے پیشِ نظر ہی دیا ہے۔ آج امریکہ و برطانیہ والے بھی اس امر کو تسلیم کر رہے ہیں کہ اسلام کا پردے والا حکم ایک بہترین حکم ہے اور اس پر عمل پیرا ہو کر ہی معاشرے سے فحاشی کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔

آج مسلمان عورتوں میں کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں کہ جو اپنے گھر سے تو باقاعدہ برقع اوڑھ کر نکلتی ہیں لیکن جب اپنے محلہ سے باہر نکل کر شہر کی حدود میں داخل ہوتی ہیں تو چہرے سے پردہ ہٹا دیتی ہیں اور بغیر پردہ کے شہر گھومتی رہتی ہیں۔ گویا برقعہ پہن کر وہ اعلان کرتی ہیں کہ وہ ہیں تو مسلمان اور اپنے محلہ سے دور جا کر چہرہ کھول کر یہ بتاتی ہیں کہ اُن کا اسلام سے صرف برائے نام تعلق ہے۔

قرآن کی روشنی میں پردے / اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جگہ جگہ عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پ ۲۱ سورۃ الاحزاب) اے عورتو تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ اس آیت کریمہ سے
ثابت ہوا کہ بلا وجہ اور بغیر ضرورتِ شرعی کے عورت کا گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے،
آج کچھ عورتیں اس فرمانِ خداوندی کے خلاف بغاوت کرتی ہوئی کہتی ہیں کہ "
یہ کہنا کہ اسلام نے عورت کا مقام گھر کی چار دیواری کو قرار دیا ہے۔ یہ غلط ہے۔
اس سے عورت کا دماغ پراگندہ ہوتا ہے" افسوس کہ ایسے غلط قسم کے
خیالات اَن پڑھی لکھی عورتوں کے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتی ہیں۔ اللہ
تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلانی والی عورتوں کو اس قسم
کے الفاظ زیب نہیں دیتے۔ پردہ نہ صرف عورت کی شان وعظمت کو بلند کرتا ہے بلکہ
اس کے حسن میں بھی اضافہ کرتا ہے۔

تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جسم کا جو حصہ بغیر کپڑے کے کھلا رہتا ہے وہ
رنگت کے لحاظ سے کالا ہو جاتا ہے اور جو حصے کپڑے کے اندر چھپے رہتے ہیں وہ
بالکل سفید اور چمکدار رہتے ہیں تو اس طرح اگر عورت اپنے سارے جسم کو پردے
میں چھپائے رکھے تو اس کا حسن نہ صرف برقرار رہے گا بلکہ اس کو کسی قسم کے پوڈر
یا رنگ گورا کرنے والی کریم کے استعمال کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ کاش کہ عورتیں
اس راز کو سمجھ جائیں اور پردہ کو اپنا شعار بنائیں۔

• نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ
وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ۔ (پ ۲۲ سورۃ الاحزاب)
اے نبی اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ وہ اپنے
اوپر چادر ڈالی رہیں۔ (یعنی اپنے چہرے ڈھانپ کر رکھیں)۔ اس آیت
کریمہ میں عورتوں کو واضح طور پر پردے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آئیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ" پہلے زمانے میں عورتیں گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے سارے جسم کو چادر سے اچھی طرح ڈھانپ لیتی تھی اور دیکھنے کے لئے صرف ایک آنکھ کھلی ہوتی تھی۔"

یاد رکھیں کہ عورت کے جسم کا تو پردہ ہے ہی نہی۔ اسلام نے تو اس کی آواز کو بھی پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی عورت کو نبی، رسول، امام اور مؤذن نہیں بنایا گیا۔ کیونکہ ان حالات میں آواز کو زیادہ سے زیادہ بلند کر کے لوگوں کو تبلیغ کرنا پڑتی ہے اور اپنی آواز دوسروں کو سنانی پڑتی ہے اور عورتوں کی آواز پر بھی پردہ کا حکم لاگو ہے لہذا عورت کو مذکورہ منصب عطا نہیں کیئے گئے۔

نیز اگر بالفرض کسی عورت کو مجبوری کی بنا پر کسی غیر مرد سے بات کرنی پڑے تو سخت لہجے میں کرنی چاہیئے۔

● چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ (پ ۲۲ سورۃ الاحزاب)۔

ترجمہ:۔ اگر تم اللہ سے ڈرو تو نرمی و نزاکت سے بات نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے اور اچھے طریقے سے بات کیا کرو۔ اس آئیت کریمہ میں واضح طور پر عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر انہیں کسی غیر مرد سے کبھی بات کرنی پڑے تو انتہائی سخت لہجے میں کرنی چاہیئے۔ نزاکت سے ہنس ہنس کے اور مٹک مٹک کے اور آنکھیں گھما گھما کر ہرگز ہرگز بات نہیں کرنی چاہیئے اور اگر عورت کو کسی مرد سے کوئی انتہائی ضروری بات کرنی پڑے تو پردے سے کرنی چاہیئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

● چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ۔ (پ۲۲ سورۃ الاحزاب)۔

ترجمہ:۔ اور اگر تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کی زیادہ طہارت اور پاکیزگی ہے۔ اس آیت کریمہ میں واضح طور پر "حجاب" کا لفظ موجود ہے جس کا معنی "پردہ" ہے۔ اس قدر صاف اور واضح حکم ہونے کے باوجود اگر کوئی نام نہاد مسلمان یا ترقی یافتہ اپ ٹو ڈیٹ یہ کہتا ہے کہ "اللہ کے نزدیک مرد و عورت دونوں برابر ہیں اور یہ ایک ہی گاڑی کے دو پہئے ہیں لہٰذا دونوں کو مل کر شانہ بشانہ کام کرنا چاہیئے اسلام عورتوں کو گھر میں قید رکھنے کا حکم نہیں دیتا"، تو ایسے لوگوں کی عقلوں پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے اور ایسے لوگوں کو اگر اللہ تعالیٰ اور قرآن مجید کا باغی کہا جائے تو ہرگز بے جا نہ ہوگا۔

● نیز قرآن پاک میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ۔ (پ۱۸ سورہ نور)۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اس کے بعد عورتوں کے بارے میں حکم فرمایا۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ۔ (پ۱۸ سورہ نور)۔

اور مومنہ عورتوں سے بھی فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔ ان آیات کریمہ میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا واضح طور پر حکم دیا گیا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے کو ہرگز نہ دیکھیں بلکہ شرم وحیا اور پردہ وحجاب سے کام لیں۔

یاد رکھیں کہ از روئے شرع عورت کو پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے اور اپنے دیور سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ بلکہ ایک حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ۔ کہ دیور تو موت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی چونکہ دیور اور بھابی کو ایک گھر میں ہونے کے باعث تنہائی کے مواقع زیادہ میسر آسکتے ہیں اور ایک حدیث کی رو سے جہاں مرد و عورت دونوں علیحدہ ہوں وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے جو ان دونوں کو ورغلاتا ہے لہذا شریعت نے اس موقع پر پردہ کا حکم لاگو کرکے دونوں کو آزمائش سے بچا لیا ہے۔

حدیث کی روشنی میں قرآن پاک سے ثبوت کے بعد اب حدیث پاک کی روشنی میں پردے کا بیان کیا جاتا ہے

• حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تکنے لگتا ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے" (الحدیث)۔

اس حدیث پاک میں عورت کیلئے پردے کی فضیلت و اہمیت جس انداز میں سکھائی گئی ہے وہ ارباب نظر سے ہرگز مخفی نہیں۔ اس حدیث سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ عورت گھر میں رحمان کے اور گھر سے باہر شیطان کے زیادہ قریب ہوتی ہے لہذا عورت کو باپردہ ہوکر اپنے گھر میں رہنا چاہیئے اور بلاوجہ سیر و تفریح کے لئے گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔

• ام المومنین حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والسلام کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ اتنے میں آپ کے ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ آپ نے مجھے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ پردے میں ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ یہ تو نابینا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ "تم تو نابینا نہیں ہو"۔ (الحدیث)۔

اس حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ جیسے مرد کو یہ حکم ہے کہ وہ کسی غیر عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت کو حکم ہے کہ وہ بھی کسی غیر مرد کو نہ دیکھے۔ یعنی عورت کیلئے پردے کا حکم صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ برقعہ وغیرہ سے اپنے جسم اور چہرے کو چھپائے بلکہ اس کی نگاہ بھی کسی غیر مرد پر نہیں پڑنی چاہیئے۔

● حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضور علیہ السلام نے تمام حاضرین سے پوچھا کہ "عورت کیلئے کون سی بات سب سے بہتر ہے"۔ یہ سن کر سب خاموش ہو گئے اور میں اُٹھ کر گھر آ گیا۔ میں نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ "عورت کیلئے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد انہیں دیکھیں۔ میں نے واپسی آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ جواب عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ "آخر فاطمہ میری لختِ جگر ہے"۔ (الحدیث)۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ عورتوں کیلئے پردے کا حکم اُن کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے دیا گیا ہے اور ان کے حق میں بہتر یہی ہے کہ وہ پردے میں رہیں۔ ایک اور روایت کے مطابق حضور علیہ السلام نے یہ سوال براہِ راست حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اور حضرت فاطمہ نے مذکورہ جواب دیا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ " دو قسم کے جہنمی ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ ہوں گے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دُم جیسے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔

دوسری وہ عورتیں ہوں گی جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔ وہ دوسروں کو اپنی جانب مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ اُن کے سر بختی اونٹوں کے کوہان جیسے ہوں گے۔ یہ دونوں نہ جنت میں جائیں گے اور نہ اس کی خوشبو پائیں گے حالانکہ جنت کی خوشبو دور سے محسوس کی جائے گی " (مسلم شریف)۔

اس حدیث پاک میں بے پردہ رہنے والی عورت کو واضح طور پر جہنمی قرار دیا گیا ہے۔ نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں فرما دیا تھا کہ آخر زمانے میں ایسی عورتیں ہوں گی جو بے پردہ رہیں گی اور اتنا باریک لباس پہنیں گی کہ لباس کے باوجود ننگی نظر آئیں گی۔

آج آپکی یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو چکی ہے۔ کم از کم مسلمان عورتوں کو اس سے عبرت حاصل کرتے ہوئے بے پردگی سے توبہ کر لینی چاہیئے اور اللہ و رسول کے احکامات کا پابند ہو جانا چاہیئے۔

یاد رکھیں کہ لباس پہننے کا مقصد سترِ عورت ہوتا ہے۔ یعنی لباس اس لئے پہنا جاتا ہے کہ اُس سے جسم ڈھک جائے۔ اگر لباس جسم کو نہ چھپائے تو ایسے لباس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اسی طرح عورت کو سر پر دوپٹہ اس طرح لینا چاہیئے کہ سارے سر کے بال اچھی طرح چھپ جائیں۔ اگر دوپٹہ لینے کے باوجود سر کے بال نظر آئیں تو ایسے دوپٹے کا کیا فائدہ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• ایک حدیث پاک میں ہے کہ، حضرت حفصہ بنت عبد الرحمٰن ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے حاضر ہوئیں۔ حضرت عائشہ نے اُسے پھاڑ دیا اور موٹے کپڑے کا دوپٹہ اوڑھا دیا۔" (مشکوٰۃ شریف)

معلوم ہوا کہ ایسے باریک کپڑے اور دوپٹے پہننا جن سے جسم اور بال نظر آئیں مسلمان عورتوں کے شایانِ شان نہیں۔ یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر گلی، محلہ یا شہر میں کسی بے پردہ عورت پر کسی شخص کی اچانک نظر پڑ جائے تو ان میں سے گنہگار کون ہے ؟؟؟

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ • نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ" اے علی ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ دیکھو۔ پہلی نظر تو معاف ہے مگر دوبارہ دیکھنے کی اجازت نہیں۔" (مشکوٰۃ شریف)۔ یعنی اگر بغیر ارادے کے اچانک پہلی نظر کسی عورت پر پڑ جائے تو بندہ گنہگار نہ ہوگا اور اگر پہلی نظر بھی جان بوجھ کر ڈالی تو پھر لازمی گنہگار ہوگا۔

• بلکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ" اللہ تعالیٰ دیکھنے والے مرد اور دیکھی جانے والی عورت پر لعنت فرماتا ہے۔" (مشکوٰۃ شریف)۔ ایسے مرد پر تو اللہ کی لعنت اس لئے ہے کہ وہ بدنگاہی کا جرم کر رہا ہے اور ایسی عورت پر لعنت اس لئے ہے کہ وہ بے پردگی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ تو اے میری مسلمان بہنو! کیا اب بھی تم بے پردگی سے باز نہیں آؤں گی؟

خدارا اس دن کی ہولناکی سے ڈرو جس دن اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا دریا جوش پر ہوگا اور کوئی اس کے عذاب اور اس کی سخت پکڑ سے بچانے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والا نہیں ہوگا۔ دنیا کی چند روزہ عیش و عشرت کی خاطر اپنی آخرت کو خراب نہ کرو اور راہِ راست پر آجاؤ۔

• حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ "معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں سے الٹی لٹکی ہوئی عورتیں دیکھیں جن کے دماغ ہانڈی کی طرح ابل رہے تھے۔ آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ" یہ بے پردہ عورتیں ہیں جو غیر مردوں کو اپنے بالوں کی نمائش کراتی تھیں۔" دیکھا آپ نے بے پردگی کا انجام۔ تو اے میری مسلمان بہنوں! کیا تم اب بھی باز نہ آؤ گی اور کیا تم اب بھی پردے کو نہیں اپناؤ گی۔

• ایک حدیث پاک میں ہے کہ" حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیا گیا۔ جب کہ وہ اس سے پہلے جایا کرتی تھیں۔ عورتوں نے اس بات کی شکائیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی تو آپ نے جواب دیا کہ" اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کو پاتے جو عورتوں میں پیدا ہو گئی ہیں تو وہ بھی انہیں مسجدوں سے اس طرح روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔" (مشکوٰۃ شریف)۔

اس حدیث پاک پر ذرا غور فرمائیں کہ جب خیر القرون کی عورتوں کے متعلق ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم دیا کہ اب ان میں فساد آ گیا ہے لہٰذا یہ اب مسجدوں میں نہیں آ سکتیں تو موجودہ زمانے کی عورتوں کو بلا حجاب بازاروں، مجلسوں، کلبوں، میلوں اور دفتروں میں جانے کی اجازت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کس طرح دی جاسکتی ہے۔ لہٰذا خدارا۔ میری مسلمان بہنو۔ راہ راست پر آجاؤ اور بے پردگی سے باز آجاؤ۔

حرف آخر

الغرض اسلام میں عورت کیلئے پردے کا حکم نہائیت سخت ہے اور فتنہ وفساد سے بچنے کیلئے اس کا پردے میں رہنا بے حد ضروری ہے۔ صرف سات مجبوریوں کی بناپر عورت باپردہ ہوکر شریعت کی مقرر کی ہوئی ہدایات کے مطابق گھر سے باہر جاسکتی ہے۔ وہ سات مقامات یہ ہیں:۔ ۱ ماں باپ کی ملاقات کیلئے۔ ۲ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی مزاج پرسی کیلئے۔ ۳ خدانخواستہ ان میں سے کوئی فوت ہوجائے تو تعزیت کے لئے۔ ۴ محارم رشتہ داروں کی ملاقات کیلئے۔ ۵ اگر دایہ ہو تو اپنے اس کام کیلئے۔ ۶ مُردہ عورتوں کو نہلانے کیلئے۔ ۷ اگر اس پر کسی کا حق ہو یا اس کا کسی پر حق ہو تو اس صورت میں اور مذکورہ تمام صورتوں میں عورت باپردہ ہو کر گھر سے نکل سکتی ہے۔

آخر والی تین صورتوں میں خاوند اجازت دے تو پھر بھی باہر جاسکتی ہے اور اگر اجازت نہ دے تو پھر بھی جاسکتی ہے۔ لیکن یاد رکھیں اور اچھی طرح یاد رکھیں کہ ان صورتوں کے علاوہ۔ غیروں کی ملاقات کیلئے، ان کی عیادت کیلئے، کسی دعوت ولیمہ کیلئے اور بازاروں اور پارکوں میں سیر و تفریح کے لئے گھر سے باہر نہیں نکل سکتی۔ اگر خاوند ان جگہوں پر جانے کی اجازت دے تو عورت کے ساتھ ساتھ وہ بھی گنہگار ہوگا۔ بلکہ بعض لوگ اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو تعلیم کے حصول کیلئے گھر سے باہر جانے کی اجازت دے دیتے ہیں حالانکہ دنیا کی یہ تعلیم ضروری اور لازمی نہیں۔ اصل تعلیم دین کی تعلیم ہے جو عورتوں اور لڑکیوں کے لئے فرض ہے۔ اگر کسی شخص نے سولہ سال انگریزی تعلیم حاصل کر کے ایم اے کیا ہو اور خدانخواستہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا والد فوت ہو جائے اور وہ یہ کہے کہ یا اللہ، میں نے ایم اے کیا ہوا ہے اس ایم اے کا ثواب میرے مرحوم والد کو پہنچا۔ تو یہ ہرگز نہیں پہنچے گا۔ اور اگر کسی نے ایک سال میں قرآن پاک پڑھا ہو اور اس کا ثواب وہ اپنے مرحوم باپ کو پہنچائے تو لازمی پہنچ جائے گا۔

معلوم ہوا کہ دنیا کی تعلیم اصل تعلیم نہیں بلکہ حقیقت میں اصل تعلیم دین کی تعلیم ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو دنیوی و انگریزی تعلیم دلوانے کے لئے سکول اور کالجوں میں نہیں بھیجنا چاہیئے۔ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ فتنہ وفساد کی بنا پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیا گیا جب کہ وہ نہائیت پاکیزہ دور تھا۔ اور آج کا دور تو نہائیت خطرناک اور پُر آشوب دور ہے تو موجودہ دور میں دنیا کی تعلیم دلانے کیلئے عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کو گھروں سے نکلنے کی کس طرح اجازت دی جا سکتی ہے۔

الغرض عورتوں کے لئے پردہ بے حد ضروری ہے۔ اسی میں عورت کی عزت و عظمت ہے اور یہی راستہ اس کے لئے کامیابی و بھلائی کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وما علینا الا البلٰغ المبین ○

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال

یکم مئی ۲۰۰۱ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

شانِ مدینہ منورہ

تالیف:

مجاہد اہل سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شانِ مدینہ منوّرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید مدینہ منورہ اس رُوئے زمین پر وہ عظیم الشان شہر ہے جو خصوصی طور پر حبیبِ خدا سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہے اور جس کی زیارت کرنا ہر مسلمان صاحبِ ایمان کی دلی تمنا ہے۔ یہ شہر صرف حضور علیہ السلام کا ہی پسندیدہ نہیں۔ بلکہ رب کریم جل شانہ، کا بھی یہ ایک محبوب ترین شہر ہے۔ یہ شہر زمین پر ایک بے مثال شہر ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں اس شہر کی محبت نہیں وہ صحیح طور پر مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں۔

مدینہ شریف ایک عظیم اسلامی مرکز ہے اور عشاق مومنوں کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔ مسلمان ہر سال حج کرنے کے لیے جاتے ہیں اور جب تک وہ مدینہ شریف جا کر حاضری نہ دے لیں اس وقت تک وہ اپنے حج کو مکمل ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ عاشق لوگ تو مدینہ شریف کی حاضری کو ہی اصل حج قرار دیتے ہیں کیونکہ مکہ شریف میں جو حج کیا جاتا ہے۔ وہ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہیں۔ ذیل میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں مدینہ منورہ کے فضائل و کمالات درج کیے جاتے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاکہ مسلمان انہیں پڑھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ کر سکیں اور مدینہ شریف کی فضیلت و عظمت سے باخبر ہو سکیں۔

مدینہ کی فضیلت

مدینہ شریف وہ مقدس شہر ہے جو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ شہر ہے۔ اس شہر کی شان و عظمت دنیا کے تمام شہروں سے بڑھ کر ہے۔

★ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَکَّۃَ یعنی مدینہ شریف مکہ مکرمہ سے بھی افضل ہے۔ (طبرانی شریف)

★ دوسری حدیث پاک میں آپ کا ارشاد گرامی ہے اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے کاش کہ لوگ اس حقیقت کو جان لیں۔ (مسلم شریف) اور یہ بھی یاد رکھیں کہ پوری دنیا میں مدینہ شریف ہی ایک ایسا شہر ہے جس کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مقرر کیا ہوا ہے۔

★ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ شِعْبٌ نَقْبٌ اِلَّا عَلَیْہِ مَلَکَانِ یَحْرِسَانِھَا۔ یعنی خدا کی قسم مدینے کے ہر راستے اور دروازے پر دو فرشتے مقرر ہیں۔ جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ (مسلم شریف) اور مدینہ شریف ہی وہ مقدس شہر ہے۔ جس میں دنیا کے ہر شہر سے زیادہ برکت موجود ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

★ چنانچہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفَی مَا جَعَلْتَ بِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃِ اے اللہ! تو مدینے میں اس سے دوگنی برکت دے جو تو نے مکہ مکرمہ میں دے رکھی ہے۔ (بخاری شریف) ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مدینہ شریف ہر سے کامل واکمل اور بہتر وافضل ہے۔ یہی شہر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ ہے اور یہی شہر آپ کا مدفن ہے اور یہی وہ بابرکت شہر ہے کہ جس کے متعلق حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ۔

★ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ طیبہ کی دیواروں کو دیکھ کر اپنی اونٹنی کو تیز کر دیتے اور اگر کسی اور سواری پر ہوتے تو مدینہ طیبہ کی محبت کی وجہ سے اُسے زور سے حرکت دیتے۔ (بخاری شریف)

★ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ طیبہ میں آکر سیر فرماتے اور پھر یوں دعا فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا۔ اے اللہ ہمارے لیے تو مدینہ شریف میں سکون اور اچھا رزق کر دے (الحدیث)

★ نیز ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَہٗ مِنْ اُمَّتِیْ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ وَاَھْلُ مَکَّۃَ وَاَھْلُ الطَّائِفِ۔ یعنی قیامت والے دن میں اپنی امت میں سے سب سے پہلے مدینہ والوں کی شفاعت کروں گا۔ پھر مکہ والوں کی اور پھر طائف والوں کی (طبرانی شریف)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس حدیث پاک سے بھی مدینہ شریف کی فضیلت و عظمت کا بخوبی اظہار ہوتا ہے کہ کل بروزِ حشر مدینہ والے حضور علیہ السلام کی شفاعت کے اوّل حقدار قرار پائیں گے۔

★ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مدینہ شریف کے بقیع اور حرم سے ستر ہزار افراد ایسے اٹھائے گا جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک شخص ستر ہزار افراد کی شفاعت کرے گا۔ اور پھر ارشاد فرمایا وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔ اُن کی چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ (مسند فردوس) اس حدیث پاک سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مدینہ شریف کے طفیل اس میں رہنے والوں پر قیامت کے دن کس قدر اپنے انعامات و اکرامات کی بارشیں نازل فرمائے گا۔

مدینہ اور یثرب

محققین علماء کرام کا فرمان ہے کہ مدینہ شریف کے ایک سو نام ہیں۔ (جذب القلوب)

جن میں زیادہ مشہور نام مندرجہ ذیل ہیں۔ ۱: ارض اللہ، ۲: ارض الہجرت، ۳: طیبہ ۴: طابہ، ۵: مقدسہ، ۶: بیت الرسول، ۷: حبیبہ، ۸: مومنہ، ۹: مبارکہ ۱۰: محفوظہ، ۱۱: معصومہ، ۱۲: ناجیہ، ۱۳: سید البلدان، ۱۴: مظہر، ۱۵: حسنہ ۱۶: جابرہ، ۱۷: جزیرۃ العرب، ۱۸: حرم رسول اللہ، ۱۹: دار السلام ۲۰: شافیہ۔ اس مقدس شہر کا نام پہلے "یثرب" تھا۔ جب نبی کریم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر یہاں تشریف لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا مَنْ سَمّٰی الْمَدِیْنَۃَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرُ اللہ۔ یعنی جو مدینہ شریف کا نام یثرب لے تو اُسے توبہ کرنی چاہیے۔ (مسند امام احمد)

★ ایک اور حدیث پاک میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ "جو شخص ایک مرتبہ یثرب کہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اس کی تلافی کے لیے دس مرتبہ مدینہ کہے۔" (بخاری شریف) آج کل کئی لوگ بالخصوص شعراء حضرات مدینہ طیبہ کو "یثرب" کہتے نظر آتے ہیں۔ مثلاً ایک شاعر کا مشہور شعر ہے ؎

شاہِ مدینہ یثرب کے والی سارے نبی تیرے در کے سوالی

ایسے بدبخت لوگوں کو یثرب کہنے سے سچے دل کے ساتھ توبہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ قیامت تک یہ گناہ نامۂ اعمال میں باقی رہے گا اور کل بروزِ قیامت اس کی یقیناً سزا بھگتنی پڑے گی۔

مدینے کا سفر

مدینہ طیبہ کا سفر ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے۔ سفر خواہ کوئی بھی ہو اس میں بڑی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اشتیاقِ محبوب علیہ السلام کے سبب مدینہ شریف کے سفر میں کوئی مشقت اور تکلیف محسوس ہی نہیں ہوتی۔

★ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ۔ یعنی جس نے مکہ شریف میں آکر حج کیا پھر میری زیارت کے ارادے سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میری مسجد میں آیا تو اس کے لیے دو مقبول حج لکھے جائیں گے (مسند فردوس)
یعنی مدینہ شریف کا ارادہ کرکے زیارت کے لیے جانا بہت بڑے اجر و ثواب
کا ثواب ہے۔

★ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پیارے صحابی حضرت ارقم رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بیت المقدس
جانے کے لیے اجازت طلب کی۔ آپ نے پوچھا کہ تم وہاں کیوں جانا چاہتے
ہو؟۔ انہوں نے عرض کی کہ: "میری وہاں پر کچھ زمین ہے"، اس پر حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری وہاں کی ہزار نمازوں سے یہاں
کی ایک نماز بہتر ہے۔ (طبرانی)

یعنی جب مسلمان مدینہ شریف جائیں تو ایک تو اُن کا مقصود زیارت
روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونا چاہیئے۔ اور دوسرا وہاں مسجدِ نبوی میں
زیادہ سے زیادہ نمازیں ادا کرنی چاہئیں کیونکہ مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنا
بہت بڑے اعزاز اور اجر و ثواب کا باعث ہے۔

★ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں ایک
نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ہزاروں نمازوں سے زیادہ بہتر ہے سوائے
مسجدِ حرام کے۔ (مسلم شریف)

★ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسجدِ حرام میں
ادا کی ہوئی ایک نماز دوسری مسجدوں میں ایک لاکھ نماز سے زیادہ افضل
ہے۔ (ابن ماجہ) ان احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مسجدِ حرام کے بعد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمازوں کا سب سے زیادہ ثواب مسجدِ نبوی کے اندر نماز پڑھنے میں ہے حتیٰ کہ مسجد اقصیٰ میں بھی ادا کی ہوئی نماز سے ہزار گُنا زیادہ فضیلت ہے۔

★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجد حرام میں ایک نماز میری اس مسجد کی سو نمازوں سے بہتر ہے۔ (مسند امام احمد) یعنی دنیا کی تمام مسجدوں سے نمازوں کا ثواب مسجدِ نبوی میں ہزار گنا زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ مسجد اقصیٰ سے بھی ہزار گُنا زیادہ ہے اور مسجدِ نبوی سے مسجدِ حرام میں سو گُنا زیادہ ہے۔

★ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَتْ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔ جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پابندی سے پڑھیں۔ اس طرح کہ اس کی ایک نماز بھی فوت نہ ہوئی تو اس کے لیے جہنم، عذاب اور نفاق سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔ (طبرانی شریف) یہی وجہ ہے کہ حاجی لوگ جب مدینہ طیبہ میں جاتے ہیں تو وہ کم از کم آٹھ دن مدینہ منورہ میں رہ کر مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ ذٰلِکَ فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

مدینے کی کھجوریں

چونکہ مدینہ شریف کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نسبت ہے۔ لہٰذا مدینہ منورہ کی ہر ہر چیز اپنے اندر ایک عجیب اثر رکھتی ہے۔ مثلاً کھجور ایک عام پھل ہے مگر جو تاثیر مدینہ شریف کی کھجور میں ہے وہ دُنیا کے کسی شہر کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھجور میں نہیں ہے۔ مدینہ شریف میں کھجور کی بے شمار قسمیں ہیں۔ بعض مؤرخین نے ان کی تعداد ۱۳۹ تک بیان کی ہے۔ لیکن ان میں ایک کھجور جس کا نام "عجوہ" ہے وہ ہر قسم کی بیماریوں کو دور کرنے کے لیے تیر بہدف ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عجوہ وہ کھجور ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے بویا۔ جذب القلوب)

★ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اِنَّ الْعَجْوَۃَ مِنْ فَاکِھَۃِ الْجَنَّۃِ بیشک عجوہ جنتی میووں میں سے ہے (مسند امام احمد)

★ ایک اور حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت نہار منہ سات عجوہ کھجور کھالے تو اس روز اسے زہر اور جادو نقصان نہ دے گا۔ (بخاری شریف)

★ ایک اور حدیث میں ہے کہ ہر روز سات عدد عجوہ کھجور سات دنوں تک کھانا درد سر کے لیے بے حد مفید ہے۔ (الحدیث)

مدینے کی خاک

مدینہ شریف کی خاک بھی عشاق حضرات کے لیے ایک عجیب وغریب تحفہ ہے۔

★ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ۔ یعنی مدینہ شریف کی خاک جذام بیماری کے لیے شفاء ہے۔ (ابو نعیم)

★ ایک اور حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ یُبْرِئُ الْجُذَامَ۔ خاکِ مدینہ جذام کی بیماری کو دور کر دیتی ہے (حوالہ مذکورہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب خاک مدینہ سے ایسی سخت بیماری دور ہو جاتی ہے تو دوسری بیماریاں اس سے کیسے دور نہ ہوں گے۔

★ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور پر مدینہ طیبہ کی جو گرد و غبار پڑتی تو آپ اس کو صاف نہ فرماتے بلکہ اگر کسی صحابی کو اس غبار سے بچنے کے لیے منہ چھپاتے دیکھ لیتے تو آپ انہیں منع فرما دیتے اور ارشاد فرماتے کہ خاکِ مدینہ میں شفا ہے۔ (جذب القلوب) واضح رہے کہ مدینہ شریف کا ایک نام "شافیہ" بھی ہے۔ اور اس کا معنی ہے "شفاء بخشنے والا"، علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ نام خاکِ مدینہ کی اسی تاثیر کی وجہ سے تجویز کیا گیا ہے۔ یعنی اس مٹی میں ہی قدرت نے شفاء رکھی ہے۔

مدینے کی موت

مدینہ طیبہ ایک ایسا عظیم الشان شہر ہے جس میں عاشق لوگ ہمیشہ مرنے کی تمنا کرتے چلے آئے ہیں۔ اور خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں کو اس کی ترغیب دلائی ہے۔

★ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں اس بات کی طاقت ہو کہ وہ مدینہ شریف میں مرے تو اسے چاہیے کہ وہ مدینے ہی میں مرے اور جو مدینے میں مرے تو میں یقیناً قیامت والے دن اس کی شفاعت کروں گا۔

★ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلق یہ دعا مانگا کرتے تھے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَایَا بِمَکَّۃَ۔ اے اللہ ہماری موت مکہ میں واقع نہ ہو۔ (جذب القلوب)

★حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِكَ۔ یعنی اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے شہر میں موت نصیب فرما۔ (حوالہ مذکورہ)

★حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے سوائے ایک حج فرض کے اور حج نہیں کیا اور پھر کبھی بھی مکہ شریف نہ گئے۔ صرف اس ڈر سے کہ مدینہ شریف کے سوا کہیں اور موت نہ آجائے۔ آپ نے ساری زندگی مدینہ شریف میں ہی گذاری اور آخر کار آپ کو وہیں موت آئی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ (ایضًا)

مدینہ شریف اور رمضان

مدینہ شریف کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس شہر میں اگر رمضان شریف کا مقدس مہینہ عبادت و ریاضت میں گزارا جائے تو پوری دنیا کے دوسرے شہروں کی بنسبت بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

★چنانچہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

رَمَضَانُ الْمَدِیْنَۃِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ رَمَضَانَ فِیْمَا سِوَاھَا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنَ الْبُلْدَانِ وَجُمُعَةٌ بِالْمَدِيْنَةِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ جُمُعَةٍ فِيْمَا سِوَاهَا مِنَ الْبُلْدَانِ. یعنی جو رمضان شریف مدینہ شریف میں گزارا جائے اس کا ثواب دوسرے شہروں کے رمضان سے ہزار گُنا زیادہ ہے اور مدینہ شریف کے ایک جمعہ کا ثواب بھی دوسرے شہروں کے جمعوں سے ہزار گُنا زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دُنیا اور بالخصوص ہمارے ملک پاکستان کے مسلمان ہر سال کوشش کرتے ہیں کہ عمرہ ادا کرنے کے لیے ماہ رمضان میں سعودی عرب جائیں۔ اور یہ مبارک مہینہ مدینہ میں گزاریں اور بفضلہٖ تعالیٰ ماہِ رمضان میں عمرہ پر جانے والوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔

ایذائے مدینہ پر صبر

اور جو شخص مدینہ شریف جائے اور وہاں پر اس کو مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑے اور وہ ان پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب علیہ السلام اس پر بے حد خوش ہوتے ہیں۔

✖ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مدینہ شریف کی تکلیف پر صبر کرے گا۔ تو میں قیامت والے دن اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ (مسلم شریف) معلوم ہوا کہ اگر مدینہ شریف میں کوئی تکلیف یا پریشانی لاحق ہو جائے تو گھبرانا نہیں چاہیے۔ بلکہ اس کو اپنے حق میں بہتر اور انعام الٰہی تصور کرنا چاہیے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خاتمہ

مندرجہ بالا سطور میں مدینہ شریف کی فضیلت وعظمت کے چند پہلوؤں کو اختصار کے ساتھ اُجاگر کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ جس کو قارئین یقیناً نظرِ استحسان سے دیکھیں گے۔

دراصل یہ موضوع اتنا ایمان افروز اور شاندار ہے کہ اس موضوع پر ایک عظیم وضخیم کتاب مرتب کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس مختصر رسالہ میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مدینہ شریف کی زیارت نصیب فرمائے۔ اور ہمارے سینوں کو مدینہ شریف کی محبت کا مرکز بنائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْن

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

۵ / اپریل ۱۹۹۵ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرک و بدعت کا صحیح مفہوم سمجھنے کیلئے لاجواب کتاب

حقیقتِ شرک و بدعت

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرضِ مصنّف

موجودہ دور میں ہر جگہ شرک و بدعت کا شور سنائی دیتا ہے اور بعض لوگ جگہ جگہ اپنے مخالفین پر مشرک و بدعتی کے فتوے لگاتے نظر آتے ہیں۔ عوام الناس سخت پریشان ہیں کہ آخر ان دونوں مسائل کی اصل حقیقت کیا ہے اور شرعی لحاظ سے ان کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ بنابریں اس کتاب میں انہی دونوں مسائل کی حقیقت کو روشن دلائل کے ساتھ واضح کیا گیا ہے اور ان کی مکمل و مفصل تشریح کی گئی ہے اور کوئی گوشہ تشنہ تکمیل نہیں چھوڑا گیا۔ ضد کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ البتہ غیر جانبداری سے اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا انشاء اللہ ضرور راہِ ہدایت پالے گا۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مصنف و ناشر دونوں کے لیے ذریعہ مغفرت بنائے۔

آمین ثم آمین

نیاز مند :-

محمد حنیف اختر خطیب اسلام پورہ

گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ شرک

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ

(پ۵ سورۃ النساء)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور مشرک کے سوا جس کو چاہے گا بخش دے گا۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہو رہا ہے کہ شرک ایک بہت بڑا گناہ ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے کی بارگاہِ خداوندی میں بخشش کی امید تک نہیں ہے اور شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ (پ۲۱ سورۃ لقمان)

کہ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اس تمام تر حقیقت کے باوجود سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "شرک کسے کہتے ہیں؟" آج کل بعض جاہل قسم کے لوگ بات بات پر مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگاتے نظر آتے ہیں۔ اگر مسلمان کوئی اچھا کام بھی کرلیں تو ان جاہلوں کو فوراً شرک کا ہیضہ ہو جاتا ہے اور مسلمان کوئی نیکی بھی کریں تو انہیں پھر بھی شرک کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں شرک کا صحیح مفہوم واضح کیا جائے تاکہ عوام الناس کے دلوں میں پیدا شدہ شکوک و شبہات کا ازالہ ہو اور اس سلسلے کی تمام غلط فہمیاں دُور ہو جائیں۔

شرک کے معنی

شرک کا لغوی معنی ہے "حصہ اور ساجھا"۔ (مصباح اللغات ص۴۰۸) جیسا کہ قرآن کریم میں ارشادِ باری ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَمْ لَھُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ (پ۲۶ سورہ احقاف)

"کیا ان بتوں کا آسمانوں کی پیدائش میں کوئی حصہ ہے۔"

اور اصطلاح شریعت میں شرک کا معنی یہ ہے کہ "اللہ کے سوا کسی دوسرے کی واجب الوجود اور مستحق عبادت سمجھ کر پرستش کی جائے اور اُسے خدا کے برابر تصور کیا جائے۔"

مشرکین عرب اسی گمراہی میں مبتلا تھے۔ چنانچہ وہ خود کہتے تھے:۔

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ o اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o (پ۱۹ شعراء)

یعنی خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے کہ تم (بتوں) کو رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

اور مشرکین عرب بتوں کی عبادت بھی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن پاک میں اُن کا اقرار عبادت ان لفظوں میں بیان ہوا ہے:۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔ (پ۲۳ سورۃ الزمر)

"کہ ہم ان بتوں کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ کے قریب کر دیں گے۔"

ثابت ہوا کہ شرک اس وقت ثابت ہوتا ہے جب کسی کو اللہ سمجھ کر اس کی عبادت کی جائے یا اُسے رب کے برابر تصور کیا جائے اور اہلسنت وجماعت بریلوی ان دونوں باتوں میں سے کسی کے بھی قائل نہیں ہیں۔ نہ وہ کسی نبی ولی کو خدا کے برابر سمجھتے ہیں اور نہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو عبادت کے لائق تصور کرتے ہیں۔ ہمارا اعلان ہے کہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ نہ کسی نبی کو نہ کسی ولی کو اور نہ اولیاء کے مزارات کو ہمارا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک پر مکمل ایمان ہے "کہ اگر خدا کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ ہر صبح کے وقت اٹھ کر اپنے خاوندوں کو سجدے کیا کریں۔" (مشکوٰۃ شریف)

اگر اس کے باوجود بھی کوئی سجدے کی حرکت کرتا ہے تو یہ اس کا انفرادی فعل ہے اور اس کا الزام مذہب اہلسنت پر ہرگز عائد نہیں کیا جا سکتا۔ ان حقائق کے پیش نظر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بفضلہٖ تعالیٰ اہلسنت وجماعت شرک سے دور ہیں اور جو ہم پر یہ الزام لگائے اس سے بڑا جاہل و احمق اور کوئی نہیں ہے کسی کے عقیدے کو سمجھے بغیر اس پر فتوے بازی کرنا حماقت وجہالت کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

ندائے غیر اللہ اور شرک

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی نبی یا ولی کو یہ سمجھ کر پکارنا کہ وہ ہماری آواز کو سنتے ہیں شرک ہے۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی صفت ہے اور غیر خدا میں یہ صفت ماننا شرک ہے۔ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ نبیوں اور ولیوں کو پکارنے کا حکم قرآن وحدیث کی متعدد روایات میں موجود ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔

(پ ۱۸ سورۃ النور)

یعنی رسول کو ایسے مت پکارو جیسے تم آپس ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔
اس آیت کریمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنے سے نہیں روکا گیا بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ کو عام لوگوں کی طرح نہ پکارو بلکہ نہایت ادب واحترام سے پکارو۔
مثلاً یارسول اللہ اور یا حبیب اللہ کہو۔ (ملاحظہ ہو تفسیر جلالین زیر آیت مذکورہ)
خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصیبت وتکلیف کے وقت صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ وہ آپ کو پکاریں۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ ایک نابینا شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر نظر کے لیے دعا کی درخواست کی تو آپ نے ان کو یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا:-

يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ الخ

(ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجۃ)

یعنی اے محمد! میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں۔
یہ دعا قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے وسیلہ ہے اور اس میں حضور علیہ السلام کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پکارا گیا ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہؓ کو جو مقام نہاوند میں جنگ کر رہے تھے مدینہ شریف سے پکارا اور حضرت ساریہؓ نے اس آواز کو سن لیا۔

(مشکوٰۃ شریف باب الکرامات)

تمام مسلمان ہر روز نماز میں پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں :۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ۔

یہاں نماز کے اندر التحیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا واجب ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کرکے پہاڑ پر کھڑے ہو کر قیامت تک پیدا ہونے والے تمام افراد کی روحوں کو پکارا اور تمام روحوں نے اس آواز کو سنا۔ جس نے اس آواز پر لبیک کہا وہ ضرور حج کرے گا اور جو خاموش رہا وہ کبھی بھی حج نہیں کر سکتا۔

(تفسیر روح البیان و تفسیر مدارک زیر آیت واذن فی الناس بالحج)

قرآن و حدیث کی ان مذکورہ بالا تمام روایات سے خدا کے سوا دیگر لوگوں کو پکارنے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ تو کیا خدا اور رسول نے لوگوں کو شرک کی تعلیم دی ہے؟ اور پھر بڑے بڑے بزرگانِ دین و اولیائے کاملین نے اپنی دعاؤں اور وظیفوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا ہے۔

چنانچہ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں :۔

يا اكرم الخلق مالى من الوذ به　　　سواك عند حلول الحدث العمم

(اے مخلوق میں بہترین! میرا آپ کے سوا کوئی نہیں کہ مصیبتِ عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں کہ :۔

یا سید السادات جئتك قاصدا　　　ارجو رضاك واحتمى بحماك

(اے پیشواؤں کے پیشوا! میں دلی ارادے سے آپ کے پاس آیا ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی رضا کا طلب گار ہوں اور میں اپنے آپ کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ے یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی مرکب المزد ھم

"اے رحمۃ اللعالمین! زین العابدین کی امداد کے لیے پہنچو۔ وہ اس اژدہام میں ظالموں کے ہاتھ میں قید ہے؟"

مخالفین کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں:۔

اے رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالۂ امداد غریب ص۲۲)

ہم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اگر "مشکل کشا" کہہ دیں تو مخالفین ہم پر فوراً شرک کا فتوے لگا دیتے ہیں۔ تو کیا فرماتے ہیں یہ لوگ اب حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں کہ آیا وہ حضور علیہ السلام کو مشکل کشا کہہ کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ اور پھر جنہوں نے غیر اللہ کو مشکل کشا کہنے والے کو اپنا پیر و مرشد تسلیم کیا ان کے متعلق کیا خیال ہے؟ کیا مخالفین میں ہے کوئی دیانتدار صاحب علم جو ان سوالوں کا جواب دے۔

ع شرم ان کو مگر نہیں آتی

مخالفین غیر اللہ کو پکارنے کی ممانعت میں مندرجہ ذیل آیات پیش کرتے ہیں:۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ (پ۱۱ سورہ یونس)

"اللہ کے سوا ان کو نہ پکارو جو تم کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے"

دوسری آیت:۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ (پ۱۹ سورہ فرقان)

یعنی بعض لوگ خدا کو چھوڑ کر ان کو پکارتے ہیں جو ان کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان آیات سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو ان دونوں آیتوں میں اور ان جیسی دیگر آیات میں جہاں کہیں بھی لفظ دُعا آیا ہے اس سے مراد پکارنا نہیں بلکہ عبادت کرنا ہے۔
(ملاحظہ ہو تفسیر جلالین)

تو ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو اور ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ لہٰذا یہ آیات ہمارے ہرگز خلاف نہیں ہیں۔ اگر مطلقاً ہر ایک کو پکارنا شرک ہو تو پھر ہم لوگ روزانہ بہن بھائی دوست احباب اور خویش واقارب کو پکارتے ہیں تو دُنیا میں کوئی بھی شرک سے نہ بچا (خدا ان لوگوں کو عقل و شعور کی دولت عطا فرمائے)۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ان جیسی تمام آیات میں من دون اللّٰہ سے مراد بُت ہیں نبی اور ولی ہرگز مراد نہیں ہیں (ملاحظہ ہوں تمام تفاسیر معتبرہ) تو جو لوگ بُتوں سے متعلق آیات کو ولیوں پر چسپاں کریں وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق سب سے زیادہ شرارتی اور فتنہ باز ہیں۔

وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللّٰہ الخ (بخاری شریف)

(ترجمہ وہی ہے جو پہلے تحریر کیا گیا ہے)۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں کو پکارنے کی ہرگز کہیں ممانعت نہیں ہے اور جو لوگ اس کو شرک سمجھتے ہیں وہ قرآن و حدیث سے ناواقف ہیں۔

استمداد اور شرک

اسی طرح بعض لوگ نبیوں اور ولیوں سے مدد مانگنے کو بھی شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ "حقیقی مدد گار تو اللہ تعالیٰ ہے اور نبی ولی اس کی اس صفت کے مظہر ہیں" تو اس لحاظ سے یہ ہرگز شرک نہیں ہے۔ قرآن پاک میں ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جن میں غیر اللہ سے مدد مانگنے کا واضح ثبوت ہے۔

مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غیر اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ارشاد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا:-

مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (پ۳ سورۂ آل عمران)

"کون ہے جو اللہ کی طرف میری مدد کرے"

اور ارشادِ خداوندی ہے:-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (پ۲ سورۃ البقرہ)

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد طلب کرو۔

ظاہر ہے کہ صبر اور نماز غیر اللہ ہیں۔ قرآن کریم میں ایک اور جگہ ارشادِ خداوندی ہے:-

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ (پ۱۰ سورۃ توبہ)

"مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں"

نیز ارشادِ باری ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (پ۶ سورۂ مائدہ)

"یعنی نیکی کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو"

نیز ارشادِ خداوندی ہے۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (پ۲۶ سورۂ محمد)

"اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جو خود غنی و بے پروا ہے اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی ہے۔ غرضیکہ قرآن پاک میں اس موضوع کی بے شمار آیات موجود ہیں۔ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہو تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن پاک شرک کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر نبیوں ولیوں سے مدد مانگنا شرک ہو تو حضرت امام بوصیری رضی اللہ عنہ، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے اپنے اشعار میں نبی کریم علیہ السلام سے مدد مانگی ہے۔ جو صفحات سابقہ میں نقل کیے جا چکے۔ پھر تو معاذ اللہ یہ تمام حضرات مشرک ہوئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور خود مخالفوں کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی بھی حضور علیہ السلام سے مدد مانگتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

مخالفین کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی "قصائد قاسمی" میں یوں مدد مانگتے ہیں:۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ نہیں تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامیِ کار

اگر نبی ولی سے مدد مانگنا شرک ہو تو پھر مخالفین کے یہ پیشوا بھی پکے مشرک ہوئے اور اگر مخالفین انہیں مومن ہی سمجھتے ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ نبیوں اور ولیوں سے مدد مانگنا ہرگز شرک نہیں ہے۔

تعظیم اور شرک

بعض کم فہم لوگوں کو انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی تعظیم میں بھی شرک کی بو آتی ہے۔ ادھر کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کی اُدھر اس پر فوراً شرک کا فتویٰ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح کوئی جھک کر بزرگانِ دین کا احترام کرے یا عقیدت سے بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومے تو اسے فوراً مشرک قرار دے دیا جاتا ہے۔ حالانکہ انبیاء و اولیاء کی تعظیم کرنا اور اُن کے ہاتھ پاؤں چومنا متعدد روایات سے ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ذراع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو اپنی سواریوں سے اُترنے میں جلدی کرنے لگے

فنقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجلہ۔

(مشکوٰۃ شریف باب المصافحہ والمعانقہ)

پس ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پاؤں چومتے تھے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری ہے:۔

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔ (پ ۲۶ سورۃ فتح)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"یعنی تم میرے پیارے حبیب علیہ السلام کی تعظیم و توقیر کرو"

اس آیت کریمہ اور مذکورہ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی توقیر وعظمت بجالانا حکم خداوندی ہے اور یہ کہ صحابہ کرامؓ آپ کی شان وعظمت کی وجہ سے آپ کے ہاتھ پاؤں چوما کرتے تھے۔

مخالفین کے مشہور پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ:

"تعظیم دیندار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا درست ہے حدیث سے ثابت ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ صفحہ ۵۴)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے اس فیصلے کے بعد مخالفین کو تعظیم انبیاء و اولیاء کو شرک کہتے ہوئے شرم آنی چاہیئے اور اگر انہیں اس سلسلے میں ہماری نہیں تو کم از کم اپنے بڑوں کی بات ہی مان لینی چاہیئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بزرگان دین کی تعظیم کے لیے ہاتھ پاؤں چومے جائیں تو لازمی طور پر جھکنا پڑتا ہے اور جھکنے سے سجدہ ہو جاتا ہے اور چونکہ سجدہ خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہٰذا اس طرح کی تعظیم ناجائز اور حرام ہے۔

مخالفین کا یہ اعتراض انتہائی لغو اور بیہودہ ہے۔ کیونکہ شریعت اسلامیہ میں سجدہ اس وقت ہوتا ہے جب دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور ناک و پیشانی زمین پہ لگ جائیں اور ساتھ سجدے کی نیت بھی ہو۔ اگر سجدے کی نیت کے بغیر کوئی شخص اوندھا لیٹ جائے جیسا کہ بعض لوگ بیماری میں لیٹ جاتے ہیں تو اس طرح ہرگز سجدہ نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح اولیائے کرام کی تعظیم کے لیے جھکنا یا اُن کے پاؤں کو بوسہ دینا یا اُن کے جوتوں کو سیدھا کرنے کے لیے جھکنا بھی جائز و روا ہے اور اس طرح جھکنے سے بھی ہرگز سجدہ نہیں ہوتا۔ مختصر یہ کہ سجدے کے لیے پیشانی کا زمین پہ لگنا شرط ہے۔ اگر پیشانی زمین پر نہ لگے تو اگرچہ ہزار مرتبہ بھی کسی کی تعظیم کے لیے جھکا جائے سجدہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کو تعظیم و توقیر میں ہی شمار کیا جائے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفاتِ الٰہی اور شرک

اسی طرح بعض کور باطن لوگ کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کسی مخلوق کے لیے مانی جائے تو یہ بھی شرک ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کو شرک سمجھنا جہالت و خباثت کی انتہا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفات ذاتی ہیں اور اس کو کسی نے عطا نہیں کیں اور مخلوق کی یہ صفات عطائی ہیں۔ ان کو یہ اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں۔

مثلاً عالم الغیب ہونا یہ رب کی ذاتی صفت ہے اس کو کسی نے عطا نہیں کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "عالم الغیب" ہیں تو آپ کی یہ صفت عطائی ہے۔ اللہ نے یہ آپ کو عطا کی ہے۔ جب ذاتی اور عطائی کا واضح فرق ہے تو پھر شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں دونوں قسم کی آیتیں موجود ہیں۔ بعض آیتوں میں ہے کہ غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر کوئی نہیں جانتا۔ بعض آیتوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو بھی علم غیب عطا فرما دیتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رسولوں کو علم غیب خدا کی عطا سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر ذاتی و عطائی کے فرق کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو قرآن پاک کی بعض آیتوں کا انکار لازم آئے گا جو کفر کے مترادف ہے۔

اور جب ذاتی و عطائی کا فرق قرآن سے ثابت ہے تو پھر اس کو شرک کہنا نری جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اسی طرح حاضر و ناظر ہونا خدا کی بھی صفت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی۔ خدا کی یہ صفت ذاتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطائی یعنی خدا کو یہ صفت کسی نے عطا نہیں کی اور حضور علیہ السلام کو یہ صفت خدا نے عطا کی ہے۔ اور جب ذاتی و عطائی کا فرق ہے تو پھر حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر ماننا ہرگز شرک نہیں ہے۔

مخالفین کے مسلّم پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی لکھا ہے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"فخرِ دو عالم کو مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے اگر با علامِ اللہ جانتا ہے تو شرک نہیں ورنہ شرک ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل ص۹۱)

گنگوہی صاحب نے فیصلہ ہی کر دیا کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا قطعاً شرک نہیں ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "سمیع و بصیر" بھی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:۔

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ (پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل)

"بے شک خدا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے یہ صفت قرآن پاک میں عام بندوں کی بھی بیان کی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا۔ (پ۲۹ سورۃ دہر)

"ہم نے انسانوں کو سننے والا اور دیکھنے والا بنایا ہے۔"

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ سمیع و بصیر رب کی صفت بھی ہے اور بندوں کی بھی۔ تو یہاں اگرچہ رب کی صفت بندوں میں پائی گئی ہے لیکن شرک ہرگز نہیں کیونکہ رب کی یہ صفت ذاتی ہے اور بندوں کو یہ صفت رب نے عطا کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صفات کا بندوں میں پایا جانا شرک ہو تو پھر ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم شرک کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی عطا سے مخلوق میں مانی جائیں تو شرک نہیں ہے اور اس کو شرک کہنے والے یا سمجھنے والے پرلے درجے کے احمق ہیں۔

مزاراتِ اولیاء اور شرک

اسی طرح بعض لوگ اولیائے کرام و بزرگانِ دین کے مزارات پر جانے اور وہاں جا کر دُعا مانگنے کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں اور لوگوں کو بڑی سختی کے ساتھ وہاں جانے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ مزارات اولیاء پر جانا ہرگز شرک نہیں بلکہ جائز و مستحب ہے اور مخالفین کے اکابر بھی اس کے قائل ہیں۔

چنانچہ دیوبندیوں کے مشہور مصنف مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:۔

"صحیح حدیثوں میں ہے کہ واقعہ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تخفیف صلوٰۃ کے بارے میں امداد ملی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ بشارتیں ملیں تو اس قسم کی ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام اگر قدرت لے تو قرآن کی کس آیت یا کس حدیث سے اس کی تردید ہوتی ہے؟

(سوانح قاسمی جلد اول ص۳۳۲)

امام الوہابیہ علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:۔

بعض العلماء ترجی بسرعة الاجابة عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ من المواضع المتبرکة قال الشافعی قبر موسیٰ الکاظم تریاق مجرب وروی الشیخ ابن حجر المکی فی القلائد لمن الشافعی قال انی اتبرک بقبر ابی حنیفة واذا عرضت لی حاجة اجیء عند قبرہ واصلی رکعتین وادعوا اللہ عندہ فتقضی حاجتی۔

(ہدیۃ المہدی ص۲۲)

ترجمہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک اور اس جیسے دیگر متبرک مقامات پہ دعا قبول ہوتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک حاجت کے پورا ہونے کے لیے تریاق و مجرب ہے۔ اور امام ابن حجر مکی "قلائد" میں فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی حاجت پیش آتی تو میں امام ابوحنیفہ رح کے مزار سے برکت حاصل کرتا اور قبر پہ دو رکعت نماز پڑھ کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی حاجت پیش کرتا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا تو میری حاجت پُوری ہو جاتی "

موجودہ دَور کے بدبختوں کو ہماری نہیں تو کم از کم اپنے بڑوں ہی کی بات کو مان لینا چاہیئے اور بزرگانِ دین کے مزارات پر جانے والوں کے لیے مشرک کہنے سے سچے دل سے توبہ کر لینی چاہیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ مخالفین کو آج تک مسئلہ شرک سمجھ میں ہی نہیں آسکا اور یہی وجہ ہے کہ ان کے پیشوا کو بھی مسئلہ شرک کے بارے میں ان کی کم عقلی کا ماتم کرنا پڑا ہے۔

چنانچہ اہلحدیث حضرات کے پیشوا وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:-

شدد بعض اخواننا من المتاخرین فی امر الشرك وضیق دائرۃ الاسلام۔ (ہدیۃ المہدی صفحہ ۱۶)

یعنی ہمارے متاخرین میں سے بعض بھائیوں نے شرک کے بارے میں غلو اختیار کیا ہے اور اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے۔"

مسلمانوں کو بات بات پر مشرک بنانے والے ان بدبختوں کو اپنے امام کے ان تاریخی الفاظ کو ملاحظہ کر کے شرک کی حقیقت کو سمجھنا چاہیئے اور مسلمانوں پر خواہ مخواہ فتویٰ بازی کر کے اپنی آخرت کو خراب نہیں کرنا چاہیئے۔

مزید واضح دلائل

مسئلہ شرک کے بارے میں مخالفین کا سب سے زیادہ زور اس بات پر ہوتا ہے کہ "غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔" اگرچہ اس امر کے ثبوت میں کہ انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا جائز ہے بہت سے دلائل نقل کیے جا چکے ہیں۔ مگر پھر بھی مزید تسلی و تشفی کے لیے چند دلائل اور تحریر کیے جاتے ہیں۔

قرآن پاک میں خالقِ کائنات جل مجدہ الکریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بھرے دربار میں ارشاد فرمایا کہ ملکہ سبا بلقیس میرے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاس آ رہی ہے۔ تم میں کوئی ایسا ہے جو اس کے آنے سے پہلے پہلے اس کا وزنی تخت میرے پاس لے آئے؟

ایک قوی ہیکل جن جس کا نام "عفریت" تھا کھڑا ہو گیا اور بولا کہ میں آپ کی اس کچہری کے برخواست ہونے سے پہلے پہلے تخت لے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس سے بھی جلدی چاہیئے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ۔ (پ ۱۹ سورۃ نمل)

"یعنی اہلِ دربار میں سے اللہ کا ایک بندہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا (اور جس کا نام حضرت آصف بن برخیا تھا) بولا کہ میں اس تخت کو آپ کے پاس آنکھ جھپکنے سے پہلے لا سکتا ہوں۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے آنکھ جھپکی اور بلقیس کا تخت سامنے موجود تھا۔ یہ تخت لانے والے آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ایک ولی تھے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اولیائے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے اور قرآن پاک کے حکم و فیصلے کے عین مطابق ہے۔

اور باوجودیکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے ایک عظیم الشان و جلیل القدر پیغمبر ہیں مگر پھر بھی تخت منگوانے کے لیے اللہ کے ایک ولی کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود بھی منگوا سکتے تھے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کر کے اور ایک ولی کے ذریعے تخت منگوا کر دنیا میں اولیائے کرام کی شان کا ڈنکا بجا دیا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ولیوں سے مدد مانگنا اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے اور یہ شرک نہیں بلکہ قرآن اور رب کے فرمان کے عین مطابق ہے۔

شرح عقائد میں ہے:

وکرامات الاولیاء حق فیظهر الکرامة علیٰ طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"یعنی اولیائے کرام کی کرامات برحق ہیں۔ پس ولی سے ایسی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں جو خلافِ عادت ہوں۔ مثلاً تھوڑی سی مدت میں دُور کی مسافت کو طے کرلینا۔ (جیساکہ مذکورہ قرآنی واقعہ سے ظاہر ہے)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاسکتی ہے اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔ ایک شیخ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے چار بزرگوں کو دیکھا جو اپنی قبروں میں اپنی زندگی کی طرح تصرف کرتے ہیں بلکہ زندگی سے بھی زیادہ۔ ایک قوم کہتی ہے کہ زندوں کی امداد زیادہ قوی ہوتی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ مُردوں کی امداد زیادہ قوی ہوتی ہے۔" (اشعۃ اللمعات)

حضرت امام فخرالدین رازیؒ لکھتے ہیں کہ:۔

الانبیاء وہم الذین اعطاھم اللہ تعالیٰ من العلوم والمعارف مالاجلہ یقدرون علی التصرف فی بواطن الخلق وارواحھم وایضاً اعطاھم من القدرۃ الممکنۃ مالاجلہ یقدرون علی التصرف فی بواطن الخلق۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو ایسے علوم و معارف عطا کیے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے وہ لوگوں کے دلوں پر جیسے چاہیں تصرف کرسکتے ہیں۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ والے رب کی دی ہوئی طاقت سے لوگوں کے دلوں پر تصرف کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور یہ ہرگز شرک نہیں ہے۔

قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا۔

(پ ۶ سورۃ المائدہ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی بے شک تمہارا ولی (مددگار) اللہ ہے اور اُس کا رسول ہے اور
ایمان والے ہیں"

اس آیت کریمہ کی تشریح میں محمد بن عبداللہ غزنوی وہابی "تفسیر جامع البیان"
کے حاشیے میں لکھتا ہے کہ (مذکورہ بالا آیت میں لفظ ولیکم ہے اولیاءکم نہیں ہے
اس کی وجہ یہ ہے):-

اشارة الی ان المجموع فی حکم واحد والی تنبیهه علی ان الولایة
علی الاصالة لله تعالیٰ وللباقین تبع۔

یعنی اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں ولایت میں تینوں
کا ایک ہی حکم ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ولایت حقیقی
ہے اور باقیوں کی اُس کے تابع ہے۔

اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور اولیائے کرام کی فریاد رسی اور مشکل کشائی کو غیر خدا کی کارسازی قرار دینا اور اسے
شرک کی حدود میں داخل کرنا مخالفین کا اپنے اکابرین کی تحریر سے جہالت کا ثبوت دینا
ہے یا علم ہونے کے باوجود ہٹ دھرمی ہے اور ان کے مسلک پر ہونے کے باوجود
واضح انحراف ہے۔

ایک اور مقام پر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ سورۃ النساء)

یعنی جب لوگ (گناہ وغیرہ کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب
وہ آپ کی بارگاہ میں آجائیں اور اللہ سے استغفار کریں اور رسول بھی
اُن کی بخشش کی دعا کرے تو پھر وہ لوگ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا
اور رحم کرنے والا پائیں گے۔

اس آیت کریمہ کا حکم عام ہے کیونکہ عموم الفاظ کا لحاظ ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :۔

جاء اعرابی بعد دفنہ علیہ السلام فرحی بنفسہ علیٰ قبرہ وحثا من ترابہ علی رأسہ وقال یارسول اللہ قلت وسمعنا وکان فیما انزل علیک ولو انہم اذ ظلموا انفسہم وقد ظلمت نفسی و جئتک استغفر اللہ من ذنبی فاستغفرلی من ربی فنودی من قبرہ قد غفر لک۔ (نشر الطیب و تفسیر مدارک جلد اوّل)

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ایک اعرابی آپ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور مٹی اپنے سر پر ڈالنے لگا۔ اور بولا۔ یارسول اللہ آپ پر جو مقدس کتاب نازل کی گئی ہے اس میں رب نے فرمایا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک۔ کہ جو لوگ گناہ کرکے اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں وہ آپ کے پاس آجائیں۔ اور بے شک میں نے بھی اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور گناہ بخشوانے کے لیے آپ کی بارگاہ میں آگیا ہوں پس آپ میرے لیے رب سے بخشش کی دعا کیجیے۔ اس پر حضور علیہ السلام کی قبر انور سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا ہے۔"

یاد رکھیں کہ جاءوک میں حاضری عام ہے خواہ روحانی ہو یا جسمانی جس طرح نماز ادا کرنے کے لیے کعبہ شریف تک پہنچنا ضروری نہیں۔ بلکہ یہاں رہتے ہوئے بھی اس کی طرف منہ کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کعبے کا بھی کعبہ ہیں لہٰذا اپنے دلوں کے رخ جہاں سے بھی ان کی طرف کر دو گے بفضلہ تعالیٰ کام بن جائے گا۔ شاید کسی کے دل میں خیال پیدا ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زندگی میں حاضری ضروری تھی۔ اب آپ کے وصال کے بعد ضروری نہیں۔

جواباً عرض ہے کہ پھر تو حضور علیہ السلام کی اطاعت بھی آپ کی زندگی میں ضروری ہونی چاہیے اب نہیں حالانکہ آپ کی اطاعت تو ہمیشہ ہمیشہ تک قیامت تک ہر دور میں ضروری ہے تو یہ حاضری بھی ہمیشہ ضروری ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ مخالفین کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں کہ :-

"اس میں کسی کی تخصیص نہیں. آپ کے ہمعصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص کیونکر ہو. آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لیے یکساں رحمت ہے۔" (آبِ حیات)

مولوی قاسم نانوتوی نے فیصلہ ہی کر دیا کہ قیامت تک کے لوگ اپنے گناہ بخشوانے کے لیے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو سکتے ہیں اور ایسا کرنا ہرگز شرک نہیں ہے۔ اگر مخالفین اب بھی اس کو شرک سمجھیں تو پہلے انہیں اپنے اکابرین پر فتوے لگانا چاہیئے. ورنہ پھر فوراً راہِ راست پر آجانا چاہیئے

بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے مالک الدار سے روایت کیا ہے :-

اصاب الناس قحط فی زمان عمر بن خطاب فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ استسق لامتک فانھم قد ھلکوا فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال ائت عمر فاقرئہ السلام واخبرانھم مسقون وقل لہ علیک الکیس فاتی الرجل عمر رضی اللہ عنہ فاخبرہ فبکی عمر ثم قال یارب ما الوا الا ما عجزت عنہ.

(قرۃ العین مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب)

ترجمہ. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک دفعہ قحط کے آثار نمودار ہوئے تو ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پر حاضر ہوا اور عرض کیا. یارسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجیئے. کیونکہ بارش نہ ہونے کے سبب امت ہلاکت کے قریب ہے پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو خواب میں آکر فرمایا. کہ تم حضرت عمرؓ کے پاس جاؤ. انہیں میرا سلام کہو اور انہیں بارش کی خوشخبری سناؤ. اس شخص نے حضرت عمر فاروقؓ کو آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا پیغام پہنچایا تو آپ خوب روئے"۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی۔ تو وہ حضور علیہ السلام کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوتے اور ان کی وہ مشکل دور ہو جاتی اور صحابہ کرامؓ کا ایسا کرنا ہرگز شرک نہیں تھا کیونکہ اگر یہ شرک ہوتا تو پھر صحابہ کرام کی حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام مشکلیں حل ہی نہ فرماتے بلکہ ان کو بارگاہِ خداوندی میں رجوع کرنے کا حکم دیتے لیکن آپ نے ان کی تکالیف کا ازالہ فرما کر اس امر کے شرک نہ ہونے کا واضح اعلان فرما دیا۔ اور جب یہ صحابہ کرام کے لیے شرک نہیں تھا تو آج ہمارے لیے کیسے شرک ہو سکتا ہے؟

یہاں پر ایک غلط فہمی کا ازالہ نہایت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مصائب و مشکلات میں تم ولیوں اور نبیوں سے دعائیں مانگتے ہیں اور خدا کے سوا کسی دوسرے سے دُعا مانگنا یہ اس کی عبادت کرنا۔

کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

الدُّعاء هو العبادة۔

یعنی دُعا عبادت کا ہی دوسرا نام ہے۔

تم نبیوں اور ولیوں سے دُعا کرنا ان کی عبادت کرنا ہے اور غیر خدا کی عبادت کرنا شرک ہے۔ لہٰذا مشکلات اور تکلیفوں میں تمہارا ان سے جا کر دعائیں مانگنا واضح شرک ہے۔

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ اہلسنت وجماعت بریلوی معاذ اللہ کسی نبی اور ولی سے ہرگز دُعا نہیں کرتے کہ تم ہمارا یہ کام کر دو۔ یہ ایک بہت بڑا اور زبردست بہتان ہے۔ (ھذا بہتان عظیم)

(ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین)

ہمارا عقیدہ اس سلسلے میں بالکل واضح اور روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہم ولیوں اور نبیوں سے ہرگز دُعائیں نہیں مانگتے بلکہ ان کا وسیلہ رب کی بارگاہ میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں۔ نبیوں اور ولیوں کا ہم قبولیت دُعا کے لیے بارگاہِ خداوندی میں وسیلہ ضرور پیش کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت میں جاکر ان سے اپنے لیے دعائیں کرواتے ہیں اور ان کے مقدس مزاروں پر جاکر ان کے وسیلے سے رب سے دعائیں مانگتے ہیں اور یہ بات ہرگز ہرگز شرک نہیں ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیش کردہ مذکورہ بالا حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے اور پھر بھی کوئی اسے شرک کہتا یا سمجھتا ہے تو یہ اس کی ہٹ دھرمی ہے اور تعصب یا ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ آپ حسبِ معمول تہجد کے لیے اُٹھے اور وضو کی جگہ پر تشریف لے گئے:۔

فسمعته يقول فى متوضاه لبيك لبيك لبيك نصرت نصرت نصرت فلما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت يا رسول الله سمعتك تقول فى متوضاك لبيك ثلاثا ونصرت ثلاثا تكلم انسانا فهل كان معك احد فقال هذا راجز بنى كعب يستصرخنى۔

(طبرانی صغیر)

"یعنی میں نے سُنا کہ آپ جائے وضو پر فرما رہے ہیں۔ لبیک لبیک لبیک۔ تو مدد کیا گیا۔ تو مدد کیا گیا۔ تو مدد کیا گیا۔ جب حضور علیہ السلام وہاں سے باہر نکلے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ نے جائے وضو پر تین مرتبہ لبیک اور نصرت فرمایا۔ کیا وہاں پر کوئی انسان تھا جس سے آپ کلام فرما رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں ایک راجز (یعنی مصیبت زدہ) کی پکار کا جواب دے رہا تھا۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ مصیبت و تکلیف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنا ہرگز شرک نہیں ہے بلکہ لوگ آپ کو مشکلات و مصائب میں ہمیشہ پکارتے آئے ہیں اور اُن کی پکار کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدد فرماتے رہے ہیں اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آج بھی فرما رہے ہیں اور قیامت تک فرماتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ دعائیں قبول کرنے کا اختیار صرف اور صرف ذاتِ باری تعالیٰ کو ہے۔ جیسا کہ پہلے ہمارے عقیدے کی وضاحت میں تحریر کیا جا چکا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے اذن اور عطاء سے اللہ والوں کا مافوق الاسباب تصرف کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس کا منکر قرآن و حدیث کا منکر ہے۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول قرآن پاک میں موجود ہے:۔

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

(پ ۳ سورۃ آلِ عمران)

یعنی میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھوں کو اور برص (یعنی پھلبہری) کے مریضوں کو تندرست کر دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں۔

نیز قرآن مجید میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جب حضرت مریم کے پاس انسانی شکل میں گئے تو حضرت مریم ایک غیر مرد کو اپنے قریب دیکھ کر خوفزدہ ہو گئیں اور خدا کی پناہ مانگنے لگیں۔ یہ دیکھ کر حضرت جبریل نے فرمایا:۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ (پ ۱۶ سورۃ مریم)

یعنی اے مریم! ڈرو نہیں (میں کوئی عام آدمی نہیں) میں اللہ کا رسول اور بھیجا ہوا ہوں اور تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں ایک صاف ستھرا بیٹا عطا کروں۔

ان مذکورہ دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ اللہ کے پیغمبر رب کی دی ہوئی طاقت سے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے لوگوں کی شکایات کو دور کر سکتے ہیں، مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں، اور لوگوں کو رب سے بیٹے لے کر دے سکتے ہیں۔

بعض کم فہم لوگوں کا خیال ہے کہ ذاتی اور عطائی کی تفریق خود ساختہ ہے اور اس کا مسئلہ شرک سے کوئی چنداں تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ رب کی ہر صفت ذاتی ہے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخلوق کی ہر صفت عطائی ہے۔

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ پتہ نہیں ان توحید کے ٹھیکیداروں کی عقل کہاں گئی ہے جب مخلوق کی یہ تمام عطائی صفتیں مانتے ہیں تو یہ کیوں مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کو مصیبت زدہ افراد کی تکلیفیں دور کرنے کی طاقت بھی عطا فرما سکتا ہے اور یا پھر یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ نبیوں اور ولیوں کو ہر صفت عطا فرما سکتا ہے لیکن ان کو تکلیفیں دور کرنے کی طاقت دینے پر قادر ہی نہیں ہے۔

اگر ایسا ہو تو یہ قرآن کی مذکورہ آیات کے خلاف ہے اور اس سے قرآن پاک کا انکار لازم آئے گا اور نہ صرف قرآن کا انکار ہو گا بلکہ اس سے رب کی عظیم قدرت پر بھی حرف آئے گا۔ مخالفین یہ بھی کہتے ہیں کہ "مشرکین عرب نے جن کو اپنا الٰہ بنا رکھا تھا اُن کی اُلوہیت کو وہ بھی ذاتی نہیں بلکہ عطائی مانتے تھے۔ لہٰذا اُن میں اور تم میں کوئی فرق نہیں۔

جواباً عرض ہے کہ مشرکین اگر اپنے خودساختہ خداؤں کی اُلوہیت کو مانتے تھے تو از خود اپنی جانب سے مانتے تھے۔ رب نے ان کو ایسا کرنے کو ہرگز نہیں کہا تھا لیکن نبیوں اور ولیوں کو مشکلات اور تکلیفیں دور کرنے کی یہ طاقت خود رب نے عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا تمام حوالجات سے ظاہر اور واضح ہے۔ تو ان باتوں میں فرق صاف ظاہر ہے۔ یعنی کہاں خود رب کا فرمانا کہ اپنے پیاروں کو یہ طاقت میں نے بخشی ہے اور کہاں مشرکوں کی یہ بکواس کہ ہمارے خداؤں کو الوہیت رب نے دی ہے۔ حالانکہ رب کا ایسا کوئی فرمان یا اعلان نہیں ہے۔ تو ان دونوں باتوں کو ایک دوسرے پر قیاس کرنا کتنی حماقت و جہالت ہے اور کس قدر اپنی خبث باطنی کا اظہار کرنا ہے۔

مخالفین کی تائید

مسئلہ شرک کے بارے میں اپنے مسلک کی تائید میں اگرچہ ہم مخالفین کے اکابر کے متعدد حوالجات پہلے ہی نقل کر چکے ہیں۔ لیکن ان پر اتمام حجت کے لیے ان کے مزید حوالجات پیش کرتے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاکہ انہیں چوں و چرا کی گنجائش ہی نہ رہے۔

چنانچہ امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے شاگرد مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں۔

تحقیق ایک جماعت نے جن میں شیخ ابو منصور صباغ بھی شامل ہیں اس مشہور حکایت کو عتبی سے ذکر کیا ہے کہ میں قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ! میں نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے۔

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک۔

اور میں آپ کی شفاعت سے اپنے گناہ کی استغفار کرتا ہوں۔

پھر اس نے دو شعر پڑھے اور چلا گیا۔ ادھر میری آنکھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا تو آپ نے فرمایا اے عتبی! اعرابی سے ملو اور بشارت دو کہ بے شک اللہ نے اسے بخش دیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اوّل)

وہابیوں کے مشہور امام نواب صدیق حسن خاں صاحب لکھتے ہیں کہ ایک شخص کا باپ بعض بلاد میں مر گیا۔ جس کا بدن اور منہ سیاہ ہو گیا۔ پیٹ پھول گیا۔ اتنے میں وہ سو گیا۔ دیکھا کہ ایک شخص خوبصورت خوشبو والے نے آکر اس کے باپ کے بدن پر ہاتھ پھیرا۔ وہ سفید ہو گیا۔ پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں تیرا نبی محمد رسول اللہ علیہ وسلم ہوں تیرا باپ مسرف تھا لیکن مجھ پر بہت درود بھیجتا تھا۔ اس کی حالت کو دور کرنے کے لیے آیا ہوں۔

(کتاب الداء والدواء)

وہابیہ کے ممدوح مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ۔

" جو استعانت و استمداد باعتقاد علم و قدرت مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلیل سے ثابت ہو جائے تو وہ جائز ہے. خواہ مستمد منہ زندہ ہو یا مُردہ"

(امداد الفتاوی جلد چہارم)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں:۔

"مطلق استعانت نبی ولی سے حرام نہیں. بلکہ اس طرح سے حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اسی شخص پر بھروسہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ حاجت روا اللہ ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ نبی ولی کے کرے کہ اس نبی ولی کو مظہر عون الٰہی کا سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز روا ہے"

(تفسیر عزیزی)

مولوی محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں کہ:۔

"اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے. ہاں اگر کسی مقبول بندے کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ ان کو یہ طاقت رب نے عطا کی ہوتی ہے جیسا کہ

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ:۔

بعض روایات میں جو یہ آیا ہے کہ اعینونی یا عباد اللہ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب استعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں پر مقرر کیا ہے"

(فتاویٰ رشیدیہ جلد اول)

مشہور وہابی امام نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں کہ:۔

"زندگی میں مجھے ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے کہ ۱۲۷۵ھ کا ذکر ہے میں مرزاپور سے براہ جبلپور بھوپال آرہا تھا. ایک سیلاب سے واسطہ پڑا.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارش کا زمانہ تھا ندی چڑھ آئی. اس خیال سے کہ پانی تھوڑا ہے. گھوڑا مع سواری اس میں ڈال دیا. اس کا ڈالنا تھا کہ ندی میں طغیانی آگئی. قریب تھا کہ ہم سب ڈوب جائیں. میں گاڑی سے نکل کر پانی میں کود پڑا. پانی گاڑی کو بہانے گیا. میں نے فوراً بلند آواز سے تین مرتبہ پکارا. اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو. بس یہ کہنا تھا کہ گاڑی پانی سے نکل کر ایک اونچے پتھر پر آکھڑی ہوئی. اس موقع پر میرے اور کوچوان کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا؛

(قول متین شرح حصن حصین)

مخالفین کے اماموں اور مقتداؤں کے ان تمام حوالجات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں سے مشکلات و مصائب میں مدد مانگنا بالکل جائز ہے اور ہرگز ہرگز شرک نہیں ہے اور اگر کوئی اب بھی اس کو شرک سمجھتا ہے تو سے بسم اللہ پڑھ کے سب سے پہلے اپنے ان پیشواؤں پر فتوے لگانا چاہیئے مسئلہ شرک دلائل قاہرہ سے واضح ہو چکا ہے اور اس کے ہر پہلو کو آفتاب نیمروز کی طرح روشن کر دیا گیا ہے. اب مسئلہ بدعت پر تحقیقی و تفصیلی روشنی ڈالی جاتی ہے.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ بدعت

بدعت کے لغوی معنی ہیں "نئی چیز" جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم ارشاد فرماتا ہے:۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (پ سورۃ البقرہ)

"اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کو نئے طریقے سے ایجاد کرنے والا ہے"

اس آیت کریمہ میں وارد شدہ لفظ "بدیع" بدعت سے مشتق ہے جس کا معنی ہے "نئی چیز کا ایجاد کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں بدعت کی صحیح تعریف یہ ہے کہ "دین میں کوئی ایسا کام رائج کرنا جو شریعت کے خلاف ہو وہ بدعت ہے"۔ یعنی ہر بدعت بُری اور گمراہی نہیں بلکہ وہ بدعت گمراہی ہے جس سے دین اسلام کے کسی اصول اور قرآن و سنت کے کسی قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

چنانچہ ایک حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منہ فھو رد۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

یعنی ہمارے دین میں جو ایسی بات رائج کرے جو اس میں نہ ہو (یعنی دین کے خلاف ہو) وہ مردود ہے۔

اس حدیث پاک سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ہر بدعت بُری نہیں بلکہ جو بدعت کسی شرعی اصول سے متصادم ہو وہ بُری ہے

بدعت کی اقسام

چنانچہ بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ۔ بدعتِ حسنہ ہر اس نیک کام کو کہتے ہیں جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو۔ جیسے دینی مدارس قائم کرنا اور قرآن و حدیث و دینی کتب کو چھپوانا۔ اور بدعتِ سیئہ ہر اس کام کو کہتے ہیں جو قرآن و سنت کے خلاف ہو یا کسی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنت کو مٹانے والی ہو جیسے غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانا کیونکہ اس میں عربی میں خطبہ پڑھنے اور نماز میں مکبّر کھڑا کرنے کی سنت ختم ہو جاتی ہے. پھر بدعتِ حسنہ کی تین قسمیں ہیں

۱. بدعتِ مباحہ ۲. بدعتِ مستحبہ ۳. بدعتِ واجبہ

بدعتِ مباحہ ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو شریعت میں منع نہ ہو اور نیکی کی نیت کے بغیر کیا جائے جیسے فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کیا جائے۔ لذیذ کھانوں اور مشروبات کا استعمال کرنا اور عمدہ نفیس کوٹھیوں میں رہائش اختیار کرنا.

بدعتِ مستحبہ ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو شریعت میں منع نہ ہو. اور نیکی و ثواب کی نیت سے کیا جائے. مثلاً نمازِ تراویح جماعت کے ساتھ ادا کرنا. دینی مدارس قائم کرنا اور محفل میلاد و گیارہویں شریف کا انعقاد کرنا.

بدعتِ واجبہ ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو. مثلاً قرآن و حدیث سمجھنے کے لیے علم صرف و نحو حاصل کرنا اور قرآن پاک پر اعراب لگانا.

پھر بدعتِ سیئہ کی دو قسمیں ہیں:-

۱. بدعتِ مکروہہ ۲. بدعتِ حرام

بدعتِ مکروہہ ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جس سے کوئی سنّت چھوٹ جائے جیسے مساجد کی فخریہ زیب زینت کرنا.

بدعتِ حرام اس نئے کام کو کہتے ہیں جس سے کوئی واجب چھوٹ جاتے جیسے جبریہ اور قدریہ فرقوں کا ایجاد ہونا

شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ بدعت کی یہ جتنی قسمیں بیان کی گئی ہیں یہ جعلی اور خود ساختہ ہیں اور ان کا کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے. بنابریں اس کا حوالہ درج کیا جاتا ہے.

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

البدعة اما واجبة کتعلم النحو وتدوین اصول الفقه و اما محرمة کمذهب الجبریة واما مندوبة کاحداث الروابط والمدارس وکل احسان لم یعهد فی القدر الاول کالتراویح ای بالجماعة العامة واما مکروهة کزخرفة المساجد واما مباحة کالمصافحة عقیب الصبح والتوسع بلذیذ الماکل والمشارب۔

(مرقات باب الاعتصام بالکتاب والسنة)

ترجمہ۔ بدعت یا تو واجب ہے جیسے علم نحو کا سیکھنا اور علم فقہ کا جمع کرنا۔ یا حرام ہے جیسے جبریہ فرقہ۔ یا مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدارس کا قائم کرنا اور ہر وہ اچھی بات جو پہلے زمانے میں نہیں تھی اور جیسے تراویح کا جماعت سے پڑھنا۔ اور بدعت مکروہ ہے۔ جیسے مساجد کی فخریہ زیب وزینت کرنا۔ اور یا بدعت جائز ہے جیسے صبح کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور عمدہ عمدہ کھانا کھانا اور لذیذ شربت پینا۔

اس عبارت سے بدعت کی پانچوں قسموں کا واضح ثبوت ملتا ہے اور صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعتیں ضروری بھی ہوتی ہیں جیسے قرآن پاک کا جمع کرنا۔ اس میں اعراب لگانا۔ دینی مدارس قائم کرنا اور تبلیغی جلسے منعقد کرنا وغیرہ وغیرہ

بدعت حسنہ کے دلائل

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:۔

ورهبانیة ن ابتدعوها ما کتبناها علیهم الا ابتغاء رضوان الله۔

پھر فرمایا:۔

فاتینا الذین امنوا منهم اجرهم (ﭗ۲۷ سورۃ الحدید)

یعنی عیسائیوں نے رہبانیت کو ایجاد کیا۔ حالانکہ ہم نے ان کو ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ انہوں نے صرف رضائے الٰہی کی خاطر ایسا کیا۔ پس ہم نے اُن کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا اجر دیا۔

رہبانیت تارکِ دنیا ہونے کو کہتے ہیں۔ یعنی دنیا سے علیحدہ ہو کر رب کی عبادت میں ہر وقت مشغول رہنا "رہبانیت" ہے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں واضح طور پر ارشاد فرمارہا ہے کہ نصاریٰ نے اس کو از خود ہی اپنی طرف سے ایجاد کر لیا تھا اور ہم نے ان کو اس کا بالکل قطعی طور پر حکم نہیں دیا تھا۔ یعنی عیسائیوں نے ایک اچھی بدعت رائج کی اور رب نے ایک اچھی بدعت کے رائج کرنے پر نہ صرف ان کی تعریف کی بلکہ ان کو اجر و ثواب سے بھی نوازا۔ جس سے ثابت ہوا کہ بدعتِ حسنہ باعث ثواب ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا۔

من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورھم شیٔ ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بہا من غیر ان ینقص من اوزارھم شیٔ۔

(مشکوۃ شریف باب العلم)

ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور اس پر عمل کیے جانے کا بھی اور ان کے ثواب سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا اور جو کوئی اسلام میں برا طریقہ رائج کرے گا تو اس کو اس کا بھی گناہ ملے گا اور اس پر عمل کیے جانے کا بھی اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہیں ہوگی۔"

اس حدیث پاک کی روشنی میں غور کیجیے کہ حضور علیہ السلام نے خود اسلام میں اچھے طریقے رائج کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس پر اجر و ثواب ملنے کی خوشخبری سنائی ہے اگر آپ کے بعد کی ہر چیز بدعت ہے تو پھر اس پر ثواب کیسا؟ معلوم ہوا کہ اسلام میں اچھی بدعتیں جائز اور باعثِ برکت ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔

ما راٰہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن ۔

(مرقات باب الاعتصام)

"یعنی جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے"

معلوم ہوا کہ جس کام کو مسلمان باعث ثواب جانیں وہ اللہ کے ہاں بھی باعث ثواب ہے اور جس کام کو مسلمان افضل و بہتر سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر و افضل ہے اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے حب خدا اور رسول سے سرشار ہو کر آج کل کئی اچھے کام اپنائے ہوئے ہیں۔ تو اس روایت کی روشنی میں وہ سب جائز اور باعث اجر و ثواب ہیں معلوم ہوا کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی ۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں تراویح کی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا اور پھر تراویح کی جماعت کو دیکھ کر ارشاد فرمایا ۔

نعمۃ البدعۃ ھذہ ۔ (مشکوٰۃ شریف باب قیام شہر رمضان)

"یعنی بڑی اچھی بدعت ہے"

اس روایت سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلام میں اچھی بدعتیں بھی ہوتی ہیں، ہر بدعت بری نہیں ہوتی ۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھی بدعت باعث برکت اور کار ثواب ہے ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک جمع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے کہا ۔

کیف تفعلون شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

"آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں کیا ۔"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ۔

قال ھو خیر ۔ "یہ کام اچھا ہے"

(بخاری شریف جلد دوم باب جمع القرآن)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم فرمانے پر حضرت زید بن ثابت نے عرض کیا کہ قرآن پاک کا جمع کرنا بدعت ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔ اس کا حضرت ابوبکر نے جو جواب دیا۔ وہ نہایت قابل غور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:-

"بے شک بدعت تو ہے مگر اچھی بدعت ہے"

آجکل اسی قرآن پاک کو جو حضور علیہ السلام کے بعد جمع کیا گیا سب مخالفین نے اپنی آنکھوں کا نور اور دلوں کا سرور بنا رکھا ہے اور اس کو دل و جان سے اپنا رکھا ہے۔ جس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ ہر بدعت بری نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعتیں اچھی بھی ہوتی ہیں اور ان اچھی بدعتوں کو صرف ہم ہی نہیں بلکہ مخالفین نے بھی اپنا رکھا ہے۔ اب اگر بقول مخالفین ہر بدعت بری اور گمراہی ہے تو انہیں اس قرآن پاک کو ہرگز تسلیم نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ حضور علیہ السلام کے دور میں یہ موجودہ شکل و صورت میں موجود ہی نہیں تھا۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:-

جمیع ما ابتدعه العلماء والعارفون مما لم تصرح الشریعة بالامر به لایکون بدعة الا ان خالف صریح السنة فان لم یخالفها فهو محمود۔

(تفسیر روح البیان جلد چہارم ص۲۵۷)

"یعنی وہ سب کام جن کو علماء و عارفین نے نکالا ہے اور جن کے امر کی شریعت نے تصریح نہیں ہے وہ بدعت نہیں ہیں البتہ بدعت وہ کام ہیں جو صریح سنت کے خلاف ہوں اور اگر خلاف نہ ہوں تو اچھے ہیں۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ جو کام زمانہ نبوی کے بعد ایجاد ہوئے اور وہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہیں تو وہ از روئے شرع بدعت نہیں بلکہ جائز و محمود ہیں:-

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

وقول القائل ان ذلك بدعة لم یکن فی الصحابة فلیس کل ما

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یحکم باباحتہ منقولاً من اصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ مامورالیہا۔

(احیاء العلوم جلد ۲ ص۲۲۳)

"یہ کہنا کہ یہ بات بدعت ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں تھی صحیح نہیں کیونکہ کل مباحات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں۔ بدعت وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو اور جس کی شریعت میں ممانعت نہ وارد ہوئی ہو اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں۔"

حضرت امام غزالیؒ کے اس فرمان نے بدعت کے مسئلے کو سورج کی طرح واضح کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ کہنا کہ فلاں چیز صحابہ کرام کے دریا حضور علیہ السلام کے زمانے میں نہیں تھی اس لیے بدعت ہے قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام سے ہر بات منقول نہیں ہے اور نہ عدم نقل عدم وقوع کو مستلزم ہے یعنی کسی چیز کا بذریعہ نقل ہم تک نہ پہنچنے سے اس کا عدم وقوع ثابت نہیں ہوتا۔

مثلاً خدانخواستہ اگر کسی مقام پر کوئی حادثہ ہوا ہو اور ہمیں اس کی خبر نہ ہو تو ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس حادثے کی خبر نہیں۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ ہمیں خبر نہیں ہے لہٰذا یہ حادثہ ہی نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر کسی کام کے حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہولے یا نہ ہونے کا ہمیں علم نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کام فی الواقع اس زمانے میں ہوا ہی نہیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ کام تو ہوا ہو لیکن ان کی نقل ہم تک نہ پہنچی ہو۔ (فافہم وتدبر)

دینی بدعات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد کی ایجاد کردہ اگر ہر چیز بدعت اور گمراہی اور جہنم کی طرف لے جانے والی ہے جیسا کہ مخالفین نے ایک حدیث "کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار" کی رٹ لگا رکھی ہے۔ تو آئیے ذرا دیکھیں کہ اسلامی عبادات میں کون کون سی بدعتیں شامل ہو چکی ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان. مسلمان کے بچے بچے کو ایمان مفصل اور ایمان مجمل یاد کرایا جاتا ہے ایمان کے یہ دونوں نام اور اس کی یہ دونوں قسمیں بدعت ہیں. حضور علیہ السلام کے زمانے اور قرونِ ثلاثہ میں ان کا وجود تک نہ تھا.

کلمہ. ہر مسلمان چھ کلمے یاد کرتا ہے. یہ چھ کلموں کی تعداد، ان کی ترتیب اور ان کے نام بدعت ہیں. حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرونِ ثلاثہ میں ان کا ذکر تک نہ تھا.

نماز. نماز میں زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور اس کا زمانۂ نبوی و قرونِ ثلاثہ سے کوئی ثبوت نہیں ہے

روزہ. روزہ رکھتے وقت "وبصوم غد نویت من شہر رمضان" اور افطار کرتے وقت "اللّٰھم انی لک صمت وبک اٰمنت وعلیک توکلت وعلیٰ رزقک افطرت" کے الفاظ سے دعا مانگنا بدعت ہے. کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اور قرونِ ثلاثہ میں یہ دعائیں بالکل نہیں مانگی جاتی تھیں.

حج. بسوں. ریل گاڑیوں. بحری اور ہوائی جہازوں کے ذریعے حج پر جانا بدعت ہے. کیونکہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں سواری کی یہ چیزیں نہیں تھیں.

زکوٰۃ. موجودہ رائج الوقت سکوں اور نوٹوں سے زکوٰۃ ادا کرنا بدعت ہے. کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کے وقت میں یہ تصویروں والے نوٹ اور سکے نہیں تھے.

حدیث. حدیثوں کو کتابی شکل میں جمع کرنا. حدیثوں کی اسناد پیش کرنا اور حدیثوں کی قسمیں بنانا غرضیکہ سارا فن حدیث بدعت ہے جس کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں وجود تک نہ تھا.

اب ذرا تمام حضرات غور فرمائیں کہ جب ایمان. کلمہ. نماز. روزہ. حج. زکوٰۃ — ان تمام دینی عبادتوں میں بدعتیں شامل ہیں تو پیچھے باقی اور کیا رہ گیا؟ اور مخالفین سے پوچھیں کہ آیا یہ تمام بدعتیں تم نے اپنا رکھی ہیں یا نہیں؟ اگر اپنا رکھی ہیں اور یقیناً

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنا رکھی ہیں تو پھر تم اپنے فتوے اور اپنی بیان کردہ حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار کا کہیں خود تو مصداق نہیں بن رہے ؟؟؟

قرآنی بدعات

اور قرآن پاک جو سرچشمہ نور و ہدایت ہے اور مسلمانوں کی دین و دنیا میں فلاح و کامرانی کا ضامن ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مقدس الہامی کتاب ہے اور جس کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں یہ بھی بدعتوں سے خالی نہیں۔ دیکھیں :-

قرآن پاک کا کاغذ پر لکھنا بدعت ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا زمانے میں قرآن کریم کاغذ پر نہیں لکھا گیا بلکہ اس وقت سفید پتھر کے ٹکڑوں، کھجور کی شاخوں اور اونٹ اور بکری کے شانوں کی ہڈیوں اور چمڑوں کے ٹکڑوں وغیرہ پر لکھا جاتا تھا۔

قرآن پاک کو جیبی سائز یا اس سے کم سائز پر شائع کرنا بدعت ہے بلکہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے پاس جیبی سائز کا قرآن پاک دیکھا تو اسے درے لگوائے اور فرمایا :-

عظموا کتاب اللہ تعالیٰ۔

"اللہ تعالیٰ کی عظمت کا خیال رکھو"

اور آج کل مخالفین کے کتب خانوں کا سب سے بڑا مشغلہ اور کمائی کا ذریعہ ہی اشاعت قرآن ہے اور نہ صرف یہ لوگ قرآن پاک کو جیبی سائز بلکہ اس سے بھی کم سائز پر چھاپ کر کے بدعت کا برابر اور مسلسل ارتکاب کر رہے ہیں۔

قرآنی آیات کا زیب و زینت کے لیے مساجد کی دیواروں وغیرہ پر لکھنا بدعت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانے میں ایسا ہرگز نہیں ہوا اور آج کل تمام مخالفین کی مسجدوں کی دیواروں پر آیات قرآنی کندہ ہوتی ہیں اور اسی طرح تمام مخالفین کے تمام کاتب نہ صرف قرآن پاک کے لکھنے کی اجرت لیتے ہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ بڑھ چڑھ کر مانگتے ہیں اور اس طرح انہوں نے اس بدعت کو بھی زبان و دل سے اپنایا ہوا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگ دراصل اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

مسئلہ کفر

جس طرح بعض لوگ اپنی مرضی سے کسی چیز کو شرک اور کسی کو بدعت کہہ دیتے ہیں اسی طرح اپنی مرضی سے جس کو چاہے کافر قرار دے دیتے ہیں۔ بنابریں مسئلہ شرک و بدعت کے ضمن میں "مسئلہ کفر" کی وضاحت بھی نہایت ضروری ہے۔

کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی کو کافر کہنا ہی نہیں چاہیئے بلکہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے شاید وہ کل کو مسلمان ہو جائے۔ لیکن یاد رکھیں کہ از روئے شرع ہر شخص کو جیسا وہ ہو اس کو ویسا ہی کہنا لازمی اور ضروری ہے۔ ایماندار کو ایمان دار، منافق کو منافق، مشرک کو مشرک، اچھے کو اچھا، بُرے کو بُرا، چور کو چور، زانی کو زانی، ڈاکو کو ڈاکو، شرابی کو شرابی، بدکار کو بدکار کہنے میں قطعاً کوئی حرج نہیں۔ لوگوں کا یہ کہنا کہ بُروں کو بُرا اور کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیئے۔ قطعی طور پر غلط اور بے بنیاد ہے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ خواہ مخواہ بلاوجہ کسی مسلمان کو ہرگز ہرگز کافر نہ کہے (نعوذ باللہ من ذالک) لیکن جو کافر ہوں یا جن کے عقائد کفر کی حد تک پہنچے ہوئے ہوں (خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی کیوں نہ کہلاتے ہوں) ان کو ہر حال میں کافر کہنا ضروری ہے اور شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہے۔

واضح دلائل

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

قل یا ایہا الکفرون لا اعبد ما تعبدون۔ (پ۳۰ سورۃ الکافرون)

یعنی اے محبوب! آپ فرما دیجئے کہ اے کافرو! جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی کبھی عبادت نہیں کروں گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس آیت کریمہ سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ کافروں کو کافر کہہ کر پکاریں جس سے واضح ہوا کہ کافروں کو کافر کہنا اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب علیہ السلام کی سنت ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیئے وہ درحقیقت قرآن کے منکر ہیں۔

قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشادِ خداوندی ہے۔

ان الذین کفروا سواء علیھم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون۔ (پ۱ سورۃ البقرہ)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔

اس قسم کی بہت سی آیاتِ قرآن کریم میں موجود ہیں جن سے ہمارے اس دعویٰ کی بھرپور تائید ہوتی ہے کہ کافر کو کافر کہنا نہ صرف جائز بلکہ لازمی وضروری ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر منافقوں کو منافق کہا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ (پ۵ سورۃ النساء)

یعنی منافق لوگ جہنم کے سب سے نیچے والے طبقے میں ہوں گے۔

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر منافقوں کو منافق کہا گیا ہے۔

اسی طرح کتاب اللہ میں بہت سی جگہوں پر شیطان کو شیطان کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے۔

ولا تتبعوا خطوات الشیطن۔ (پ۲ سورۃ البقرہ)

یعنی تم شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔

شیطان کا دوسرا نام ابلیس بھی ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں شیطان کو ابلیس کہہ کر پکارا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یا ابلیس مالک الا تکون مع الساجدین (پ۱۴ سورۃ الحجر)

"اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا"

ان مذکورہ بالا تمام آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کافر کو کافر، منافق کو منافق اور شیطان کو شیطان کہہ کر پکارا ہے۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو جیسا ہو اس کو ویسا کہنے میں کوئی جرم نہیں ہے۔

ابو جہل اور ابو لہب کافر تھے تو ان کو سب لوگ کافر ہی کہتے ہیں۔ یزید برا ہے کیونکہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے لہٰذا اس کو سب برا ہی کہتے ہیں (سوائے یزیدی ٹولے کے) کوئی اسے اچھا نہیں کہتا۔ قرب قیامت میں "دجال" ظاہر ہوگا۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کانا ہوگا اور اس کی پیشانی پر کافر لکھا ہوگا۔ لہٰذا اگر ہم دجال کو کافر کہیں تو یہ حدیث پاک کے عین مطابق ہوگا۔

آج کل عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں چاہیے شاید وہ کل کو مسلمان ہو جائے۔ اگر اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر مسلمان کو مسلمان بھی نہیں کہنا چاہیے شاید وہ کل کو کافر ہو جائے۔ دورِ حاضر کے جاہل لوگوں پر سخت افسوس ہے جو اس قسم کی غلط باتیں کر کے لوگوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔ اگر کافر کو کافر کہنا جائز نہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کو کبھی کافر نہ کہتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کو کبھی کافر نہ کہتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل کو کبھی کافر نہ کہتے۔

اس سے ثابت ہوا کہ صحیح بات یہی ہے کہ مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہا جائے اچھے کو اچھا، برے کو برا، صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہا جائے۔

بدعت کے لطیفے

بہر حال "مسئلہ کفر" کی بات ضمناً آگئی۔ اصل میں بحث "مسئلہ بدعت" پر کی جا رہی ہے بفضلہ تعالیٰ واضح اور روشن دلائل سے بدعت کے مسئلہ کو اجاگر کر دیا گیا ہے۔ مخالفین کے لیے اب سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ اس مسئلے کے بارے میں اپنے ناپاک موقف سے دستبردار ہو جائیں اور توبہ کر کے راہ راست پر آ جائیں۔ بدعت کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارے میں یہ لوگ آج تک کوئی واضح موقف اختیار نہیں کر سکے۔ جیسا کہ درج ذیل واقعات ولطائف سے ظاہر ہے۔

ایک توحیدی مولوی صاحب کسی کا نکاح پڑھانے گئے۔ جا کر دیکھا تو دولہا میاں نے سہرا باندھ رکھا تھا مولوی صاحب کی فوراً رگِ توحید پھڑکی اور گرج کر کہا کہ "یہ سہرا باندھنا حرام ہے بدعت ہے" نہ حضور علیہ السلام نے سہرا باندھا، نہ صحابہ کرام نے۔ لوگوں نے یہ سن کر فوراً سہرا کھول دیا۔ مولوی صاحب جب نکاح پڑھا چکے تو دولہا کے والد صاحب نے سو روپے کا نوٹ دیا۔ مولوی صاحب جب اس نوٹ کو جیب میں ڈالنے لگے تو دولہا نے فوراً مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مولوی صاحب "نکاح پڑھا کر پیسے لینا بھی حرام ہے، بدعت ہے۔ نہ حضور علیہ السلام نے لیے، نہ صحابہ کرام نے لیے۔ مولوی صاحب بولے کہ یہ تو خوشی کے پیسے ہیں۔ دولہا نے جواب دیا کہ سہرا بھی خوشی کا تھا نہ کہ غم کا۔ اس پر نجدی مولوی صاحب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور لاجواب ہو گئے۔

اسی طرح ایک اور توحیدی نے اپنے ایک رشتہ دار کے ہاں اپنے بیٹے کی منگنی کی اور کہا کہ میں نکاح سنت سے کروں گا اور موجودہ دور کی کسی بدعت کو شادی میں شامل نہیں ہونے دوں گا۔ لڑکی کے والد نے کہا "بالکل ٹھیک ہے ایسا ہی ہونا چاہیئے"۔ چنانچہ شادی والے دن نکاح مسنون طریقے سے کیا گیا اور جب کھانے کی باری آئی تو صاحب خانہ نے مسنون کھانا ابلے ہوئے کدو۔ ان چھنے پسے ہوئے جو کے آٹے کی روٹیاں اور ساتھ کھجوریں براتیوں کے سامنے رکھ دیں۔ پھر کیا تھا یہ مسنون کھانا دیکھ کر باراتیوں کے حلق سوکھ گئے اور دولہا کے والد کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور لڑکی والے سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ مسنون کھانا ہے۔ اور میں نے بھی اس موقع پر سنت ادا کی ہے۔ اگر میں نے کوئی بدعت یا ناجائز کام کیا ہے تو آپ بتا دیجیے۔ میں معافی مانگنے کے لیے تیار ہوں۔ دولہا کا توحیدی باپ بولا کہ تم نے اتنے بڑے بڑے آدمیوں میں میری ناک کاٹ دی ہے۔ صاحب دعوت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے جواب دیا کہ اگر سنّت کی تابعداری میں ناک کٹتی ہے تو اس کم بخت کو کٹ ہی جانے دو۔ اس کے بعد اس نے اپنے نوکروں سے کہا کہ یہ کھانا اُٹھالو اور دوسرا کھانا جس کو یہ لوگ بدعت و خلاف سنّت سمجھتے ہیں ان کے سامنے لاؤ۔ پھر زردہ پلاؤ۔ قورمہ۔ نان کوفتے۔ چٹنی اور فرنی وغیرہ لائی گئی تو دولہا صاحب کا باپ خوش تو ہو گیا۔ مگر بدعت والا کھانا کھا کر ندامت کی وجہ سے سر نہ اُٹھا سکا۔

آج کل تقریباً تمام توحید کے علمبرداروں کا یہی حال ہے کہ ادھر ایک چیز کو بدعت بھی کہتے جائیں گے اور ادھر اس کو اپنے سینے سے بھی لگاتے جائیں گے جیسا کہ اس کتاب میں دینی و دنیوی بے شمار بدعتیں نام لے کر تحریر کی گئی ہیں۔

تو جب ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔ تو پھر آیا یہ لوگ مذکورہ بدعتوں کو اپنا کر کہیں خود تو جہنم کا ایندھن نہیں بن رہے ؟ اور پھر ایک چیز کو ناجائز، بدعت اور حرام کہہ کر اپنا لینا کیا یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے ؟ اور کیا یہ منافقت و دوغلی پالیسی نہیں ہے ؟؟؟

انعامی چیلنج

ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ بدعت کی تعریف، اس کی اقسام اور اس کے احکامات پر اپنی اس کتاب میں مفصل بحث کی ہے۔ لیکن ہمارے مخالفین آج تک بدعت کی صحیح تعریف بھی نہیں جان سکے۔

ہم نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ بدعت کی ایسی صحیح اور جامع و مانع تعریف کریں جس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ ہو سکے جس سے یہ محفل میلاد و گیارہویں شریف تو حرام ثابت ہو اور ہفت روزہ اہلحدیث نکالنا، تبلیغی جلسے کرنا اور ان کے اشتہارات شائع کرنا جائز ثابت ہو۔ اور جس سے اولیاء اللہ سے مدد مانگنا تو حرام ثابت ہو اور پولیس سے مشکلات میں مدد مانگنا عین اسلام ثابت ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہم بدعت کی ایسی صحیح اور جامع تعریف پر مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ سب مخالفین مل کر ہمت کریں، سر جوڑ کر بیٹھیں، آپس میں مشورے کریں اور غور و فکر کریں اور بدعت کی ایسی تعریف وضع کریں جس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہ ہو سکے۔ ہم اس صورت میں بذریعہ عدالت بھی ایک ہزار روپیہ پیش کرنے کو تیار ہیں اور ہماری یہ تحریر اس کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے اور اگر ایسا نہ کر سکیں، اور ہمارا دعویٰ ہے کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ تو پھر یہ لوگ اپنے جھوٹے اور باطل مذہب سے سچے دل کے ساتھ توبہ کریں اور مذہب حق اہلسنت و جماعت بریلوی میں آ جائیں۔ یہی ان کے لیے فلاح و کامرانی کا راستہ ہے۔

حرفِ آخر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اُس کے پیارے حبیب علیہ السلام کے نظرِ رحمت سے اس عظیم الشان کتاب میں شرک، کفر اور بدعت پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کے ہر ہر پہلو کو دلائل و براہین کے ساتھ واضح کیا گیا ہے اور کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا گیا۔

مخالفین ان مسائل پر جتنے اعتراضات کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں ان کے مسکت و دندان شکن جوابات بھی سپردِ قلم کر دیئے گئے ہیں۔ بس یوں سمجھ لیں کہ کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف اپنوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ بلکہ غیروں کے لیے بھی مفید و راہِ راست پر آنے کا سبب بنے گی۔ یہ کتاب مسئلہ شرک و بدعت پر دلائل کا ایک انمول خزانہ ہے۔ جس سے ہر خاص و عام پورے طور پر استفادہ کر سکتا ہے۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو خضرِ راہ اور باعثِ ہدایت بنائے اور بندۂ ناچیز کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔

ع ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین آمین

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

۱۴؍ اگست سنہ ۱۹۹۳ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گلدستۂ تقاریر

افادات : مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

مرتبہ : محمد نعیم اللہ خاں قادری

جلد چہارم

- ایمان افروز عبرت آموز چند منتخب احادیث
- چند اہم احادیث
- احکام مسجد
- فضائل جمعۃ المبارک
- فضائل بسم اللہ شریف
- مسلمانوں کے باہمی حقوق
- اسلام میں میاں بیوی کے حقوق
- یہود و نصاریٰ سے دوستی
- عورت اور حاکمیت
- ووٹ کی شرعی حیثیت
- عوام میں مشہور غلط مسائل
- غلط مسائل
- بدلتے مسائل
- چند ضروری مسائل
- چند اہم فتاویٰ
- چند اہم مضامین
- چند قرآنی واقعات
- چند ضروری مسائل
- مجبوری کے احکام
- بیماری کے مسائل
- احکام عدت
- اسلام میں عورت کی حکمرانی
- عورتوں کی چوڑیوں کا مسئلہ
- مہکتے پھول
- تلخ و شیریں
- چھینک اور جماہی کے مسائل
- اسلام اور انگوٹھے چومنا
- شادی اور ولیمہ
- نشری تقریریں
- فضائل مکہ مکرمہ
- فضائل مدینہ منورہ
- راہنمائے حجاج
- مناسک حج کی حکمتیں
- سفرنامہ حج
- منشور انسانیت
- مکتوب غزالی زماں
- اعلیٰ حضرت کے سلام کی تشریح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بدعتی کون؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

حمد وصلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ مذہب مہذب اہلسنت وجماعت بریلوی کے حق اور صحیح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ علمائے اہلسنت بفضلہ تعالیٰ اختلافی مسائل میں مخالفین کو ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار شکستِ فاش سے دوچار کر چکے ہیں۔ خود بندۂ ناچیز سے بفضلہ تعالیٰ ان کے بڑے بڑے شیخ الحدیث اور قابل مدرس کہلانے والے علماء متعدد مسائل (مثلاً مسئلہ شرک، انگوٹھے چومنا، علمِ غیب، حاضر و ناظر اور مسئلہ رفع یدین و فاتحہ خلف الامام وغیرہم) میں تحریری طور پر شکست کھا چکے ہیں۔ (ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء)

مگر مقامِ حیرت ہے کہ یہ لوگ اپنے جھوٹے و باطل مذہب پر پھر بھی قائم ہیں اور اس سے ذرہ بھر بھی انحراف کرنے کو تیار نہیں،

حقیقت یہ ہے کہ "ختم اللہ علیٰ قلوبہم" (پ۱ سورہ بقرہ) کے مطابق ان کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں لہٰذا یہ لوگ کبھی بھی راہِ راست پر نہیں آ سکتے۔ دورِ حاضر کے دو فرقے دیابنہ اور غیر مقلدین تو واقعی اللہ تعالیٰ کی جانب سے مُہر زدہ ہو چکے ہیں اور انہیں حق کا راستہ باوجود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متعدد بار شکست کھاتے کے نظر ہی نہیں آتا۔ مثال کے طور پر بدعت کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس میں یہ دونوں فرقے متعدد بار شکست کھا چکے ہیں، لیکن یہ لوگ اہلسنت و جماعت کو اپنی پرانی عادت کے مطابق پھر بھی بدعتی کہنے سے باز نہیں آتے اور اپنی زعم میں یہ اپنے علماء کو" قاطع شرک و بدعت" لکھتے ہوئے نہیں تھکتے، حقیقت تو یہ ہے کہ بدعت کے مسئلے پر ان لوگوں نے ایسی زبردست ٹھوکر کھائی ہے کہ یہ لوگ تا قیامت اس مسئلے کو سمجھ ہی نہیں سکتے، یہ لوگ ہمیں بار بار بدعتی کہتے ہیں۔ کاش کہ یہ لوگ اپنے گریبان میں بھی جھانکتے اور سوچتے کہ جن مسئلوں پر ہم اہلسنت و جماعت کو بدعتی کہتے ہیں کہیں ان پر ہم خود تو عمل پیرا نہیں ہیں۔ آیئے ذرا ایسے ہی مسائل پر نظر ڈالتے ہیں۔

سیرت النبی کے جلسے

جب ماہ نور ربیع الاوّل شریف شروع ہوتا ہے تو اہلسنت وجماعت بریلوی میں مسرت و فرحت کی ایک برقی لہر دوڑ جاتی ہے اور وہ جگہ جگہ عید میلاد النبیؐ کے جلسے منعقد کرتے ہیں اور بارہ ربیع الاول شریف کو آپؐ کی ولادت باسعادت کے دن جلوس نکالتے ہیں اور مخالفین اس بنا پر اہلسنت پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ میلاد شریف کے جلسے نہ حضور علیہ السلام نے کئے اور نہ صحابہ کرام نے اور جو چیز حضور علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہو وہ بدعت ہے، لیکن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخالفین کا خود اپنا حال یہ ہے کہ یہ لوگ ربیع الاوّل شریف میں سیرت النبیؐ کے جلسے کرتے ہیں اور اُن کے باقاعدہ اشتہارات تک شائع کرتے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا حضور علیہ السلام نے سیرت النبی کے جلسے کئے اور ان کے اشتہارات شائع کئے اگر نہیں کئے تو اب ذرا انصاف سے بتاؤ کہ بدعتی کون ہے؟ یقیناً تم ہو۔ نیز ہم میلاد النبیؐ کے بارہ روزہ جلسے رکھیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ بدعت ہے اور خود یہ ہر سال سیرت النبیؐ کے بارہ دن ہی پروگرام رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا یوم ولادت ۹ ربیع الاول ہے۔ اگر اس بنا پر میلاد کے بارہ دن جلسے منعقد کرنا بدعت ہے کہ آپ کا یوم میلاد ۹ ربیع الاوّل شریف ہے تو پھر سیرت النبی کے بارہ روزہ پروگرام کرنا اور اس کے باقاعدہ اشتہارات شائع کرنا (جیسا کہ خانیوال میں ہر سال ہوتا ہے) کیا یہ بدعت نہیں ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو اب ذرا انصاف سے بتاؤ کہ بدعتی کون ہے؟ یقیناً تم ہو اور لاریب تم ہی ہو۔

یومِ صدیقِ اکبر کے پروگرام

دیابنہ اور بالخصوص ان کی ذیلی تنظیم سپاہِ صحابہ والے ہر سال ماہِ جمادی الثانی میں یومِ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی جوش و خروش کے ساتھ مناتے ہیں، اس کے باقاعدہ جلسے منعقد کرتے ہیں۔ بائیس جمادی الثانی کو جلوس نکالتے ہیں، ہر سال یومِ صدیقِ اکبر سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اس دن سرکاری تعطیل کا بھی مطالبہ کرتے ہیں۔ جب ان کے نزدیک جو چیز حضور علیہ السلام کے زمانے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ ہو وہ بدعت ہے تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام کے دور میں یوم صدیقِ اکبر کے جلسے منعقد کئے گئے اور جلوس نکالے گئے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو تم ہر سال ایسا کرکے بدعتی ہوئے یا نہیں؟ ہوئے اور یقیناً ہوئے

لفظِ مولانا کا اطلاق

قرآن پاک میں ہے اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (پ سورہ البقرہ)" یعنی اے اللہ تو ہی مولانا ہے (یعنی ہمارا تو ہی مولا ہے) پس تو ہمیں کافروں کی قوم پر فتح عطاء فرما۔" اس آیت کریمہ میں لفظ مولانا کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر کیا گیا ہے لیکن مذکورہ دونوں فرقے والے اپنے ہر ایرے غیرے نتھو خیرے مولوی کو "مولانا" کہتے اور لکھتے ہیں، اگر ہم کہیں کہ نبی اور ولی بندوں کی مدد فرماتے ہیں تو یہ لوگ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں اور فوراً شرک و بدعت کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی کی مدد کرنا یہ رب کی صفت ہے اور رب کی صفت نبیوں اور ولیوں کے لئے ثابت کرنا شرک ہے۔ جب بقول ان کے رب کی صفت بندوں کے لئے ماننا شرک و بدعت ہے تو یہاں "مولانا" جو رب کی صفت ہے اس کو اپنے نام نہاد علماء کے لئے ماننا بدعت ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو اب تم بتاؤ کہ بدعتی کون ہے؟ یقیناً تم ہو

اتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت — دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استمداد کا مسئلہ

یہی لوگ کہتے ہیں کہ نبیوں اور ولیوں سے مدد مانگنا شرک و بدعت ہے (جیسا کہ ابھی بیان ہوا)

انہی لوگوں کا یہ شعر ہے کہ ؎

وہ کیا شئے ہے نہیں ملتی خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

مگر خود ان کا حال یہ ہے کہ یہ لوگ ضرورت کے وقت پولیس سے مدد مانگتے ہیں۔ عدالتوں میں جاکر وکیلوں سے مدد مانگتے ہیں اور اپنے مدرسوں کے لئے مالداروں سے چندہ کی صورت میں مدد مانگتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے، ؎

وہ چندہ ہے نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اغنیاء سے

سوال یہ ہے کہ اگر نبیوں، ولیوں سے مدد مانگنا شرک و بدعت ہے تو کیا پولیس، وکیل اور مالداروں سے مدد مانگنا بدعت نہیں ہے؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو اب آپ بتائیں کہ بدعتی کون ہے؟ یقیناً تم ہو اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش بھی نہیں ہے

واضح رہے کہ ان سطور میں ہم صرف وہی مسائل تحریر کر رہے ہیں کہ جن سے مخالفین کا بدعتی ہونا ثابت ہوتا ہے، رہا ہم پر کئی مسائل کی بنا پر ان کا بدعتی ہونے کا فتویٰ لگانا تو ان کا جواب ہم پہلے متعدد مرتبہ دے چکے ہیں، تفصیل کے لئے ہماری مطبوعہ کتاب "حقیقتِ شرک و بدعت" ملاحظہ فرمائیں، لیکن یہ لوگ اب ہمیں جواب دیں کہ ان مسائل کی بنا پر یہ خود بدعتی ہیں یا نہیں؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ نور کا بیان

ہم اہلسنت وجماعت بریلوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانتے ہیں اور یہ لوگ ہم پر اس مسئلہ کی بنا پر بھی شرک و بدعت کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ نور ہونا اللہ کی صفت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (الآیۃ) یعنی اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کا نور ہے، اور خدا کی صفت کا کسی غیر میں پایا جانا شرک ہے۔ اس کے متعلق ہماری عرض یہ ہے کہ انہی مخالفین کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "نشر الطیب" میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کے متعلق پوری فصل باندھی ہے اور اس میں آپ کا نور ہونا متعدد احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کو نور ماننا شرک و بدعت ہے تو یہ تمہارے بڑے مولوی اشرف علی تھانوی آپ کو نور مان کر بدعتی ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور یقیناً ہوئے تو ایک بدعتی کو اپنا دینی رہنما مان کر پھر تم بدعتی ہوئے یا نہیں؟ اب انصاف سے بتائیں اور دل پہ ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ بدعتی کون ہے! یقیناً تم ہو۔ مسئلہ نور کی مکمل وضاحت ہم نے اپنی مطبوعہ کتاب "فیصلہ چہار مسئلہ" میں مفصل طور پر کر دی ہے اور اس مسئلہ پر مخالفین کے تمام اعتراضات کے مدلل و دنداں شکن جوابات بھی اس میں تحریر کر دیئے ہیں لہٰذا اس مسئلہ کی مزید

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وضاحت کے لئے "فیصلہ چہار مسئلہ" ملاحظہ فرمائیں۔

اذان میں اضافہ

آج کل غیر مقلد لوگوں نے ہر اذان کے کلمات میں اضافہ کر لیا ہے، شروع میں یہ لوگ صرف صبح کی اذان میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشھد ان محمد الرسول اللہ چار چار بار کہتے تھے۔ اس کے بعد آج سے چند سال قبل انہوں نے یہ اضافہ عشاء کی اذان میں بھی کر دیا اور آج کل یہی اضافہ انہوں نے تقریباً ہر اذان میں کر دیا ہے، چنانچہ ہمارے علاقے میں ان کی تقریباً ہر اذان اسی اضافے کے ساتھ ہو رہی ہے، سوال یہ ہے کہ اس اضافہ کا کہاں حکم ہے؟ یعنی ہر اذان میں یہ زیادہ کلمات کہے جائیں، یہ کہاں لکھا ہے؟ اگر بالفرض یہ لوگ کہیں کہ ایسا کرنا حدیثوں سے ثابت ہے تو پھر ہم ان سے پوچھیں گے کہ اگر یہ واقعی حدیثوں سے ثابت ہے تو آج سے چند سال پہلے تم اس اضافے کے ساتھ اذانیں کیوں نہیں پڑھتے تھے؟ کیا اس وقت تمہیں یہ حدیثیں معلوم نہیں تھیں؟ یا اب اچانک تمہیں ان احادیث کا انکشاف ہوا ہے۔ جب چند سال پہلے تم خود اس اضافے کے ساتھ اذانیں نہیں پڑھتے تھے تو ثابت ہوا کہ یہ بدعت تم نے اب شروع کی ہے اب آپ خود ہی بتاؤ کہ بدعتی کون ہے؟ یقیناً اور لاریب بدعتی تم ہی ہو

؎ اگر اب بھی نہ سمجھے پھر تجھ سے خدا سمجھے

افسوس کہ بدعتیں تم گڑھتے ہو اور اس کا طعنہ ہمیں دیتے ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ے "شرم تم کو مگر نہیں آتی"

نماز جنازہ کا مسئلہ

مذکورہ بالا دو فرقوں میں سے غیر مقلد لوگ نماز جنازہ بڑی لمبی چوڑی پڑھتے ہیں۔ اور اس میں الحمد شریف اور نہ جانے کیا کیا پڑھتے ہیں جبکہ ہم اہلسنت و جماعت نماز جنازہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق پڑھتے ہیں، یہ لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ جس طرح تم نمازِ جنازہ پڑھتے ہو یہ بدعت ہے اور سنت کے خلاف ہے، اس کے متعلق ہم صرف اتنا عرض کر دیتے ہیں کہ جس طرح ہم نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں سعودی عرب میں یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی غیر مقلد حضرات بالکل ہماری طرح ہی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں۔ جیسے ہم اس میں الحمد شریف نہیں پڑھتے اسی طرح وہ لوگ بھی نماز جنازہ میں الحمد شریف نہیں پڑھتے اور جتنی دیر نماز جنازہ میں ہم لگاتے ہیں بالکل اتنی ہی دیر مکہ و مدینہ میں وہاں کے امام لگاتے ہیں۔ واضح رہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حکومت اور آئمہ کو ہمارے ملک کے غیر مقلد لوگ اپنا ہم عقیدہ کہتے ہیں اور ان کے ساتھ اپنا ناطہ جوڑنا قابلِ فخر سمجھتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نماز جنازہ پاکستانی غیر مقلد صحیح پڑھتے ہیں یا سعودی عرب کے غیر مقلد، دونوں میں سے ایک گروہ صحیح راستے پر ہے۔ اور دوسرا غلط راستے پر، اب یہ فیصلہ کرنا خود ان کا کام ہے کہ کون صحیح ہے اور کون غلط! بہر حال جو بھی غلط راستے پر ہے وہ یقیناً بدعتی ہے لہذا اب تو روز روشن کی طرح

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واضح ہے کہ بدعتی کون ہے؟ کیا اب بھی اس میں کوئی شک ہے؟ نہیں بالکل نہیں، واقعی بدعتی یہی لوگ ہیں جو دین اسلام میں نئی نئی باتیں شامل کر رہے ہیں۔

پختہ مسجدیں اور رنگ و روغن

مذکورہ دونوں فرقوں کے افراد کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجدیں کچی تھیں اور ان کے لمبے لمبے مینار نہیں تھے، مسجد نبوی بھی کچی تھی اور اس کی چھت کھجوروں کے پتوں کی تھی اور اس میں رنگ و روغن اور سفیدی وغیرہ بھی نہیں کی گئی تھی اور اس میں لاؤڈ سپیکر بھی نہیں تھا۔ جبکہ آج ان فرقوں کی مسجدیں پختہ اور پلستر شدہ ہیں۔ ان کے لمبے لمبے خوبصورت اور ڈیزائن دار مینار ہیں۔ ان میں بہترین رنگ و روغن بھی کیا گیا ہے اور ان میں لاؤڈ سپیکر بھی نصب ہیں۔ تو ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ دور مصطفوی کے بالکل برعکس تمہارا مساجد کو پختہ بنانا، ان کو رنگ و روغن سے مزین کرنا اور ان میں لاؤڈ سپیکر لگانا بدعت ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو بتاؤ کہ اب بدعتی کون ہے؟ یقیناً اور بے شک تم ہو۔ نیز حضور علیہ السلام کے زمانے میں پختہ مکانات بنانے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک صحابی نے پکا مکان بنوایا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ آپ نے ناراضگی کی بنا پر اس کے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ اس نے آکر اپنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پختہ مکان گرایا تو پھر آپؐ نے سلام کا جواب دیا (مشکوٰۃ شریف) اور اب تو تمام دیا بنہ اور غیر مقلد نجدیوں کے مکانات پختہ ہیں اور بہت خوبصورت و ڈیزائن دار ہیں اور ان کو دیکھ کر آدمی دنگ رہ جاتا ہے۔ اب ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ زمانہ نبوی کے کچے مکانوں کے بالکل برعکس تمہارا یہ عالیشان پختہ مکانات بنانا بدعت ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر بتائیں کہ بدعتی کون ہے؟ یقیناً اور بیشک تم ہی بدعتی ہو اور افسوس کہ تم الٹا بدعتی ہمیں کہتے ہو ؎

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

حدیث کا علم اور کتابیں

آج کل مذکورہ بالا مخالفین کے مدرسوں میں علم حدیث پڑھانے پر زور دیا جاتا ہے اور حدیث کی کتابیں بخاری شریف، مسلم شریف، ابنِ ماجہ اور ابو داؤد وغیرہ بڑے زور و شور سے پڑھائی جاتی ہیں حالانکہ حدیث کی ان کتابوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانے میں وجود تک نہیں تھا۔ یعنی حدیثوں کو کتابی شکل میں جمع کرنا، حدیثوں کی اسناد بیان کرنا اور حدیثوں کی قسمیں بنانا غرضیکہ سارا فنِ حدیث ہی بدعت ہے اور ان لوگوں نے اس فن کو اِس طرح سینے سے لگا رکھا ہے کہ بات بات پر حدیثِ بخاری کا مطالبہ کرتے ہیں، یعنی ہم کوئی بھی مسئلہ بیان کریں تو یہ لوگ فوراً مطالبہ کریں گے کہ یہ مسئلہ بخاری شریف سے ثابت کر کے دکھاؤ، حالانکہ بخاری شریف کا حضور علیہ السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور صحابہ کرام کے دور میں وجود تک نہ تھا۔ اب ان لوگوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ فن حدیث کو اپنا کر اور احادیث کی کتابوں کو پڑھ کر تم لوگ بدعتی ہوئے یا نہیں ؟ اگر ہوئے اور یقیناً ہوئے تو پھر اب اس مسئلہ میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے کہ بدعتی کون ہے ؟ وہ یقیناً اور لاریب تم ہی ہو۔

قرآنِ مقدس الہامی کتاب ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن پاک سرچشمۂ نور و ہدایت اور دین و دنیا میں مسلمانوں کی فلاح و کامرانی کا ضامن ہے لیکن سب کو معلوم ہے کہ قرآن پاک موجودہ شکل و صورت میں حضور علیہ السلام کے زمانے میں نہیں تھا۔ آپؐ کے دور میں قرآن پاک کاغذ پر نہیں لکھا گیا بلکہ اس وقت سفید پتھر کے ٹکڑوں، کھجور کی شاخوں، اونٹ اور بکری کے شانوں کی ہڈیوں اور چمڑوں کے ٹکڑوں پر لکھا جاتا تھا۔ قرآن پاک کی ہر سورت سے پہلے "سورۃ الفلانیہ مکیہ یا مدنیہ" لکھنا بھی بدعت ہے کیونکہ حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام کے زمانے میں ایسا ہرگز نہیں لکھا جاتا تھا۔ قرآن پاک میں جتنے بھی اعراب ہیں یعنی زیر، زبر، پیش شد اور مد وغیرہ یہ سب بدعت ہیں کیونکہ یہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کے زمانے میں بالکل نہیں تھے۔ یہ اعراب عبدالملک بن مروان کے دور میں حجاج بن یوسف نے لگوائے اور قرآن پاک کے جملہ اعرابات کی تعداد دو لاکھ دس ہزار تین سو اڑتیس ہے تو گویا اس حساب سے قرآن پاک میں دو لاکھ سے زائد بدعتیں موجود ہیں اور اسی قرآن پاک کو ان لوگوں نے سینے سے لگا رکھا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس قرآن پاک میں دو لاکھ سے زائد بدعتیں موجود ہیں اس قرآن پاک کو اپنا کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ لوگ بدعتی ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور یقیناً ہوئے تو آپ بھی بھلا کسی کو اس بارے میں شک ہو سکتا ہے کہ "بدعتی" کون ہے؟!! یقیناً یہی لوگ بدعتی ہیں اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

خاتمہ

مذکورہ بالا سطور میں ہم نے چند ایسے مسائل کی نشاندہی کی ہے کہ جن سے مخالفوں اور غیر مقلدوں کا بدعتی ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے اور یہ لوگ بدعتی بھی خود بدعت کی بیان کی ہوئی اپنی اس تعریف کی بنا پر قرار پاتے ہیں کہ "جو چیز حضور علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہو وہ بدعت ہے" ہم نے اس رسالے میں ایسی ہی چند چیزیں نقل کی ہیں کہ جو زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں تھیں اور انہی کو مخالفین نے اپنا کر اپنے گلے کا ہار بنا رکھا ہے، تو اب عوام الناس کو یہ جانتے ہیں کوئی دقت محسوس نہیں ہونی چاہیئے کہ "بدعتی کون ہے؟"

۵ الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اگر ان لوگوں میں ہمت ہے تو ان مسائل کا جواب دیں اور اپنے آپ کو پاکدامن ثابت کریں۔ ابھی تو اس مختصر رسالے میں ہم نے صرف ایسے چند ہی مسائل کی نشاندہی کی ہے کیونکہ صفحات کم ہونے کی بنا پر اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے، خدا نے چاہا تو پھر کبھی ایسے مزید مسائل عوام کے نوٹس میں لائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

تحریر کنندہ :- محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال یکم دسمبر ۱۹۹۵ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث کی روشنی میں

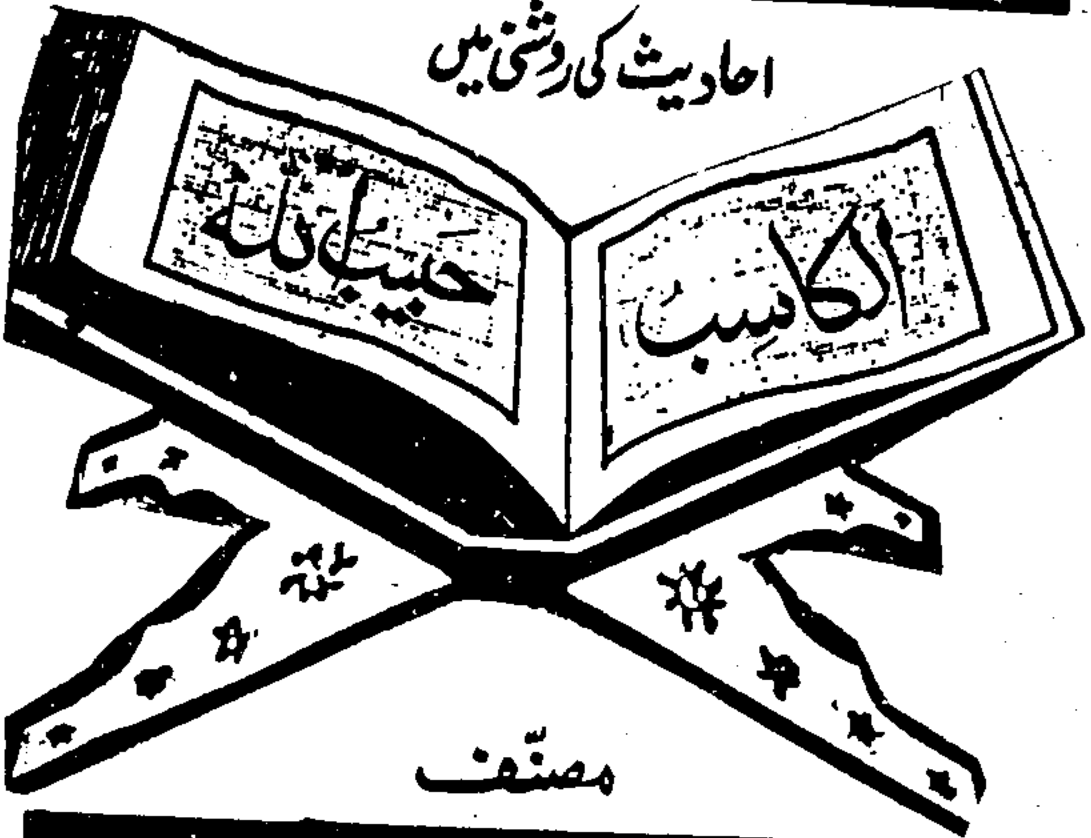

مصنّف

مجاہد اہلسنّت حضرت مولانا محمد حنیف صاحب اختر خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اختیاراتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

تمہید

حضور اکرم نورِ مجسم تاجدارِ عرب و عجم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق کائنات جل مجدہٗ الکریم نے اس ظلمت کدہ عالم میں اپنا محبوب وپیارا رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور بے اختیار و مجبورِ محض بنا کر نہیں بھیجا بلکہ آپ کو ہر طرح کے وسیع اختیار دیکر "مختار نبی" بنا کر بھیجا ہے لیکن بعض لوگ اس امر کو تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ آپ کو کسی بھی قسم کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ انہی میں سے ایک صاحب نے لکھا ہے کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں" (ملاحظہ ہو "تقویت الایمان")

بنا بریں ذیل میں اسی موضوع سے متعلق چند احادیث مبارکہ درج کی جا رہی ہیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیع اختیارات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے

جنت کا ضامن

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من یضمن لی ما بین لحییہ و ما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ۔ یعنی جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ (بخاری شریف) اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جنت دینے کی ضمانت دی ہے جو اپنی زبان اور شرمگاہ سے اللہ و رسول کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اور انہیں ناجائز استعمال نہیں کریں گے۔ یعنی زبان سے فحش گوئی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گالی گلوچ اور بکواس بازی وغیرہ نہیں کریں گے اور شرمگاہ کو زنا اور غلط کاری سے محفوظ رکھیں گے۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت کے مالک ومختار ہیں اور جسے چاہیں جنت عطا فرما سکتے ہیں۔

خزانوں کی چابی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

بعثت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب وبینا انا نائم رایتنی بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔ میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں۔ رعب کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں اور میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ روئے زمین پر مال و دولت کے جتنے بھی خزانے ہیں۔ انکی چابیاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی گئیں ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ زمین کے تمام خزانوں کے مالک ومختار ہیں۔ شاید کوئی سوال کرے کہ حضور علیہ السلام یہ تو خواب کی بات بیان فرما رہے ہیں اور خواب کی بات دلیل اور حجت نہیں بن سکتی تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہمارا تمہارا خواب غلط اور جھوٹا ہو سکتا ہے لیکن نبیوں کے خواب بالکل سچے ہوتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ رؤیۃ الانبیاء وحی (الحدیث) کہ نبیوں کے خواب وحی کی مثل ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم خواب میں ہی دیا تھا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ یٰبنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماذا تریٰ (الآیۃ) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ "اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں بتا تو تمہاری کیا رائے ہے" معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے خواب ہمیشہ سچے ہوتے ہیں ۔

حضور کا انعام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا میں رمضان شریف میں اپنی بیوی سے ہمبستری کر بیٹھا ہوں ۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے ۔ اس نے عرض کیا: "نہیں"، آپ نے پوچھا کہ کیا تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے ؟ اس نے عرض کیا، "نہیں"، آپ نے پھر پوچھا کہ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے ؟ اس نے کہا "نہیں" ، اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کھجوریں لائی گئیں، آپ نے فرمایا کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کر دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا، اس نے عرض کیا کہ حضور! پورے مدینہ شریف میں مجھ سے زیادہ محتاج کوئی بھی نہیں حضور علیہ السلام یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا "اذھب فاطعمہ اھلک" جا یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا ۔ (مسلم شریف) اس حدیث پاک سے ہمارے پیارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع تر اختیارات کا واضح طور پر پتہ چلتا ہے ۔ روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ یا تو دو مہینے متواتر روزے رکھے جائیں یا ایک غلام آزاد کیا جائے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے ۔ اگر ان تینوں میں سے کوئی کام نہ کیا تو کفارہ ادا نہ ہو گا اور سخت گنہگار ہو گا ۔ یہ تو ہے شریعت کا مسئلہ لیکن مذکورہ حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے جماع کر کے روزہ توڑنے کا قصور کیا اب اُس کو اس قصور کی سزا کفارہ کی صورت میں ملنی چاہیئے تھی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحمتِ کاملہ سے اس کی سزا کو انعام سے بدل دیا۔ اُس نے قصور کیا اور بجائے سزا کے اور بجائے کفارہ ادا کرنے کے کھجوریں گھر لیکر آیا اور کفارہ بھی ادا ہو گیا۔ واضح رہے کہ یہ امر صرف اُسی شخص کیلئے مخصوص ہے۔ آج اگر کوئی ایسا کرے گا تو اُسے لازمی طور پر کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ یہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اختیار ہے کہ آپ نے اس شخص کو قصور کرنے پر سزا دینے کی بجائے انعام سے نواز دیا۔

نمازوں کی معافی

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ فاسلم علیٰ انہ لا یصلی الا صلوٰتین فقبل ذٰلک منہ، اور وہ اس شرط پر مسلمان ہوا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا تو حضور علیہ السلام نے اس کی یہ شرط قبول فرمالی۔ (مسند امام احمد) دیکھئے قرآن و حدیث سے پانچ نمازیں ثابت ہیں اور ایک نماز کا جان بوجھ کر چھوڑنا بھی بہت سخت گناہ ہے مگر حضور علیہ السلام کے وسیع اختیارات دیکھئے کہ آپ نے ان پانچ نمازوں میں سے بھی ایک شخص کو تین نمازیں معاف فرما دیں اور وہ صرف دو نمازیں پڑھنے کی شرط پر مسلمان ہو گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اختیارات کے ضمن میں یہ بات بھی ذہن نشین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات اپنی طرف سے آپ کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض فرمائی تھیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پنتالیس نمازیں معاف ہو گئیں اور یہ پانچ باقی رہ گئیں اور حضور علیہ السلام نے ان پانچ نمازوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں سے بھی ایک شخص کے لئے پوری تین نمازیں معاف فرمادیں۔ اس سے زیادہ اختیارات اور کیا ہوسکتے ہیں۔ اسی سلسلے میں ایک اور حدیث پاک ملاحظہ کیجئے۔

● حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی تعلیم دی اور اس میں یہ بات بھی تھی کہ پانچ نمازوں کی حفاظت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں کاروبار میں بہت مشغول رہتا ہوں۔ مجھے کوئی جامع امر ارشاد فرمائیے۔ فقال حافظ علی العصرین وما کانت من لغتنا فعلت وما العصران فقال صلوٰۃ قبل طلوع الشمس صلوٰۃ قبل غروبھا، آپ نے فرمایا کہ عصرین کی حفاظت کرو۔ یہ لفظ عصرین میری لغت کا نہ تھا۔ اسلئے میں نے سوال کیا کہ حضور! عصرین سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے کی (یعنی نماز فجر) اور ایک نماز سورج غروب ہونے سے پہلے کی (یعنی نمازِ عصر) (ابوداؤد شریف)

دیکھئے قرآن پاک میں سب نمازوں کی حفاظت کی تاکید کی گئی ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔ حافظوا علی الصلوٰت (الآیۃ) یعنی تمام نمازوں کی حفاظت کرو اور متعدد احادیث مبارکہ میں بھی اسی طرح تمام نمازوں کی پابندی کا سختی سے حکم ہے لیکن حضرت فضالہ کے عذر کرنے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں تمام نمازوں کی بجائے صرف نماز فجر و عصر کی حفاظت کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شے کے مالک و مختار ہیں اور آپ جو حکم فرماتے ہیں وہی شریعت بن جاتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حج کی فرضیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل اکل عام یا رسول اللہ فسکت حتی قالھا ثلاثا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم۔ اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ حج کیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کی کہ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ آپ خاموش رہے یہاں تک کہ اس شخص نے یہی سوال تین بار کیا۔ (تیسری بار سوال کرنے پر) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں (آج) "ہاں" کہہ دیتا تو حج ہر سال واجب ہوجاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے (مسلم شریف)

اس حدیث پاک سے اظہر من الشمس ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے جو کچھ نکل جائے وہی شریعت کا قانون بن جاتا ہے۔

دیکھئے: قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (الآیۃ) یعنی اللہ کی طرف سے اُن لوگوں پر حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حج اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے لیکن مذکورہ حدیث پاک سے واضح ہو رہا ہے۔ کہ اگر حضور علیہ السلام کی زبان پاک سے "ہاں" ہوجاتی تو حج ہر سال فرض ہوجاتا۔ دوسرے لفظوں میں اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ اے لوگو تم پر حج ہر سال فرض ہے تو صاحب حیثیت لوگوں پر حج ہر سال فرض ہوجاتا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑے وسیع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اختیارات حاصل ہیں۔

نوحہ کی اجازت

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یعصینک فی معروف (یعنی اے نبی جب آپکے پاس عورتیں بیعت کے لئے آئیں کہ نہ وہ شرک کریں گی اور نہ کسی حکم شرعی کی نافرمانی کریں گی الخ) اور حکم شرعی میں نوحہ کرنا بھی شامل تھا۔ یعنی یہ بھی شرعی حکم کی نافرمانی تھی۔ قالت یا رسول اللہ الا ال فلان فانہم کانوا اسعدونی فی الجاھلیۃ فلابد لی من ان اسعدھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ال فلان۔ حضرت ام عطیہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مگر آپ فلاں آل کو مستثنےٰ فرمائیں۔ کیونکہ انہوں نے دور جاہلیت میں میری موافقت کی تھی تو مجھے ضروری ہے کہ میں بھی ان کی موافقت کروں۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "فلاں آل اس حکم سے مستثنےٰ ہے" (مسلم شریف) اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو اختیار حاصل تھا کہ جس کے لئے جو چاہیں حکم فرما دیں۔ نوحہ کرنا از روئے شرع ناجائز اور ممنوع ہے مگر ام عطیہ کو آپ نے ایک خاص آل کیلئے نوحہ کی اجازت دیدی جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ام عطیہ کے سوا باقی سب کو نوحہ کرنا جائز نہیں اور حضرت ام عطیہ کو بھی ایک خاص آل کیلئے نوحہ کرنا جائز ہے دوسروں کے لئے انہیں بھی ناجائز نہیں۔ سبحان اللہ کتنے عظیم اختیارات ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے لئے جو چاہیں حکم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرما سکتے ہیں. جو لوگ حضور علیہ السلام کو بے اختیار سمجھتے ہیں. کاش وہ اس حدیث پر غور کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ آپ کو کس قدر وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

خزیمہ کی گواہی

حضرت عمارہ بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اُن کے چچا نے جو صحابی رسول بھی ہیں۔ یہ حدیث بیان کی کہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور فرمایا کہ میرے ساتھ چلو تاکہ میں تمہیں اس کی قیمت ادا کر دوں۔ حضور علیہ السلام نے چلنے میں ذرا جلدی کی اور اس اعرابی نے دیر کی تو کچھ لوگ اعرابی کے ساتھ گھوڑے کا سودا کرنے لگ گئے کیونکہ انہیں علم نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گھوڑا خرید لیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے تو حضور علیہ السلام کی قیمت سے بھی زیادہ قیمت لگا دی۔ یہ سُن کر اعرابی نے حضور علیہ السلام کو آواز دی کہ اگر آپ اس گھوڑے کو خریدنا چاہتے ہو تو خرید لیں ورنہ میں اس کو بیچ رہا ہوں آپ یہ سُن کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کیا میں تجھ سے یہ گھوڑا خرید نہیں چکا؟ اس نے کہا کہ بالکل نہیں۔ خدا کی قسم میں نے تو بیچا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے یہ گھوڑا تجھ سے خرید کیا ہے۔ اعرابی نے کہا کہ کوئی گواہ پیش کرو۔ جس کے سامنے میں نے فروخت کیا ہو۔ یہ صورتحال دیکھ کر جو بھی مسلمان آتا وہ اعرابی پر اظہارِ افسوس کرتا کیونکہ حضور علیہ السلام سوائے حق کے کچھ فرماتے ہی نہیں۔ اتنے میں حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور آتے ہی کہا۔ انا اشھد انک قد بایعتہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے اس گھوڑے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فروخت کر دیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کس طرح گواہی دیتا ہے حالانکہ تو اس وقت موجود نہ تھا۔ حضرت خزیمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ جب میں آسمان کی خبروں میں آپکو سچا مانتا ہوں تو کیا اس بات میں سچا نہ مانوں؟" فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم شہادۃ خزیمۃ بشہادۃ رجلین۔ تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیا (ابو داؤد شریف)

اس حدیث پاک سے اختیاراتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا، کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ دیکھئیے! قرآن پاک سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ مسلمانوں کو ہر معاملے میں دو مرد گواہ مقرر کرلینے چاہئیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان ان تضل احدٰھما فتذکر احدٰھما الاخریٰ۔ (الآیۃ) یعنی اگر تم کو دو مرد گواہ نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بناؤ اور عورتیں دو اس لئے ہوں کہ اگر ایک گواہی میں سے کچھ بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے۔ اس آیت کریمہ سے دو مرد گواہوں کی گواہی کو کسی بھی امر کیلئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اگر صرف ایک مرد گواہی دے گا تو وہ قابل قبول نہ ہوگی۔ مگر قربان جائیں۔ اختیاراتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ نے فرمایا کہ بیشک ہر معاملے میں دو گواہوں کی گواہی ضروری ہے لیکن جس معاملے میں حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گواہی دیدیں تو ان ایک کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو اتنے وسیع اختیارات ہیں کہ آپ کی زبان مبارک سے جو بھی نکل جائے وہی شریعت کا قانون بن جاتا ہے۔

ایک ایمان افروز حدیث: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ عنہا نے ایک بار حضور نبی کریم رءوف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ ما اریٰ ربک الا یسارع فی ھواک۔ یا رسول اللہ! میں نہیں دیکھتی مگر یہ کہ تیرا رب تیری خواہش کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث پاک میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نرالے انداز سے تعریف کی ہے۔ ایسی تعریف آج کے دور میں اگر کوئی کرے تو مخالفین اس پر جھٹ مشرک ہونے کا فتویٰ جڑ دیں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا خوب عرض کر رہی ہیں کہ حضور! اللہ تعالیٰ تمہاری خواہش کو پورا کرنے میں بہت جلدی کرتا ہے۔ یعنی آپ کی خواہش کو بلا تاخیر پورا کر دیتا ہے۔ اس حدیث شریف پر ذرا غور فرمایئے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کی ہر خواہش کو فوراً پورا کر دیتا ہے یعنی آپ جو فرمائیں اور جس طرح فرمائیں۔ رب کریم جل مجدہٗ فوراً آپ کی بات مان لیتا ہے۔ آپ ڈوبے ہوئے سورج کو اشارہ فرمائیں تو وہ عصر کے مقام پر آجاتا ہے۔ چاند کو اشارہ فرمائیں تو دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ درخت کو اشارہ فرمائیں تو وہ چل کر آپ کی خدمت میں آجاتا ہے۔ کنکریوں کو اشارہ فرمائیں تو وہ کلمہ پڑھنے لگ جاتی ہیں۔ اب انصاف سے سوچ کر بتلایئے کہ کیا حضور علیہ السلام کو پھر بھی کوئی اختیارات نہیں ہیں؟؟؟ یہ سب اختیارات نہیں تو اور کیا ہے؟؟؟ اور جب مذکورہ حدیث کی روشنی میں اللہ تعالیٰ آپکی ہر خواہش کو فوراً پورا کر دیتا ہے۔ تو پھر آپکے اختیارات میں کوئی شک ہی نہیں رہ جاتا۔

خاتمہ: الحمد للہ! اختیارات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متعدد احادیث کریمہ کی روشنی میں اُجاگر کر دیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر حدیث پاک پکار پکار کر آپکے اختیارات کا ثبوت مہیا کر رہی ہے۔ اگرچہ اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ اس سلسلے میں موجود ہیں۔ مگر یہ مختصر سا رسالہ انکے ذکر کا متحمل نہیں ہو سکتا اور ویسے بھی مثل مشہور ہے کہ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے اور بے عقلوں کے لئے دفتر بھی بیکار ہیں۔ مجھے پتہ ہے کہ نہ ماننے والے مخالفین ان حدیثوں کو ضعیف کہنے کی پرانی رٹ لگانے سے باز نہیں آئیں گے لیکن حقیقت میں یہ حدیثیں ضعیف نہیں بلکہ ان لوگوں کے ایمان ضعیف ہیں۔ خدا ان لوگوں کو عقل و شعور کی دولت عطا فرمائے۔

آخر میں بارگاہِ ایزدی میں دعا ہے کہ مولائے کریم رسالہ ہٰذا کو باعثِ ہدایت اور مصنف و ناشر کی بخشش کا ذریعہ بنائے (آمین)

وما علینا الا البلٰغ المبین ۔

تحریر کنندہ : محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

۵ رجولائی ۱۹۹۳ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مفہوم قرآن بدلنے کی خطرناک واردات

(مکمل چھ حصے)

افادات

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

مُرتبہ محمد نعیم اللہ خان قادری
بی ایس سی۔ بی ایڈ

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ رفع یدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم ★

تمہید موجودہ پرآشوب دور میں دین متین کے کئی مسائل نہایت اہمیت اختیار کر چکے ہیں اور ان پر اختلافات کا سلسلہ صدیوں سے جاری ہے اور نہ جانے کب تک جاری و ساری رہے گا۔ انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ "رفع یدین" کا ہے۔ ہمارے مخالفین جو اپنے آپ کو غیر مقلد کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں رفع یدین (یعنی نماز میں بار بار اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لے جانے) کے قائل و عامل ہیں اور اسے سنت قرار دیتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں ہے اور اسے سنت قرار دینا قطعی طور پر درست نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کی کم علمی ہے کہ وہ اسے سنت قرار دیتے ہیں۔ آئیے دلائل کے عالم میں چلیں اور دیکھیں کہ اس مسئلہ کی اصل حقیقت اور صحیح نوعیت کیا ہے اور اس کو غیر مقلدین کی طرف سے سنت قرار دینا کہاں تک درست ہے؟۔

واضح دلائل حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ انہ کان یرفع یدیہ فی اول تکبیر ثم لا یعود۔ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کبھی نہ اٹھاتے تھے (طحاوی شریف)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی حاذی بھما اذنیہ ثم لم یعد الی شیئ من ذلک حتی فرغ من صلوٰتہ۔ کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ کانوں کے برابر ہو گئے۔ پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ بھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ (دار قطنی) انہی سے روایت ہے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ ثم لا یرفعھما حتی یفرغ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے پھر نماز سے فارغ ہونے تک ہاتھ نہ اٹھاتے (ترمذی شریف) انہی سے روایت ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ اٹھاتے۔ اس کے بعد پھر نہ اٹھاتے (ابو داؤد) انہی سے روایت ہے قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوٰۃ ثم لم یرفعھما حتی انصرف۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع کی تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر اس کے بعد نماز سے فارغ ہونے تک دوبارہ ہاتھ نہ اٹھائے (حوالہ مذکورہ) ان پانچوں حدیثوں سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ مذکورہ بالا حدیثوں میں سے ہر حدیث سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ رفع یدین کرنا خلاف سنت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور جو لوگ اس کو سنت سمجھتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فعل مبارک کے بعد اب صحابہ کرام کا اس سلسلے میں فعل ملاحظہ کیجیے

حضرت عمر کا فعل

حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قال رأیت عمر بن الخطاب رفع یدیہ فی اوّل تکبیر ثم لا یعود وقال حدیث صحیح۔ کہ میں نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ (طحاوی شریف) اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت علی کا فعل

ایک روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق منقول ہے۔ انہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی من الصلوٰۃ ثم لا یرفع فی شیٔ منہا کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی حال میں بھی ہاتھ نہ اٹھاتے تھے (بیہقی شریف) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود کا فعل

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز نہ پڑھوں۔ فصلّی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ مع تکبیرۃ الافتتاح۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور سوائے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تکبیر تحریمہ کے بالکل ہاتھ نہ اٹھائے۔" وقال الترمذی حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبہ یقول غیر واحد من اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین۔ یعنی امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور رفع یدین کے نہ کرنے پر بہت سے صحابہ و تابعین کا عمل مبارک ہے۔ (ترمذی شریف ونسائی شریف) ثابت ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود اور بہت صحابہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر کا فعل

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ فلم یکن یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوٰۃ پس آپ نے پہلی تکبیر کے سوا بالکل ہاتھ نہ اٹھائے (طحاوی شریف) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر بھی رفع یدین کے قائل نہ تھے۔

ان تمام احادیث وروایات سے آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہوا کہ رفع یدین نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے اور نہ صحابہ کرام اور نہ تابعین عظام۔ اس کے بعد اب ذیل میں ایک نہایت قابل توجہ بات تحریر کی جارہی ہے اور مسئلہ رفع یدین کی وضاحت کا اسی پہ کامل انحصار ہے۔

ناسخ ومنسوخ

ہم یہ بات فراخدلی سے تسلیم کرتے ہیں کہ کچھ حدیثوں سے رفع یدین کرنے کا ثبوت ملتا ہے اور ہمارے مخالفین ہمارے سامنے وہی حدیثیں پیش کرتے ہیں اور ہمارے دلیلوں کو اس رسالے میں پڑھ کر شاید وہی حدیثیں وہ پھر پیش کردیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن یہاں پر سوال یہ ہے کہ کچھ حدیثیں تو رفع یدین کا ثبوت فراہم کرتی ہیں اور کچھ اس کی ممانعت کو ثابت کرتی ہیں جیسا کہ چند احادیث کریمہ ہم اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں پہلے نقل کر چکے ہیں۔ تو اب اِن دونوں قسموں کی حدیثوں میں تعارض واقع ہو گیا اور بظاہر دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے خلاف نظر آتی ہیں۔ حالانکہ جس طرح قرآن مجید تعارض و تناقض سے پاک ہے اسی طرح احادیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تعارض سے پاک ہیں۔ تو اب دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل کیسے ہو؟ اگر ایک طرح کی حدیثوں کو تسلیم کیا جائے اور دوسری کی احادیث کا انکار کیا جائے تو اِس طرح منکرِ حدیث ہونے کی بنا پر کفر لازم آئے گا۔ ہمارے مخالفین اِس عقدہ کو حل کر کے دکھائیں یعنی کوئی ایسا راستہ بتائیں جس سے دونوں قسم کی حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ لیکن "ایں خیال است و محال است جنوں"۔ ہمارا دعوےٰ ہے کہ نجدی ذہن رکھنے والے اِس عقدہ کو ہرگز حل نہیں کر سکتے۔ آیئے اِس کا حل ہم پیش کرتے ہیں۔ ذرا غور سے پڑھیں۔ ہمارا دونوں قِسم کی حدیثوں پر کامل ایمان ہے لیکن اِن میں جو حدیثیں رفع یدین کا ثبوت بہم پہنچاتی ہیں وہ پہلے کی ہیں کہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین جائز تھا اور جن حدیثوں سے رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت ملتا ہے وہ بعد کی ہیں کہ بعد میں اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا۔ لہٰذا دونوں قسم کی حدیثوں میں کوئی تعارض یا اختلاف نہیں۔ رہا یہ سوال کہ اِس امر کا کیا ثبوت ہے کہ رفع یدین کرنے کا حکم پہلے تھا اور منسوخ بعد میں ہوا تو اِس کے لئے درج ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابراہیم نخعی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے عرض کیا کہ حضرت وائل نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ آپ شروع نماز میں اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے تو آپ نے جواب دیا ''ان کان وائل مرأہ یفعل ذلک فقد رأہ عبد اللہ خمسین مرۃ لا یفعل ذلک''۔ اگر حضرت وائل نے حضور علیہ السلام کو ایک بار رفع یدین کرتے دیکھا ہے تو حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے آپ کو پچاس مرتبہ رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (طحاوی شریف) اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ رفع یدین کا حکم پہلے تھا بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا کیونکہ حضرت مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے جب رفع یدین کرنے کا ذکر کیا تو انہوں نے فوراً انہیں ٹوک دیا اور کہا کہ حضرت وائل نے تو ایک آدھ دفعہ حضور علیہ السلام کو رفع یدین کرتے دیکھا ہوگا لیکن حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پچاس مرتبہ ایسا نہ کرتے ہوئے دیکھا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ رفع یدین کرنے کا حکم منسوخ ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث پاک سے ثابت ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رفع یدین کیا کرتے تھے اور ہم پہلے آپ کا یہ فعل ''طحاوی شریف'' سے نقل کر چکے ہیں کہ آپ نماز میں رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ بظاہر ان دونوں روایات میں تعارض و مخالفت ہے۔ لیکن طحاوی شریف میں ہی اس کا جواب ان الفاظ میں موجود ہے۔ فقد یجوز ان یکون ابن عمر فعل ما راٰہ طاؤس قبل ان تقوم الحجۃ عندہ بنسخہ ثم قامت الحجۃ عندہ بنسخہ و ترکہ و فعل ما ذکرہ عنہ مجاہد۔ یعنی یہ روا ہے کہ طاؤس نے حضرت عبد اللہ ابن عمر کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو رفع یدین دیکھا وہ انہوں نے اُسکے منسوخ ہونے سے پہلے کیا پھر جب آپ کو رفع یدین کے منسوخ ہونے کی تحقیق ہو گئی تو آپ نے اسے چھوڑ دیا اور پھر وہ کیا جو مجاہد نے ذکر کیا ہے۔ (یعنی رفع یدین نہ کرنا) اس روایت سے بھی ثابت ہے کہ رفع یدین کا حکم پہلے تھا پھر منسوخ کر دیا گیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر ومع عمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند التکبیرۃ الاولی فی افتتاح الصلوٰۃ۔ کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ ان تینوں نے نماز کے شروع میں تکبیر اولیٰ کے سوا کسی وقت بھی ہاتھ نہ اُٹھائے۔ (دار قطنی) اس روایت سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی رفع یدین نہ فرمایا۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور میں رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اور ان کے بعد اپنے زمانے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رفع یدین نہیں فرمایا کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ یہ حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ اگر یہ حکم منسوخ نہ ہوتا تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے دور میں رفع یدین ضرور کرتے۔ (فافہم وتدبر)

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے دیکھا تو اس سے فرمایا۔ لاتفعل فانہ شئی فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ۔ کہ ایسا نہ کرو کیونکہ یہ کام حضور علیہ السلام نے پہلے کیا اور پھر اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو چھوڑ دیا (عینی شرح بخاری) اس روایت سے بھی اظہر من الشمس ہے کہ رفع یدین حضور علیہ السلام پہلے ابتدائے اسلام میں فرمایا کرتے تھے پھر بعد میں آپ نے اسے ترک فرما دیا۔ ہم رفع یدین کے منسوخ ہونے کے بارے میں چار روائتیں پیش کی ہیں لہذا ہمارے مخالفین اس کے جواز کی جتنی احادیث و روایات پیش کریں ہم ان سب کو مانیں گے اور ان میں سے کوئی بھی ہمارے خلاف نہیں کیونکہ وہ تمام پہلے کی ہیں۔ اور جتنی احادیث و روایات ہم نے پیش کی ہیں وہ ہمارے مخالفین کیلئے سخت تباہ کن ہیں اور ان سے انکے عقیدہ پہ سخت دکاری ضرب لگتی ہے۔ ہاں ہمارے مخالفین شاید یہ کہیں کہ نہیں جی ایسا نہیں۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اور بعد میں آپ نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔

تو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ اگر واقعی ایسا ہے تو ہمارے مخالفین اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کچھ دلائل پیش کریں۔ ہم نے اپنے مدعا کے اثبات کیلئے چار حوالے پیش کئے ہیں۔ یہ لوگ اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف دو حوالے ہی پیش کر دیں جن سے ثابت ہو کر رفع یدین پہلے نہیں تھا بعد میں اس کا حکم دے دیا گیا (ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین) اور اگر ہمارے مخالفین اپنے دعوے کے ثبوت میں واضح دلیلیں پیش نہ کر سکیں تو انہیں اپنے بے اصولے اور بے دلیلے مذہب سے سچے دل سے توبہ کر لینی چاہیئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخالفین کی دلیلیں

ہم نے جلتی اپنے موقف کی حمایت میں پیش کی ہیں ان پہ مخالفین کا اعتراض ہے کہ یہ سب کی سب کی ضعیف ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ان احادیث کی صحیح و حسن ہونے کی تصریحات پہلے بیان کی جا چکی ہیں۔ یہ حدیثیں ضعیف نہیں بلکہ کہنے والوں کے ایمان ضعیف ہیں۔ اور اگر بالفرض ضعیف بھی ہوں تو محدثین کے بیان کردہ اصول کی بنا پر یہ باب اعمال میں قابل قبول ہیں۔ مخالفین کو پھر بھی اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ نجدیوں کی سب سے مایہ ناز دلیل یہ حدیث ہے جو ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے اور جو حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت ہے اور جس میں رفع یدین سے متعلق یہ عبارت موجود ہے۔ ثم یکبر ویرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم یرکع ویضع راحتیہ علی رکبتیہ ثم یرفع راسہ فیقول سمع اللہ لمن حمدہ ثم یرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ الخ۔ یعنی پھر آپ تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھ اتنے اٹھاتے کہ دونوں کندھوں کے بالمقابل ہو جاتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے پھر اپنا سر اٹھاتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ۔ پھر اپنے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ یہ حدیث مخالفین اپنے دعوے کے ثبوت میں بڑی شد و مد سے پیش کرتے ہیں حالانکہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں کہ یہ حدیث اور اس جیسی دیگر حدیثیں ہرگز ہمارے خلاف نہیں کیونکہ ان میں ابتدائے اسلام کے اس دور کا ذکر ہے جب رفع یدین کرنا جائز تھا۔ کیونکہ اس سے رفع یدین کا صرف ثبوت ملتا ہے۔ یہ ثبوت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں ملتا کہ حضور علیہ السلام نے آخر وقت تک رفع یدین کیا۔ اگر ملتا ہے تو حدیث میں تصریح دکھاؤ۔ اور اگر تصریح نہیں ہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ حدیث شریف ایک منسوخ فعل کا ذکر کر رہی ہے لہٰذا یہ ہمارے خلاف نہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ابوداؤد میں اس حدیث کی جو اسناد بیان کی گئی ہے اُن میں سے "عبد الحمید ابن جعفر" سخت مجروح و ضعیف ہے۔ (ملاحظہ ہو طحاوی شریف) اور دوسرے راوی محمد ابن عطاء نے ابو حمید ساعدی سے ملاقات ہی نہیں کی اور کہہ دیا کہ میں نے اُن سے سنا ہے (حوالہ مذکورہ) ان دو نقصوں کی وجہ سے یہ حدیث شریف قابل عمل ہی نہیں ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ اسی حدیث پاک میں یہ بھی ہے۔ ثم اذا قام من الرکعتین کبر ورفع یدیہ الخ پھر جب آپ دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے۔ تو یہ حدیث پاک تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ تم خود دو رکعتوں سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث سے تمہارا دعوےٰ ثابت نہیں ہوتا۔ مخالفین اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں بخاری و مسلم کی یہ حدیث بھی پیش کرتے ہیں جو حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ الخ۔ اس حدیث پاک کا مکمل ترجمہ یہ ہے، "بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ کاندھوں تک اٹھاتے تھے جب نماز شروع فرماتے اور جب رکوع کیلئے تکبیر فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت بھی ایسے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ۔ ربنا لک الحمد۔ اور سجدے میں رفع یدین نہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے تھے"۔ اِس حدیث سے رفع یدین کا واضح طور پر ثبوت ملتا ہے۔ اِس کے جواب میں عرض ہے کہ ہم پہلے ہی تحریر کر چکے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین جائز تھا اور اِس حدیث میں اسی کا بیان ہے۔ بعد میں حکم منسوخ ہو گیا۔ لہٰذا یہ حدیث ہمارے خلاف نہیں۔ پتہ نہیں اِن کم عقل لوگوں کو کتنی مرتبہ سمجھانا پڑے گا کہ اِس قسم کی حدیثوں سے تمہارا دعوٰے کبھی بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ ایک منسوخ شدہ فعل کی احادیث بار بار پیش کرنے سے تمہیں قطعًا فائدہ نہیں ہو گا۔ یہ حدیث پاک حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے اور پچھلے صفحات میں ہم "طحاوی شریف" کے حوالے سے انہی کا فعل نقل کر چکے ہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اِس سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ مخالفین کی پیش کردہ یہ حدیث ایک منسوخ فعل کی نشاندہی کرتی ہے۔
نیز حضرت عبداللہ ابن عمر کے علاوہ ہم حضرت عمر فاروق اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے افعالِ مقدسہ بھی پہلے درج کر چکے ہیں کہ یہ سب حضرات اپنے دور میں رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا لہٰذا یہ حدیث ایک منسوخ فعل کی صرف نشاندہی کر رہی ہے۔ مخالفین کی ایک دلیل یہ حدیث پاک بھی ہے۔ ان ابن عمر کان اذا دخل فی الصلوٰۃ کبر و رفع یدیہ واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ الخ (بخاری شریف) یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اُس وقت بھی دونوں ہاتھ اُٹھاتے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر کا فعل ہم پہلے درج کر چکے ہیں کہ وہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اب اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ رفع یدین کیا کرتے تھے تو گویا آپ کے دو قول اور دو فعل ہو گئے۔ اب یہ دونوں فعل بیک وقت تو ہو نہیں سکتے۔ لہٰذا رفع یدین کرنے کا فعل پہلے کا ہے اور نہ کرنے کا فعل بعد کا ہے اس لیے یہ مذکورہ حدیث ایک منسوخ فعل بتا رہی ہے جو ہرگز ہمارے خلاف نہیں۔ نجدیوں کو ایسی حدیثیں قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ ان کو تو وہ حدیثیں فائدہ پہنچائیں گی جن سے ثابت ہو کہ رفع یدین کرنے کا حکم بعد میں دیا گیا اور ایسی حدیثیں ان بے چاروں کو ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود اور بسیار کوششوں کے باوجود بھی نہیں مل سکتیں۔ اگر ہمت ہے تو چھوٹے بڑے۔ زندہ۔ مردہ سب اکٹھے ہو کر کوشش کریں اور ایسی ایک حدیث پاک بھی کہیں سے نکال کر دکھا دیں۔

مخالفین اپنے موقف کی حمایت میں ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں جو مسلم شریف میں حضرت وائل ابن حجر سے روایت ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔

فلما قال سمع اللہ لمن حمدہ رفع یدیہ الخ۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے بھی رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ حضرت وائل کی یہ روایت حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت کے مقابلے میں ہرگز معتبر نہیں کیونکہ حضرت وائل دیہات کے رہنے والے تھے اور کبھی کبھی آکر حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھتے تھے جب کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دائل ایک منسوخ شدہ فعل کو بیان کر رہے ہیں جو ہرگز ہمارے خلاف نہیں اور مخالفین کا اس سے مدعا بھی ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

خاتمہ مسئلہ رفع یدین کو دلائل واضحہ کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے اور اس قدر عام فہم انداز میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا ہے کہ تھوڑے پڑھے لکھے افراد بھی اس کو فوراً سمجھ جائیں۔ امید ہے کہ تمام احباب اس رسالہ سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔ اور مخالفین سے بھی میری پرزور درخواست ہے کہ وہ ان دلائل کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں اور غور کریں اور راہ راست پہ آجائیں کیونکہ اس کے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ کار ہی نہیں۔ اور اگر کوئی ہمارے اس رسالے کا جواب لکھنے کا شوق رکھتا ہو تو ہم اس کو خوش آمدید کہیں گے۔ لیکن ہم اس کو یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جواب لکھتے ہوئے ہمارے سامنے صرف احادیث کریمہ پیش نہ کرے بلکہ مسئلہ ھذا ”ناسخ و منسوخ“ کے اصول کے تحت بیان کرے کیونکہ اس مسئلہ کا مکمل حل اسی اصول و قانون میں مضمر ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالہ ھذا کو باعث ہدایت بنائے۔

آمین — وما علینا الا البلاغ المبین

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر مدرس جامعہ سعیدیہ خانیوال

یکم جنوری ۲۰۰۰ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فاتحہ خلف الامام

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم !

تمہید موجودہ دور میں بہت سے مسائل ایسے ہیں جنکی حقیقت جاننے کے لئے عوام ہی متذبذب و پریشان ہیں کیونکہ اُن کو بحث وتمحیص ومکالمہ بازی سے معرکۃ الآراء کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے اِن مسائل میں سے ایک مسئلہ "فاتحہ خلف الامام" ہے۔ یعنی آیا نماز میں جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے "سورۃ الحمد" پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟ کچھ لوگ اس کا پڑھنا امام کے پیچھے فرض سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی جب کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ذیل میں ہم اس مسئلہ پر قرآن وحدیث کی روشنی میں دلائل واضحہ کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں اور آخر میں مخالفین کے سوالوں کے جواب بھی درج کریں گے۔

اُمید ہے کہ عوام الناس اس مسئلہ کی حقیقت کو اِن دلائل سے اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔ (وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم)

قرآن سے ثبوت اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الآیۃ)

یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پہ رحم کیا کیا جائے۔ ابتدائے اسلام میں مسلمان نماز کی حالت میں امام کے پیچھے قرآن پاک کی تلاوت کر لیا کرتے تھے مگر جب یہ (مذکورہ) آیت نازل ہوئی تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہیں اس سے منع کر دیا گیا اور چونکہ سورہ فاتحہ بھی قرآن پاک کی ہی ایک سورۃ ہے۔ لہٰذا اس آیت سے اس کا پڑھنا بھی منع ثابت ہو گیا۔

● چنانچہ اس آیت کریمہ کی تفسیر و تشریح میں "تفسیر مدارک" میں ہے "وجمهور الصحابة على انه فى استماع المؤتم" یعنی جمہور صحابہ کرام کا قول یہ ہے کہ یہ آیت مقتدی کے قرآن پاک سننے سے متعلق ہے۔

● مشہور و ممتاز "تفسیر خازن" میں اسی آیت کریمہ کے ماتحت ہے۔

"وعن ابن مسعود انه سمع ناسا يقرءون مع الامام فلما انصرف امالكم ان تفقهوا واذا قرى القران" (الآیۃ) یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض لوگوں کو امام کے ساتھ قرآن پڑھتے دیکھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم لوگ اس آیت کو سمجھو۔ واذا قرئ القرآن الخ" ان دونوں حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی عقیدہ ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت قرآن نہیں کرنی چاہیئے یعنی سورہ فاتحہ یا کوئی اور سورۃ نہیں پڑھنی چاہیئے۔

● اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں "تفسیر ابن عباس" میں ہے۔ "واذا قرئ القرآن فى الصلوٰة المكتوبة فاستمعوا له الى قراءته وانصتوا لقراءته" یعنی جب فرض نمازوں میں قرآن پاک پڑھا جائے تو اس کی قرأت کو سنو اور قرآن پڑھتے وقت خاموش رہو۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ بعض نمازوں میں امام بلند آواز سے قرأت قرآن کرتا ہے جیسے مغرب، عشاء اور فجر کی نماز اور بعض میں آہستہ قرأت کرتا ہے۔ جیسے ظہر اور عصر کی نماز تو اللہ تعالیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ ہے۔ کہ اِس آیُت کریمہ میں قرآن پاک کو سننے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا قرآن پاک کا سُننا عبادت ہے اور کافروں و مشرکوں پر کوئی عبادت واجب نہیں جب تک کہ وُہ ایمان نہ لائیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اس آیُت کریمہ کے آخر میں ہَے۔ لعلکم ترحمون۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ کافروں اور مشرکوں پہ رب کی رحمت نازل نہیں ہوتی اللہ تعالےٰ کی رحمت صرف مسلمانوں کیلئے خاص ہے لہٰذا اس آیُت کریمہ سے مشرک نہیں بلکہ مسلمان ہی مراد ہیں اور یہ خطاب صرف اور صرف مسلمانوں سے ہی ہَے۔ کچھ مخالفین یہ بھی کہتے ہیں کہ اس آیُت کریمہ میں قرآن پڑھنے سے مراد خطبہ جمعۃ المبارک ہَے۔ اور یہ قول بعض مفسرین کا بھی ہے لہٰذا اس کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ خاموشی سے سنو، سورۂ فاتحہ پڑھنے کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اِس کے دو جواب ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ آیُت کریمہ سورہ اعراف کی آیُت ہے اور سورۂ اعراف مکیہ ہے اور جمعہ کی نماز و خطبہ جمعۃ المبارک ہجرت کے بعد مدینہ منورہ سے شروع ہوئے لہٰذا اِس آیُت کریمہ سے خطبہ جمعہ مراد نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر بالغرض مخالفین کی یہ بات تسلیم بھی کرلی جائے تو پھر بھی چونکہ اِس آیُت کریمہ میں جمعۃ المبارک کے خطبہ کی قید نہیں بلکہ صرف قرأتِ قرآن کا ذکر ہے لہٰذا یہ حکم سب کو شامل ہے اور ویسے بھی اصول ہَے۔ کہ قرآن پاک کی آیُت کریمہ کا نزول خاص ہوتا ہَے لیکن ان کا حکم عام ہوتا ہے لہٰذا اِس آیُت کریمہ کا حکم بھی عام ہَے جو خطبہ جمعہ اور سورۃ فاتحہ وغیرہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب کو شامل ہے۔ نیز بعض لوگوں کو یہ بھی کہتے سنا گیا ہے کہ اگر قرآن پاک کی تلاوت کے وقت خاموش رہنے کا حکم ہو تو پھر تو مصیبت آجائے گی۔ ریڈیو، ٹیلیویژن سے قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے جو پورے ملک میں سنی جاتی ہے تو اس طرح پورے ملک میں سلام، کلام اور کاروبار وغیرہ حرام ہو کر رہ جائے گا تو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ تلاوت قرآن کا سننا فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے اور اس پر سب کا اجماع ہے۔ جیسا کہ نماز جنازہ اگرچہ فرض تو سب پر ہے لیکن ہے فرض کفایہ یعنی ایک کے ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ اور امام کے پیچھے سب مقتدی بھی ایک شخص کے حکم میں ہیں۔ لہٰذا مقتدیوں میں سے کوئی تلاوت نہیں کر سکتا۔ (فافہم وتدبر)

حدیث سے ثبوت

قرآن پاک کے ثبوت کے بعد اب فاتحہ خلف الامام کی ممانعت میں احادیث مبارکہ سے ثبوت پیش کیا جاتا ہے

- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انما جعل الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرء فانصتوا۔ یعنی امام اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ (نسائی شریف جلد اول ص۲۹)
- حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روائیت ہے کہ حضور علیہ السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے فرمایا۔ من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ۔ جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ (کنز العمال جلد چہارم ص۲۴۲) یہی حدیث پاک ،،موطا امام محمد،، میں بھی موجود ہے اور وہاں پر اس حدیث پاک کے آگے یہ الفاظ بھی درج ہیں۔ قال محمد ابن منیع و ابن الہمام ھذا الاسناد صحیح علی شرط الشیخین یعنی ،،محمد ابن منیع اور امام ابن ہمام نے فرمایا کہ مسلم و بخاری کی شرط یہ اسناد صحیح ہے،،

● حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم اقبل بوجھہ فقال اتقرؤن الامام یقرأ فسکتوا فسألھم ثلاثا فقالوا انا لنفعل قال فلا تفعلوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد صحابہ کرام کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا امام کی قرأت کی حالت میں تم بھی قرأت کرتے ہو؟ صحابہ کرام خاموش رہے۔ آپ نے تین بار یہ سوال فرمایا۔ تو صحابہ نے عرض کیا ،،ہاں،، یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ ،،آئندہ ایسا نہ کرنا،،۔ (طحاوی شریف)

● حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہ قال قال رجل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اقرأ خلف الامام او انصت قال بل انصت فانہ یکفیک۔ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں یا چپ رہوں؟ آپ نے فرمایا کہ خاموش رہ کہ امام کی قرأت ہی تیرے لئے کافی ہے۔ (دار قطنی)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کل صلوٰۃ لم یقرأ فیہا بام الکتاب فہی مداج الا صلوٰۃ خلف الامام۔ یعنی جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے۔ سوائے اُس نماز کے جو امام کے پیچھے ہو (بیہقی شریف)
ان پانچوں احادیث مبارکہ سے اظہر من الشمس ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے پیچھے قرأت سے بڑی سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے اور جو صحابہ کرام امام کے پیچھے قرآت کرتے تھے آپ نے اُن کو روک دیا اور فرمایا کہ خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اب صحابہ کرام کے اقوال ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے پھر کس طرح نمازیں ادا فرمائیں۔

● چنانچہ حضرت عطاء ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہ سئل زید ابن ثابت عن القراءۃ مع الامام فقال لا قراءۃ مع الامام فی شئی۔ کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت صحابی رسول سے امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ امام کے ساتھ قرأت جائز نہیں (مسلم شریف جلد اول ص۲۱۵)

● حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے کاش اس کے منہ پر پتھر پڑے" (موطا امام محمد ص۹۹)

● حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے من صلی رکعۃ لم یقرأ فیہا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام (...

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حدیث حسن صحیح۔ یعنی جو شخص رکعت نماز پڑھے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے تو اس نے وہ نماز پڑھی ہی نہیں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترمذی شریف جلد اول ص۱۷۱) اور ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث پہلے درج کر چکے ہیں کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ مسلم شریف میں اس حدیث شریف کے متعلق ہے۔ فقال لہ ابوبکر فحدیث ابوھریرۃ فقال ھو صحیح۔ یعنی حضرت ابوبکر نے حضرت سلمان سے پوچھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کیسی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ بالکل صحیح ہے۔" (مسلم شریف باب التشہد)

● حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے۔ من قرأ خلف الامام فلیس علی فطرۃ۔ جو امام کے پیچھے قرأت کرے وہ دین فطرت پر نہیں ہے۔ (طحاوی شریف)

● حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روائیت ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا قراءۃ خلف الامام۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ "امام کے پیچھے قرأت جائز نہیں ہے" (دارقطنی)

(تلک عشرۃ کاملۃ)

یہ دس حدیثیں ہم نے نقل کی ہیں۔ اور بھی کئی حدیثیں اس سلسلے میں منقول ہیں۔ مگر ہم نے طوالت کے خوف سے ان کو نقل نہیں کیا۔ کیونکہ ہمارا یہ مختصر رسالہ ان تمام روایات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گویا یہ حدیث واحد ہے اور اس کے مقابلے میں متعدد صحابہ کرام مثلاً حضرت جابر علقمہ، حضرت زید ابن ثابت۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضٰی، اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کئی حدیثیں منقول ہیں۔ جن میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت ہے۔ مشہور و معروف کتب "شامی شریف اور فتح القدیر" میں ان صحابہ کرام کی تعداد اسّی بیان کی گئی ہے جو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع فرماتے تھے تو صحابہ کرام کی قرأت خلف الامام کی ممانعت کی روایات "احادیث مشاہیر" ہیں لہٰذا انہیں ترجیح حاصل ہے اور پھر یہ حدیث پاک اس آیت کریمہ کے بھی خلاف ہے جس میں قرآت قرآن پاک کے وقت خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے (یہ آیت پہلے گزر چکی ہے) اور جو حدیثیں ہم نے پیش کی ہیں۔ چونکہ وہ قرآن پاک کی مذکورہ آیت کے مطابق ہیں۔ لہٰذا انہیں ترجیح حاصل ہے۔ اور پھر یہ حدیث پاک تمہارے اپنے بھی خلاف ہے کیونکہ تم خود کہتے ہو کہ جو امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو گیا اُسے رکعت مل گئی۔ جب اس حدیث پاک کے مطابق سورہ فاتحہ امام کے پیچھے فرض تھی تو اُسے رکوع میں ملنے سے رکعت کیسے مِل گئی۔ (فما هو جوابكم فهو جوابنا)

اور پھر امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے صحیح نہیں فرمایا بلکہ "حسن" فرمایا۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ قال ابو عیسٰی حدیث عبادة حدیث حسن۔ ابو عیسٰی کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ کی یہ حدیث حسن ہے۔ اور ہم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے شروع میں جو حدیثیں قرأت خلف الامام کی ممانعت میں نقل کی ہیں وہ صحیح ہیں۔ جیسا کہ پہلے اسکی صراحت درج کی جا چکی ہے تو افسوس ہے مخالفین کی ذہنیت پر کہ وہ قرآن پاک کی آیت اور صحیح حدیثوں کے مقابلے میں ایک ایسی حدیث پیش کر رہے ہیں۔ جو امام ترمذی کے نزدیک بھی صحیح نہیں بلکہ حسن ہے (خدا انہیں عقل و شعور عطا فرمائے)

سوال:۔ تم نے جو حدیثیں نقل کی ہیں وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ (یہ مخالفین کی پرانی رٹ ہے)

جواب:۔ مخالفین کا یہ کہنا بالکل غلط و بے اصل ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیثیں بالکل صحیح ہیں۔ چنانچہ ہم نے پہلے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ "جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے" اور اس کے آگے یہ الفاظ بھی درج ہیں۔ ھذا الاسناد صحیح علی شرط الشیخین۔ یعنی بخاری و مسلم کی شرط پر یہ اسناد صحیح ہے۔ اور حضرت جابر کی روایت کردہ حدیث کہ "جو شخص رکعت نماز پڑھے اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اُس نے وہ نماز پڑھی ہی نہیں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو" اس حدیث پاک کے ساتھ ہی آگے یہ الفاظ ہیں۔ ھٰذا حدیث حسن صحیح۔ کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت کردہ حدیث کہ "جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔ اِس حدیث کے متعلق حضرت ابو بکر نے حضرت سلمان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا "ھو صحیح" کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے جیسا کہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے تو اب یہ کہنا کہ یہ حدیثیں ضعیف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ تری جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ حقیقت میں یہ حدیثیں ضعیف نہیں ہیں بلکہ مخالفین کے اپنے ایمان ضعیف ہیں۔

سوال :- امام ترمذی "حدیث عبادہ ابن صامت" کے تحت فرماتے ہیں۔ والعمل علی ھذا الحدیث فی القراءۃ خلف الامام عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین۔ یعنی امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق اکثر صحابہ کرام و تابعین عظام کا اسی حدیث عبادہ پر عمل ہے۔ اور جب اکثر صحابہ کا یہی عمل ہے تو پھر ہمیں بھی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیئے۔

جواب :- اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ امام ترمذی کا یہ فرمانا قرآن پاک کے حکم کے خلاف ہے لہٰذا یہ روائیت قابل ترک ہے۔ اور جو صحابہ کرام فاتحہ پڑھتے تھے یہ ان کا پہلا فعل تھا جو آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد منسوخ ہو گیا۔ اگر یہ ان کا پہلے والا فعل نہ مانا جائے تو پھر اس کا کیا جواب ہو گا۔ کہ اسّی صحابہ کرام امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرماتے تھے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں لفظ اکثر سے مراد زیادہ نہیں بلکہ "چند اور متعدد" ہے۔ یعنی یہاں اکثر فرمانا اضافی نہیں بلکہ حقیقی ہے معنی یہ ہے کہ کچھ صحابہ کرام امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے لیکن جمہور صحابہ کرام اس کے مخالف تھے اور عمل ہمیشہ جمہور کے قول پر ہوتا ہے۔

اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہوا کہ تمام صحابہ کرام امام کے پیچھے قرات کے مخالف تھے۔ کچھ صحابہ کے متعلق قرأت کی جو روایات ملتی ہیں۔ وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ممانعت سے پہلے کی ہیں لہٰذا وہ ہرگز ہمارے خلاف نہیں ہیں ۔

مخالفین سے سوالات :۔ ہم نے مسئلہ "خلف الامام" قرآن وحدیث
کے دلائل سے روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے اور مخالفین اس سلسلے
میں جتنے اعتراضات کرتے ہیں ان کے مفصل و مدلل جوابات بھی ہم نے
سپرد قرطاس کر دیئے ہیں۔ اگر مخالفین کے پاس مزید سوالات ہوں تو ہم
بتائیں یا لکھیں انشاء اللہ العزیز ان کے بھی ہم مدلل جوابات دیں گے
لیکن مخالفین کو بھی چاہیئے کہ وہ ہمارے قرآن وحدیث کے مذکورہ بالا
دلائل میں سے ہر دلیل کا جواب دیں اور اس کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل
سوالات کا بھی جواب دیں ۔

س ۱ :۔ ہم نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی ممانعت کو قرآن پاک کی آیت
سے ثابت کیا ہے۔ ہمارے مخالفین بھی قرآن پاک کی آیت سے ہی اس کے
پڑھنے کا جواز ثابت کریں۔

س ۲ :۔ مخالفین تسلیم کرتے ہیں کہ جو مقتدی امام کے پیچھے رکوع میں شامل
ہو جائے تو اس کو وہ رکعت مل جاتی ہے ۔ سوال یہ ہے کہ جب اس نے
اس رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھی ہی نہیں تو اس کی وہ رکعت کیسے ہو گی ۔

س ۳ :۔ ہم نے پچھلے صفحات میں متعدد تفاسیر سے ثابت کیا ہے ۔ کہ
ابتدائے اسلام میں صحابہ کرام امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے ۔ بعد
میں آیت کریمہ "واذا قرئ القرآن" نازل ہوئی اور امام کے پیچھے قرأت
سے منع کر دیا گیا ۔ اب مخالفین مستند حوالوں سے یہ ثابت کر کے دکھائیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ ابتدائے اسلام میں صحابہ کرام امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے بعد میں فلاں آیت نازل ہوئی یا فلاں حدیث میں یہ حکم ہوا اور امام کے پیچھے قرأت کو جائز قرار دے دیا گیا ؟

س م ۲۔ ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں امام کے پیچھے قرأت جائز تھی۔ بعد میں خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں آیت کریمہ نازل فرما کر اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احادیث مبارکہ میں حکم دے کر اس سے منع کر دیا لہذا قرأت خلف الامام کی حدیثیں پہلے کی ہیں۔ اور ممانعت کی حدیثیں بعد کی ہیں اور دونوں قسم کی حدیثوں میں یہی تطبیق ہے اگر یہ تطبیق غلط ہے تو مخالفین دلائل سے واضح کر کے بتائیں۔ کہ پھر دونوں قسموں کی حدیثوں میں تطبیق کیسے ہوگی۔ اگر مخالفین قرأت خلف الامام کی حدیثوں کو مانیں اور ممانعت قرأت کی حدیثوں کو تسلیم نہ کریں تو اس طرح بعض حدیثوں کو نہ ماننے سے کفر لازم آئے گا۔ لہذا دونوں قسموں کی حدیثوں میں مطابقت پیدا کر کے دکھائیں

خاتمہ الحمد للہ۔ مسئلہ قرأت خلف الامام ، روز روشن کی طرح اجاگر کر دیا گیا ہے۔ امید واثق ہے کہ اپنوں و بے گانوں سب کی اس تحریر سے تسلی ہو گئی ہوگی۔ اگر مخالفین میں جرأت ہے تو جس طرح ہم نے نہایت متانت و سنجیدگی سے دلائل سپرد قلم کئے ہیں۔ وہ بھی اسی طرح سنجیدگی سے ہمارے دلائل کے جواب دیں۔ ہم اپنے رسالے کا جواب لکھنے والے مخالفین کا خیر مقدم کریں گے اور اگر ایسا ہوا تو مخالفین ہمیں جواب الجواب کے لئے فوراً تیار پائیں گے۔ اور اگر تمام مخالفین مل کر بھی ان دلائل کا جواب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ دے سکیں تو انہیں پھر راہِ راست پر آجانا چاہیئے اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے سے توبہ کر لینی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور گمراہوں کے پھندے سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وما علینا الا البلٰغ المبین۔

تحریر کردہ:۔ محمد حنیف اختر

صدر بزمِ سعید خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلچسپ مکالمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

تمہید موجودہ دور کے ایک اہم مسئلہ "فاتحہ خلف الامام" پر ماہ مارچ ۱۹۹۲ء کے اوائل میں بزم سعید خانیوال کے زیر اہتمام ایک رسالہ شائع کیا گیا تھا۔ جسمیں واضح و روشن دلائل کے ساتھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی تھی اور ثابت کیا گیا تھا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کا پڑھنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ ہمارے اس رسالہ کے جواب میں حال ہی میں خانیوال سے "وجوب الفاتحہ فی کل صلوٰۃ" کے نام سے ایک کتابچہ شائع ہوا ہے۔ جو لکھنے والے نے شائع کرنے کے بعد ہماری طرف نہیں بھیجا بلکہ ہمیں اپنے ایک دوست کی معرفت موصول ہوا ہے۔ کتابچہ پڑھ کر اندازہ ہوا کہ اس کے مصنف کو لکھنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے بلکہ اسے زبردستی اس میدان میں گھسیٹ کر لایا گیا ہے۔ اور یہ مختصر سی تحریر کو کاتب سے کھلا کھلا لکھوا کر تیئیس ۲۳ صفحات پر پھیلا دیا گیا ہے کیونکہ ان لوگوں کے پاس دولت عام ہے۔ لہٰذا پیسوں کے زور پر یہ چالاکی کھیلی گئی ہے۔ لیکن جیسا کہ قارئین ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس مصنف کے پورا زور لگانے کے باوجود اسے کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور اس نے ہمارے رسالے میں درج کئی سوالوں کے جوابات بالکل نہیں دیئے۔ ہم وہ سوالات دوبارہ درج کر رہے ہیں اور ساتھ ہی کچھ نئے سوالات بھی پیش کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ یہ مصنف صاحب ان سوالوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے نمبر وار جواب دیکر شکریہ کا موقع بخشیں گے۔ نیز ہم ان کے دلائل پر مفصل تبصرہ بھی تحریر کرتے ہیں۔ قارئین سے انصاف کی اپیل ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

قرآن سے دلائل

فاتحہ خلف الامام کی ممانعت میں ہم نے قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ اپنے موقف کے حق میں پیش کی تھی۔ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (پ ۹ سورہ الاعراف کا آخری رکوع) یعنی جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اسے سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ابتدائے اسلام میں مسلمان نماز کی حالت میں امام کے پیچھے قرآن پاک کی تلاوت کر لیا کرتے تھے مگر جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہیں اس سے منع کر دیا گیا اور چونکہ سورہ فاتحہ قرآن پاک کی ہی ایک سورۃ ہے۔ لہٰذا اس آیت سے اس کا پڑھنا بھی منع ثابت ہو گیا۔ مصنف مذکور اس آیت کریمہ کے متعلق جواب دیتے ہوئے اپنے کتابچہ میں لکھتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ سورہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں نازل ہی نہیں ہوئی۔ اس آیت کا نزول اس وقت ہوا جب ابھی پانچ وقتی نماز بھی فرض نہیں ہوئی تھی تو پھر نماز فرض ہونے سے پہلے فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ کیسے شروع ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ ہم نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تین مفسرین کرام، صاحب تفسیر مدارک صاحب تفسیر خازن، اور صاحب تفسیر ابن عباس کے حوالہ جات بمع عربی عبارات پیش کئے تھے جس میں ان تینوں مفسرین کا واضح طور پر فیصلہ ہے کہ یہ آیت کریمہ مقتدی کے قرآن پاک سننے سے متعلق ہے۔ اب مصنف مذکور کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہنا یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ نماز کے فرض ہونے سے پہلے نازل ہوئی ہے۔

اس پر میرا سوال یہ ہے۔

سوال نمبر۱) جن مذکورہ مفسرین کرام نے یہ لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ قراءۃ خلف الامام سے متعلق ہے۔ ان کے متعلق تمہارا کیا فیصلہ ہے؟ وہ زیادہ علم والے ہیں یا آپ؟ وہ زیادہ عقلمند ہیں۔ یا آپ؟ اور پھر ان تینوں حوالوں کا آخر آپکے پاس کیا جواب ہے؟ آپ نے اپنے کتابچہ میں ان تینوں حوالوں کا ذکر تک نہیں کیا۔ اب ہر حوالے کا علیحٰدہ علیحٰدہ جواب تحریر کریں۔

● دوسری بات یہ ہے کہ مصنّف مذکور نے یہ دعویٰ تو کر دیا ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے وقت ابھی نماز فرض ہی نہیں ہوئی تھی لیکن اس کی انہوں نے ایک بھی دلیل پیش نہیں کی۔ محض اپنی طرف سے ایک بات گھڑ کر لکھدی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نماز مکہ شریف میں ہی فرض ہوئی اور مذکورہ آیت کریمہ سورہ اعراف کی ہے اور یہ سورۃ بھی مکی ہے تو گویا مذکورہ آیت مکہ مکرمہ میں ہی نازل ہوئی تو پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ آیت نماز کے فرض ہونے سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ جب کہ مذکورہ بالا تین مفسرین کرام بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ نماز سے ہی متعلق ہے تو آپ کی بات مانی جائے یا مفسرین کرام کی؟۔

سوال نمبر۲)۔ اگر پھر بھی آپ بضد ہوں تو آپ سے میرا سوال ہے کہ آپ کوئی ایسا مستند حوالہ پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ آیت کریمہ پہلے نازل ہوئی ہے اور نماز بعد میں فرض ہوئی ہے۔ میں اپنے دعویٰ کے ثبوت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں مفسرین کرام کے تین حوالے پیش کر چکا ہوں۔ آپ صرف ایک حوالہ ہی پیش کردیں

● مصنف مذکور نے لکھا ہے کہ ،، آیت قری القرآن کفار کے مقابلے میں انکو روکنے کیلئے نازل فرمائی گئی. کفار مکہ نے منصوبہ بنایا تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون ۔ کہ قرآن پڑھا جائے تو مت سنو اور شور کرو تب تم مسلمانوں پر غالب آؤ گے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ واذا قری القرآن الخ کہ جب قرآن پڑھا جائے تو چپ کر کے غور سے سنو کہ تم پر رحم کیا جائے ۔

اس کے جواب میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ واذا قری القرآن الخ ۔ میں خطاب کافروں سے نہیں بلکہ مسلمانوں سے ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں قرآن پاک کو سننے کا حکم دیا گیا ہے اور قرآن پاک کا سننا عبادت ہے اور کافروں پر کوئی عبادت فرض نہیں لہذا اس آیت کریمہ میں کافروں سے خطاب نہیں ہے اور دوسری گزارش یہ ہے کہ اس آیت کریمہ کے آخری الفاظ یہ ہیں ۔ لعلکم ترحمون ۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔ اگر بقول آپکے اس آیت کریمہ سے کافر لوگ مراد ہوں تو پھر آپ سے میرا سوال یہ ہے کہ

سوال نمبر ۳ : کیا کافر لوگ از روئے شرع رحمت خداوندی کے مستحق ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں ہو سکتے تو فبہا وھو المقصود! اور اگر ہو سکتے ہیں تو اس کا ثبوت دیجئے کہ یہ کس آیت یا کس حدیث سے ثابت ہے ؟

● مصنف مذکور نے اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن پاک میں سے چار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیات کریمہ پیش کی ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ ولقد اتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم۔ یعنی ہم نے تمہیں سبع مثانی اور قرآن پاک دیا۔ اور سبع مثانی سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔ اسے مثانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہے۔

۲۔ فاقرءو ماتیسر من القرآن۔ یعنی قرآن پاک میں سے جو تمہیں آسان لگے اس کو پڑھو۔ یہ آیت فرضیت قرأت کیلئے نص قطعی ہے۔ اور یہ حکم مقتدی کو بھی شامل ہے لہذا یہ آیت جسطرح منفرد سے قرأت کا تقاضا کرتی ہے اسی طرح مقتدی سے بھی۔

۳۔ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ: یعنی آدمی کے لئے وہی ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اس آیت میں ایک فائدہ کا بیان ہے کہ انسان کو اس کی کوشش ہی کام آئے گی۔ سابقہ آیات سے فاتحہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور مقتدی کا بھی فریضہ یہی ہے۔ لہٰذا مقتدی اگر فاتحہ نہیں پڑھے گا تو یہ فریضہ اس کے ذمہ رہ جائے گا۔ اسلیئے امام کے پڑھنے سے وہ بری الذمہ کیسے ہو سکتا ہے۔

۴۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ۔ اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی سے اور آہستگی سے یاد کرو۔ اس آیت میں پہلے چونکہ قرآن کریم سننے کا حکم ہے اس لئے یہاں بتلایا گیا کہ آہستہ پڑھو۔ آہستہ پڑھنا انصات و سماع کے منافی نہیں ہے۔"

قارئین کرام!۔ آپ نے مصنف مذکورہ کی بیان کردہ چار آیتیں ملاحظہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائیں۔ اور ساتھ مختصر تشریح میں نے انہی کے الفاظ میں نقل کی ہے۔ اس سلسلے میں میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ میرے رسالہ "خلف الامام" میں میری پیش کردہ آیت کریمہ "واذا قرئ القرآن" کے متعلق مصنف مذکور نے بار بار لکھا ہے کہ "نہ اس آیت میں نماز کا لفظ ہے نہ فاتحہ خلف الامام کا" (ص ۲) مزید لکھا ہے کہ "واذا قرئ القرآن" میں بھی تو امام اور مقتدی کا ذکر نہیں ہے" (ص ۱۶) میری پیش کردہ آیت میں تو یہ ذکر نہیں ہے۔

سوال نمبر ۴: آپ انصاف سے بتائیں کہ آپ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں جو چار آیتیں پیش کی ہیں۔ ان چاروں میں سے کسی آیت میں۔ نماز کا، فاتحہ خلف الامام کا، امام کا اور مقتدی کا ذکر ہے؟ اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو آپ اپنے بیان کردہ قاعدے اور اصول کی بنا پر یہ آیات اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں؟؟؟

● اب ذرا ہر ہر آیت پر علیحدہ علیحدہ غور کریں۔ پہلی آیت میں صرف اتنا ارشاد ہے۔ کہ "ہم نے آپ کو سبع مثانی اور قرآن پاک دیا۔ اور سبع مثانی سے مراد مفسرین کرام نے سورۃ فاتحہ لی ہے جیسا کہ مصنف مذکور نے تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن جریر اور بخاری شریف وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔ یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ان حوالوں سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے۔ کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔ افسوس کہ مصنف صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ بحث کس مسئلہ میں ہے۔ اور وہ حوالے کیسے پیش کر رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مذکورہ مصنف نے چاروں آیتیں تو اپنے رسالے میں لکھ دیں مگر ترجمہ کسی ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیت کا بھی نہیں لکھا۔ اگر یہ مذکورہ آیات کریمہ کا ترجمہ لکھ دیتے تو ان کی علیت کا بھانڈا عین چوراہے پہ پھوٹ جاتا۔ رہا علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر اتقان کا حوالہ کہ "اسے سبع مثانی اسلئے کہا جاتا ہے۔ کہ یہ ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہے،، تو یہ ہمارے خلاف نہیں کیونکہ ہم بھی کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنی ضروری ہے مگر یہ امام کے پیچھے نہیں پڑھنی چاہیئے کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان عالیشان ہے۔ من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قراۃ۔ کہ جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔

اس حدیث پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور جلال آباد شمالی مخدوم رشید سے میرے نام آئے ہوئے ایک خط میں اس حدیث شریف کو "موضوع،، قرار دیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں گزارش ہے کہ اگر آپ کے بقول اس حدیث کو ضعیف بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی جمہور محدثین کے نزدیک فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا بالکل جائز ہے۔

● چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال۔ یعنی فضائل اعمال میں ضعیف حدیثوں پر عمل کیا جاتا ہے (رسالہ فضائل شعبان)، ● حضرت علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یجوز و یستحب العمل فی الفضائل والترغیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعا۔ یعنی ضعیف حدیث سے فضائل اعمال میں اور ترغیب و ترہیب میں عمل کرنا جائز اور مستحب ہے بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو۔ (القول البدیع) ان دونوں حوالوں سے ثابت ہوا کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیثیں بھی قابل عمل ہوتی ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال نمبر ۱۰۔ اب آپ سے میرا سوال یہ ہے کہ کیا محدثین کرام کا یہ فیصلہ کہ
فضائل اعمال میں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے، آپ
کو قبول ہے یا نہیں؟ اگر قبول ہے تو فبہا اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے
آگاہ فرمائیں۔ اور اگر اس حدیث کو موضوع قرار دیا جائے تو صرف تمہارے
یا تمہارے کسی بھائی کے کہنے سے یہ موضوع نہیں ہو گی۔ یہ جرح مبہم ہے آپ
اس کے واضع (یعنی حدیث گھڑنے والے) راوی سے مع حوالہ آگاہ فرمائیں
یعنی کونسا اسمیں راوی واضع ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حدیث موضوع ہے؟

● مصنف مذکور نے اپنے دعوے کے اثبات میں جو دوسری آیت کریمہ پیش
کی ہے۔ یعنی فاقرءوا ماتیسر من القرآن (پ ۲۹ سورہ المزمل) قرآن پاک میں
سے جو تمہیں آسان لگے اس کو پڑھو۔ یہ ان کو قطعی طور پر مفید نہیں کیونکہ
مصنف کا دعویٰ ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھنی فرض ہے۔ اور اس
آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ "ما تیسر" جو تمہیں آسان لگے وہ پڑھو۔
یہ آیت تو گویا ان کے مؤقف کے خلاف ہے۔ اور انکی عقل دیکھو کہ یہ اسے
اپنے حق میں نقل کر رہے ہیں۔

● تیسری آیت جو انہوں نے پیش کی ہے۔ کہ "لیس للانسان الا ما سعیٰ"
(پ ۲۷ سورہ النجم) یعنی انسان کو اس کی کوشش ہی کام آئے گی۔ بھلا اس آیت
کا "قراءت خلف الامام" سے کیا تعلق ہے۔ کیا کسی مفسر نے لکھا ہے کہ یہ آیت
اس مسئلہ سے متعلق ہے زیادہ نہیں صرف دو حوالے ہی پیش فرما دیں۔ کتنے افسوس
کا مقام ہے کہ ہم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن پاک کی ایک آیت کریمہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واذا قری القرآن الخ پیش کی اور اس کے ساتھ تین مفسرین کے حوالے پیش کئے اور مصنف مذکور نے ان سب کو بلا وجہ اور بلا دلیل کر دیا اور نہ ماننے کی رٹ لگائی اور خود چار آئیتں اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیں۔ لیکن نہ ان کا معنی لکھا اور نہ تائید میں کسی مفسر کا قول پیش کیا بلکہ تفسیر بالرائے کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنی خود ساختہ تشریح سے اپنا مؤقف ثابت کرنے کی کوشش کی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مصنف مذکور نے لکھا ہے کہ مقتدی اگر فاتحہ نہیں پڑھے گا تو فریضہ اس کے ذمہ رہ جائے گا۔" ارے بھائی کیسے رہ جائے گا جب کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ امام کی قرأت مقتدی کو کافی ہے۔ پھر مصنف مذکور لکھتا ہے کہ "نماز خالص بدنی عبادت ہے اور بدنی عبادت میں نیابت ائمہ احناف کے نزدیک بھی صحیح نہیں۔ لیکن جب حضور علیہ السلام نے فرمادیا کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ تو پھر تو ہمیں یہ تسلیم کر لینا چاہیئے۔ افسوس ہے کہ دعویٰ تو اہلحدیث ہونے کا ہے اور عمل یہ ہے کہ احادیث مبارکہ کو جو اپنے مطلب کے خلاف ہوں ٹھکرایا جا رہا ہے۔ مصنف مذکور مزید لکھتا ہے کہ "جب یہ بات مسلّمہ ہے کہ مقتدی پر بھی قرأت فرض ہے تو کیا مقتدی کے فریضہ کو امام بجالا سکتا ہے یا نہیں۔ اسی میں اصل نزاع ہے۔ لیکن جب حضور علیہ السلام نے فرمادیا تو بیشک بجالا سکتا ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کا فرمان غلط نہیں ہو سکتا۔ اب یہاں پر پھر میرا آپ سے ایک سوال ہے۔

سوال نمبر ۶:۔ آپ یہ بتائیں کہ اگر دورانِ جماعت مقتدی سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہو جائے جس سے اس پر سجدہ سہو واجب ہو جائے تو آیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نماز کے آخر میں وہ سجدہ سہو کرے گا یا نہیں ؟ اگر آپ کہیں کہ نہیں کرے گا تو فبہا و ھو المراد ، امام کی وجہ سے مقتدی کو سجدہ معاف ہو گیا تو اسی طرح امام کی وجہ سے مقتدی کو قرأت بھی معاف ہے ، اور اگر آپ کہیں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سجدہ سہو لازمی طور پر کرنا پڑے گا تو اس کا ثبوت و حوالہ پیش کریں ۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ؛

● رہی چوتھی آیت جو مصنف مذکور نے پیش کی ہے ۔ یعنی واذکر ربک فی نفسک تضرعا و خیفۃ (الاعراف) اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور آہستگی سے یاد کرو ۔ یہ آیت بھی عام ذکرِ خداوندی سے متعلق ہے ۔ اس سے قرأت فاتحہ خلف الامام کا ثبوت نہیں ملتا ۔ مصنف نے اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر ابن جریر ، تفسیر روح المعانی ، مباحۃ الفکر ، کتاب القرأۃ اور المحلی کے جو حوالہ جات پیش کئے ہیں ۔ اُن میں سے کسی میں بھی قرأت خلف الامام کا ذکر نہیں ہے ۔ اور ابن تیمیہ کا حوالہ ہمارے نزدیک قابلِ قبول نہیں ۔ کیونکہ وہ صرف مخالفین کے پیشوا ہیں ۔ اور علامہ قرطبی کا یہ فرمان کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہاں ذکر سے مراد نماز میں قرأت کرنا ہے ۔ (قرطبی جلد ۷) اس میں نہ امام کا ذکر ہے نہ مقتدی کا ۔ اگر اس میں قرأت خلف الامام کا ذکر ہوتا تو پھر یہ حوالہ مخالفین کو مفید ہوتا ۔ اس میں تو مطلقاً قرأت کا ذکر ہے نہ کہ خلف الامام کا اور حضرت ابن عباس کا جو حوالہ ہم نے اپنے رسالہ میں نقل کیا تھا ۔ اس میں قرأت خلف الامام کا واضح طور پر ذکر ہے ۔ لہٰذا حضرت ابن عباس کی دونوں روایات صحیح ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف نہیں اور اگر آپ کی بات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بات درست تسلیم کی جائے تو پھر دونوں روایات ایک دوسرے کے خلاف ثابت ہونگی سوال نمبر ۱۔ اب آپ سے میرا سوال یہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی دونوں روایات کی جو تطبیق ہم نے پیش کی ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو فیہا وھو المقصود۔" اور اگر غلط ہے تو آپ ان دونوں روائیتوں میں کسی ایک کا انکار کئے بغیر تطبیق پیدا کر کے دکھائیں؟ یعنی ایسی تشریح دونوں روایات کی کریں کہ دونوں کا مطلب صاف طور پہ واضح ہو جائے اور دونوں ایک دوسرے کے خلاف بھی نہ ہوں اور دونوں میں سے کسی کا انکار بھی نہ ہو۔ صرف اتنا کہنے سے کام نہیں چلے گا۔ کہ یہ کہنا کہ ابن عباس کی تفسیر اس کے خلاف ہے قطعاً باطل ہے جیسا کہ اختر صاحب نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے " آپ دونوں روایات میں تطبیق پیدا کر کے دکھائیں اور واضح جواب دیں۔

احادیث مبارکہ و اقوالِ صحابہ مصنف نے اپنے رسالہ میں آٹھ حدیثیں اور آٹھ اقوالِ صحابہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں تحریر کئے ہیں جن میں وہی پرانی بات ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے اور یہ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھا کرو اور یہی بات اقوالِ صحابہ سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے " اس کے جواب میں گذارش ہے کہ یہ بات ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور اس کے بغیر نماز ناقص ہے لیکن تم یہ فرمانِ نبوی کیوں نہیں مانتے کہ " امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے لہٰذا جب امام نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی تو مقتدی نے بھی پڑھ لی۔ اس حدیث

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر مفصل بحث پہلے گزر چکی ہے۔ رہی وہ روایات جن میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہے اور بعض اقوالِ صحابہ وائمہ کرام سے بھی یہی ثابت ہے تو اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ مسئلہ قرأت خلف الامام کے بارے میں دونوں قسم کی روایات موجود ہیں جن میں سے کچھ ہم نے اپنے رسالہ میں نقل کی ہیں اور کچھ آپ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کی ہیں۔ ان میں کچھ ہماری پیش کردہ روایات صحیح ہیں اور کچھ میں بقول آپکے ضعف ہے اور اسی طرح آپکی پیش کردہ کچھ روایات صحیح ہیں اور کچھ ضعیف۔ اور اسی طرح صورتحال ائمہ کرام کے اقوال کی ہے کہ بعض آئمہ کے اقوال فاتحہ خلف الامام کے حق میں ہیں اور بعض کے اقوال خلاف ہیں۔ اب یہ بات ظاہر سی ہے کہ دونوں قسم کی احادیث واقوال پر عمل تو نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف ومعارض ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان دونوں کے درمیان ایسی تطبیق وموافقت ہو کہ ایک مسلمان صدق دل سے عمل پیرا ہو جائیں۔ تو دونوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ،، بیشک ابتداء میں مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور مصنف مذکور نے جتنی احادیث وروایات اور آثار پیش کئے ہیں وہ سب اسی سے متعلق ہیں۔ لہٰذا یہ ہمارے ہرگز خلاف نہیں ہیں۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی یہ حکم ناسخ ٹھہرا اور ہماری پیش کردہ تمام احادیث وروایات اسی حکم سے متعلق ہیں۔ اس تطبیق سے ناسخ ومنسوخ دونوں روایات پر مسلمان کا ایمان بھی رہتا ہے اور مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔ لیکن مصنف مذکور نے جسطرح ہماری پیش کردہ احادیث وروایات کا انکار کیا ہے وہ اُنکے لئے مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ خود اچھی طرح جانتے ہیں کہ احادیثِ نبوی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے منکر کون لوگ ہوتے ہیں۔ مصنف صاحب شاید یہ سوال کریں کہ اس امر کا کیا ثبوت ہے۔ کہ فاتحہ خلف الامام ابتدائے اسلام میں جائز تھا بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ ہم اس سلسلے میں اپنے رسالہ میں پہلے ہی آیت کریمہ واذا قری القرآن الخ کے تحت تین تفسیروں، تفسیر خازن، تفسیر مدارک اور تفسیر ابن عباس کے حوالہ جات پیش کر چکے ہیں۔ کہ فاتحہ خلف الامام کا حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ اور اگر مصنف مذکور یہ سوال کریں کہ فاتحہ خلف الامام کا حکم اگر منسوخ ہے تو احادیث کی کتابوں میں اس کے حق میں احادیث مبارکہ اور آئمہ کرام کی کتابوں میں اس کے حق میں روایات کیوں موجود ہیں جو مصنف مذکور نے اپنے رسالہ میں نقل کی ہیں تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ ناسخ و منسوخ روایتوں کا قرآن و حدیث و دیگر کتابوں میں پایا جانا کچھ بعید و تعجب خیز نہیں ہے۔

مثال کے طور پر قرآن پاک کی ایک آیت کریمہ ہے۔ یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو۔ یعنی اے محبوب لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ فرما دیں کہ تمام زائد چیز یعنی جو بچت ہو۔ بعد میں یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور قرآن پاک میں زکوٰۃ کا حکم نازل کر دیا گیا۔ اور اس طرح راہ خدا میں خرچ کرنے کیلئے مال کی حد مقرر کر دی گئی اور ناسخ و منسوخ دونوں قسم کی آیات قرآن پاک میں اسوقت بھی موجود ہیں۔ جب ناسخ و منسوخ آیات قرآن پاک میں اکٹھی موجود ہو سکتی ہیں تو مذکورہ مسئلہ کے بارے میں ناسخ و منسوخ دونوں قسم کی احادیث و روایات کتابوں میں موجود کیوں نہیں ہو سکتیں۔ لہذا آپ کی تحریر کردہ تمام روایات ہرگز ہرگز ہمارے خلاف نہیں ہیں۔ البتہ ہماری پیش کردہ روایات آپکے لئے سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اب اس سلسلے میں مصنف مذکور سے ہم مندرجہ ذیل سوالات کرنا چاہتے ہیں۔

سوال نمبر ۱: ہم نے تفسیروں کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں صحابہ کرام امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور امام کے پیچھے قرأت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے منع کر دیا گیا۔ آپ مستند حوالوں سے یہ ثابت کر کے دکھائیں کہ ابتدائے اسلام میں امام کے پیچھے قرأت جائز نہیں تھی۔ بعد میں فلاں آیت نازل ہوئی یا فلاں حدیث میں حکم ہوا اور امام کے پیچھے قرأت کو جائز قرار دے دیا گیا؟

سوال نمبر ۹:۔ ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں امام کے پیچھے قرأت جائز تھی۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آیت نازل فرما کر اور حضور علیہ السلام نے احادیث مبارکہ میں حکم دیکر اس سے منع کر دیا۔ لہٰذا قرأت خلف الامام کی حدیثیں پہلے کی ہیں اور ممانعت کی حدیثیں بعد کی ہیں۔ اور ان دونوں قسموں کی حدیثوں میں یہی تطبیق ہے۔ اگر یہ تطبیق غلط ہے تو آپ دلائل سے ثابت کر کے بتائیں کہ پھر دونوں قسموں کی حدیثوں میں تطبیق کیسے ہو گی؟ اگر آپ قرأت خلف الامام کی حدیثوں کو مانیں اور ممانعت قرأت کی حدیثوں کو تسلیم نہ کریں تو اس طرح بعض حدیثوں کو نہ ماننے سے کفر لازم آئے گا۔ لہٰذا دونوں قسم کی حدیثوں میں آپ مطابقت پیدا کر کے دکھائیں؟ نیز مندرجہ ذیل سوالات کا جواب بھی دیں۔

سوال نمبر ۱۰:۔ مخالفین تسلیم کرتے ہیں کہ جو مقتدی امام کے پیچھے رکوع میں شامل ہو جائے تو اس کو وہ رکعت مل جاتی ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ جب اس نے اس رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھی ہی نہیں تو اس کی وہ رکعت کیسے ہو جائے گی؟ باحوالہ مدلل طور پر جواب دیں۔

سوال نمبر ۱۱:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب والسورۃ۔ (موطا امام مالک) یعنی سورہ فاتحہ اور ایک دوسری سورۃ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ تو مخالفین امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا تو فرض سمجھتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن مذکورہ حدیث کی روشنی میں دوسری سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض کیوں نہیں سمجھتے۔
اس کا مدلل اور واضح طور پہ جواب عنایت فرمائیں۔

خاتمہ الحمد للہ ہم نے مصنف مذکور کے پورے رسالے کا جواب نہایت متانت وسنجیدگی سے تحریر کر دیا ہے۔ انکی ہر ہر دلیل کا جواب مدلل طور پہ دیا ہے اور اتنے آسان الفاظ میں جوابات دیئے ہیں کہ تھوڑے پڑھے لکھے بھی کماحقہٗ ان کو سمجھ سکیں اور اسکے ساتھ ساتھ ہم نے مصنف مذکور سے نمایاں سرخیوں کے ساتھ گیارہ سوالات بھی کئے ہیں۔ اب مذکورہ مصنف صاحب پر لازم ہے کہ وہ ہماری تحریر کردہ تمام دلیلوں کا جواب دینے کے ساتھ ساتھ ہمارے مذکورہ بالا سوالوں کا نمبروار ترتیب سے مدلل ومفصل طور پہ جواب دے۔ ہمیں جواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔
امید واثق ہے کہ قارئین ہمارے اس رسالے سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے اور جن لوگوں کے مقدر میں ہدایت ہے وہ اس سے ضرور رہنمائی حاصل کریں گے۔ اور جن لوگوں کے دلوں پر مہریں لگی ہوئی ہیں (ختم اللہ علیٰ قلوبھم) ان کیلئے اس سے بھی زیادہ دلائل پیش کر دیئے جائیں تو پھر بھی بیکار ہیں۔ خدا ایسے لوگوں کو ہدایت کی راہ نصیب فرمائے (آمین)

تحریر کردہ: محمد حنیف اختر خطیب جامع مسجد غوثیہ
اسلام پورہ خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادارہ کی چند اہم مطبوعات

- سات متنازعہ مسائل اور اہلِ سُنّت کا موقف
- عقائد و معمولات اہلِ سُنّت
- فہم دین کورس
- نماز کا سُنّت طریقہ
- اسلامی مہینوں کے فضائل و مسائل
- بھیڑنما بھیڑیئے
- شفا اور برکت
- علماء اہلِ سُنّت کی نظر میں یزید
- ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی
Mob : 0333 - 8173630

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مجاہد اہلسنت
حضرت مولانا محمد حنیف اختر صاحب
خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۷۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

حروف آغاز

سید الانبیاء محبوب خدا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی جل مجدہٗ نے قیامت تک کے تمام لوگوں اور تمام مخلوقات کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔ قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔ (الآیۃ) یعنی اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَافَّةً۔ کہ میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا فیض ہر دور اور ہر زمانے میں لوگوں کو پہنچتا رہا ہے۔ آج بھی پہنچ رہا ہے اور قیامت تک سب لوگ برابر فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

اگرچہ ظاہری طور پر آپ تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر مبارک گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ آج بھی زندہ ہیں اور اپنے روضۂ اطہر میں رہ کر پوری دنیا کو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہے ہیں۔

بعض لوگ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردہ تصور کرتے ہیں اور نہ صرف یہ بات زبانی طور کہتے ہیں بلکہ انہوں نے اس بات کو اپنی کتابوں میں بھی لکھا ہے۔ بنا بریں ذیل میں مسئلہ حیات النبی کو دلائل واضحہ کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے تاکہ حق اچھی طرح آشکارا ہو جائے اور کوئی ابہام نہ رہے۔

رحمت عالم

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (الآیۃ)۔ (اے محبوب) ہم نے آپ کو سب جہان والوں کے لئے رحمت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنا کر بھیجا ہے۔ اس آیت کریمہ سے دنیا کے ہر فرد کیلئے حضور علیہ السلام کا رحمت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یعنی آپ تمام جہان والوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔

• چنانچہ حضرت علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للجمیع باعتبار انہ علیہ الصلوۃ والسلام واسطۃ الفیض الالٰہی علی الممکنات علی حسب القوابل ولذا کان نورہ صلی اللہ علیہ وسلم اول المخلوقات۔ (تفسیر روح المعانی پ ۱۷ ص ۹۶) یعنی حضور علیہ السلام کا تمام جہانوں کیلئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ آپ کل ممکنات پر انکی قابلیت و استعداد کے مطابق فیض الٰہی پہنچانے کا واسطہ ہیں اور اسی لئے آپ کا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ رحمت للعالمین ہونے کی وجہ سے تمام افراد کے ساتھ حضور علیہ السلام کا رابطہ ہے اور آپ سب کو انکی استعداد کے مطابق فیض پہنچاتے ہیں۔ اور فیض زندہ ہی پہنچا سکتا ہے۔ مردہ نہیں۔ لہٰذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آپ زندہ ہیں۔

آپکی گواہی

نیز قرآن پاک میں ارشاد باری ہے۔ یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا۔ (پ ۲۲ سورہ احزاب)۔ اے نبی بیشک ہم نے آپکو شاہد اور خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو "شاہد" فرمایا ہے جس کا حقیقی معنی حاضر و ناظر ہونا اور کسی شئے کو آنکھوں سے دیکھ کر گواہی دینا ہے۔ اور لغوی طور پر بھی شاہد کا معنی یہ ہے۔ الشہود والشہادۃ الحضور مع المشاھدۃ۔ (مفردات امام راغب ص ۲۶۹)۔ یعنی شہود اور شہادت کا معنی حاضر و ناظر ہونا ہے۔ اور گواہ کو بھی اسی لئے شاہد کہتے ہیں کہ وہ موقع پر موجود ہوتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور واقعہ کو دیکھ کر گواہی دیتا ہے۔

• اس آیت کریمہ کے تحت حضرت علامہ ابو البرکات النسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یاایھاالنبی انا ارسلناک شاھدا علی من بعثت الیھم وعلی تکذیبھم وتصدیقھم ای مقبولا قولک عند اللہ لھم وعلیھم کما یقبل قول الشاھد العدل فی الحکم (تفسیر مدارک جلد سوم ص ۲۳۵) یعنی اے نبی ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ان لوگوں پر جنکی طرف آپ مبعوث کئے گئے ہیں اور آپ ان کے جھوٹے یا سچے ہونے کی گواہی دیں گے اور ان کے متعلق آپ کی گواہی اللہ کے نزدیک اسی طرح مقبول ہوگی جیسے ایک عادل گواہ کی شہادت حکم میں قبول ہوتی ہے۔

اور چونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تمام جہان والوں کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں اس لئے آپ قیامت تک ہونے والی تمام مخلوق کے شاہد و گواہ ہیں اور ان کے اعمال و افعال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آپکی گواہی رب کے ہاں قبول ہوگی۔ اور اعمال و افعال کا مشاہدہ وہی کر سکتا ہے جو زندہ ہو۔ مرا ہوا کبھی نہیں دیکھ سکتا۔ تو قرآن پاک کی اس آیت کریمہ سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

درود شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن درود شریف کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ وہ یوم مشہود ہے یعنی اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوتہ حیث کان۔ اور جو بھی بندہ مجھ پر درود پڑھے تو وہ جہاں کہیں بھی ہو اسکی آواز مجھ کو پہنچتی ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ کیا آپکی وفات کے بعد بھی؟۔ قال و بعد وفاتی ان اللہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ فرمایا۔ ہاں۔ میری وفات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد بھی (آواز پہنچے گی)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام قرار دیا ہے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۳)۔ اس حدیث پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔

• ایک اور حدیث شریف میں آپ نے فرمایا۔ فنبی اللہ حی یرزق۔ کہ اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دئیے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱)۔ اس حدیث پاک کے ماتحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وپیغمبر خدا زندہ است بہ حقیقت حیاتِ دنیاوی۔ یعنی اللہ کے نبی دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۵۷۶)

• ایک دوسری حدیث پاک میں آپکا ارشادِ گرامی ہے۔ اسمع صلوٰۃ اھل محبتی واعرفھم۔ کہ اہل محبت کا درود پاک میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔ (دلائل الخیرات)۔ اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ زندہ ہیں اور اہل محبت کے درود شریف کو خود سنتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ فرشتے لوگوں کا درود پاک حضور علیہ السلام کے پاس پہنچاتے ہیں۔ تو پہنچانے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نہیں سنتے اس لیے پہنچایا جاتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ درود پاک سنتے بھی ہیں اور پہنچایا بھی جاتا ہے۔ دیکھئے حدیث پاک میں ہے کہ ہر روز صبح اور عصر کے وقت فرشتے بندوں کے اعمال بارگاہ خداوندی میں پہنچاتے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کو بھی بندوں کے اعمال کی خبر نہیں ہوتی اسلئے فرشتے پہنچاتے ہیں؟۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ دیکھتا جانتا بھی ہے اور فرشتے بھی پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح درود پاک کو حضور علیہ السلام بھی سنتے ہیں اور فرشتے بھی پہنچاتے ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ زندہ ہیں۔ اسی لئے قیامت تک سب کے درود پاک کو آپ سنتے رہیں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعمال و افعال

ایک اور حدیث پاک میں آپ نے فرمایا۔ حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم۔ کہ میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ پھر فرمایا کہ تمہارے اعمال میرے اوپر پیش کیے جاتے ہیں پس جو عمل اچھے ہوتے ہیں تو میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور جو عمل برے ہوتے ہیں تو میں تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔ (زرقانی شریف ص۶۰) اس حدیث پاک سے بھی حضور علیہ السلام کے زندہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور آج بھی ہمارے حالات سے باخبر ہیں بلکہ ہمارے اچھے عمل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور ہمارے برے کام دیکھ کر ہمارے لئے بخشش طلب فرماتے ہیں۔

• ایک حدیث پاک میں آپ نے یہ بھی فرمایا۔ ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والیٰ ماھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ کانما انظر الیٰ کفی ھذہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کے تمام پردے ہٹا دیے ہیں اور میں دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے یوں دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ (مواہب لدنیہ ص۱۹۲)۔ اس حدیث پاک ”الی یوم القیمۃ“ کے الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں اور ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام قیامت تک کے لوگوں کے حالات سے باخبر ہیں اور یہ آپ کے زندہ ہونے کی ایک بہترین دلیل ہے۔

آپکی وراثت

چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اسلئے آپکی وراثت تقسیم نہیں ہوئی۔ اور اسی طرح کا حال باقی تمام انبیائے کرام کا بھی ہے۔ یعنی چونکہ تمام انبیائے کرام زندہ ہیں اس لئے کسی بھی نبی کی وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔

• چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے۔ اِنَّا مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرِثُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَاتَرَکْنَا صَدَقَةٌ۔ یعنی ہم نبیوں کے مال میں میراث جاری نہیں ہوتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (نسائی شریف) اور انبیائے کرام کے مال میں میراث اس لئے جاری نہیں ہوتی کہ وہ زندہ ہیں اور میراث مُردوں کی تقسیم ہوتی ہے۔

اور قرآن پاک میں ہے۔ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث بنے۔ اس سے علم کی وراثت مراد ہے مال کی وراثت مُراد نہیں۔ تو جب سب انبیائے کرام زندہ ہیں تو حضور علیہ السلام بھی بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں۔ اور آپ کے زندہ ہونے کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ آپکے وصال کے بعد آپکی ازواجِ مطہرات آپ کے ساتھ نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ہے بالکل اسی طرح جس طرح آپکی زندگی میں حرام تھا۔

قبر میں تشریف لانا نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ میت کے قبر میں دفن ہونے کے بعد ہر قبر میں تشریف لاتے ہیں۔

• چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ”جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے دوست احباب اُسے دفن کر کے چلے جاتے ہیں تو وہ انکی جوتیوں کی آواز کو سنتا ہے۔ پھر اس کے بعد دو فرشتے آتے ہیں اور اسکو قبر میں بٹھا دیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں ”ماکنت تقول فی ھذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم“ کہ تو اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ بندہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں کہ دیکھ تیرا ٹھکانہ جہنم تھا اور اللہ نے اُسے جنت میں تبدیل کر دیا ہے۔ اور جب منافق سے حضور علیہ السلام کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ کیا تو دیکھتا نہیں تھا اور عقل نہیں رکھتا تھا اور قرآن پاک نہیں پڑھتا تھا۔ پھر فرشتے اسکو لوہے کے ہتھوڑوں سے مارتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تب وہ چیختا چلاتا ہے اور اس کے چلانے کی آواز کو انسانوں اور جنوں کے سوا سب سنتے ہیں۔ (بخاری شریف جلد اول)۔ اس حدیث پاک پر غور کیجئے کہ فرشتے جن کو منکر نکیر کہا جاتا ہے ہر شخص کی قبر میں حساب لینے کیلئے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور دین کے بارے میں سوال کرنے کے ساتھ ساتھ (جو دوسری روایات سے ثابت ہے)، حضور علیہ السلام کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور سوال لفظ ہذا کے ساتھ کرتے ہیں جو اسم اشارہ قریب ہے اور اسکا معنی ہے "یہ" یعنی یہ جو تیرے سامنے موجود ہیں ان کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟؟؟ ہذا کے ساتھ اشارہ کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام ہر شخص کی قبر میں تشریف لاتے ہیں خواہ کوئی دنیا کے کسی ملک اور کسی شہر میں فوت ہو آپ اسکی قبر میں وہیں پہنچ جاتے ہیں۔ تو یہ آپ کے زندہ ہونے کی ایک روشن دلیل ہے کیونکہ جو مردہ ہو وہ کہیں بھی آجا نہیں سکتا لہذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام زندہ ہیں۔

عقیدۂ صدیق اکبر

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب آخری وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے اور میرا جنازہ تیار ہو جائے تو حضور علیہ السلام کے روضہ مقدسہ کے دروازے کے سامنے جا کر رکھ دینا اور عرض کرنا! یا رسول اللہ۔ ابو بکر صدیق آپکے دروازے پر حاضر ہے۔

اگر اجازت ہو تو آپ کے روضہ کے اندر ان کو دفن کیا جائے اور اگر اجازت نہ ہو تو قبرستان جنت البقیع میں دفن کر دیا جائے۔ اگر دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے روضہ کے اندر دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں جا کر دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کے وصال شریف کے بعد آپکا جنازہ مبارکہ تیار کر کے روضہ مقدسہ کے دروازے کے سامنے رکھا گیا اور حسب وصیت اجازت طلب کی گئی۔ تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور روضہ سے آواز آئی کہ دست

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو جلد دوست کے پاس پہنچادو کیونکہ دوست اپنے دوست سے ملنے کا بڑا مشتاق ہے۔ (شواہد النبوت)۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔

اگر آپ کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو آپ اپنے جنازہ کو حضور علیہ السلام کے روضہ اطہر پر لے جانے اور دفن کی اجازت مانگنے کی ہرگز وصیت نہ فرماتے لہذا ثابت ہوا کہ آپ زندہ ہیں

عقیدہ بزرگان دین

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کا قبروں میں زندہ ہونا ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے اور اس مسئلہ میں کافی دلائل موجود ہیں اور خبریں حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ آگے فرماتے ہیں۔ لَا یُنْکِرُ ذٰلِکَ اِلَّا جَاھِلٌ" یعنی حیات انبیاء کا انکار سوائے جاہل کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ (الحاوی للفتاوی جلد دوم ص ۲۶۴)

• حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ایشاں احیاء اند بحیات حقیقی دنیاوی باتفاق" انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور یہ زندگی حقیقی دنیاوی ہے اور اس حقیقی زندگی پر سب کا اتفاق ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۴۲۳)۔

• حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "انبیائے کرام کی دنیوی اور وصال کے بعد کی زندگی میں کوئی فرق نہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے دوست مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں" (مرقات جلد دوم ص ۲۱۲)۔

• حضرت شیخ حسن بن عمار سرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یہ بات ارباب تحقیق علماء کے نزدیک ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ ان پر روزی پیش کی جاتی ہے اور وہ تمام لذت والی چیزوں کا مزہ اور عبادتوں کا سرور پاتے ہیں"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(مراقی الفلاح صفحہ ۴۴)۔

• حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ،، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم زمین و آسمان میں مع ارواحِ صحابہ کرام اور اولیائے عظام جہاں چاہیں سیر کرتے پھرتے ہیں اور بہت سے اولیاء اللہ نے حضور علیہ السلام کو بیداری کی حالت میں دیکھا ہے ،، (تفسیر روح البیان سورہ ملک)۔

• حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔ آپ اُمت کی عبادت سے خوش ہوتے ہیں اور ان کی نافرمانیوں سے غمگین ہوتے ہیں۔ انبیاء کا مرجانا صرف اس قدر ہے کہ وہ نظروں سے چھپ جاتے ہیں ورنہ فی الواقع وہ زندہ ہیں اور فرشتوں کی طرح موجود ہیں۔ یعنی جس طرح فرشتے موجود ہوتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔ اسی طرح انبیاء کا حال ہے کہ وہ بھی موجود ہوتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔ ہاں اہل اللہ کو نظر آتے ہیں یا اللہ تعالیٰ جس کو چاہے دکھا دیتا ہے۔ (انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء)۔ اِن تمام اقوالِ بزرگانِ دین سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام زندہ ہیں اور آپ کی زندگی بالکل دینوی زندگی کی طرح ہے اور آپ جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ۔ یعنی اے محبوب بیشک تم نے بھی مرنا ہے اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام زندہ نہیں ہیں بلکہ مرچکے ہیں۔ (معاذ اللہ)۔ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ اس آیت کریمہ سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام پر موت آئی۔ اور یہ ہم بھی مانتے ہیں کہ آپ کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وصال ہوا۔

اس آیئت میں اسی طرف اشارہ ہے لہٰذا یہ آیئت کریمہ ہمار
خلاف نہیں۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ وصال شریف کے بعد قبرِ انور میں
جاکر اب آپ زندہ ہیں یا نہیں؟ تو بلا شک و شبہ آپ زندہ ہیں جیسا کہ
متعدد آیات و احادیث سے اس سے قبل ثابت کر چکے ہیں۔

مخالفین کو یہ آیئت ہرگز مفید نہیں۔ انہیں چاہئیے کہ وہ کوئی ایسی
آیئت کریمہ پیش کریں جس سے یہ ثابت ہو کہ حضور علیہ السلام قبرِ انو
اور روضۂ اطہر میں بھی (معاذ اللہ) مُردہ ہیں۔

ہمارا دعوٰے ہے کہ تمام مخالفین مل کر قیامت تک ایک بھی ایسی
آیئت پیش نہیں کر سکتے۔ مختصر یہ کہ مذکورہ آیئت کریمہ سے مُراد حضو
علیہ السلام کا عالمِ دنیا سے منتقل ہونا ہے اور ہماری پیش کردہ سا
آیات و احادیث سے مُراد آپ کی بعد از وصال حقیقی زندگی ہے لہٰذا دو
قسم کی روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ (فافہم وتدبر)۔

روح کا لوٹانا

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ایک حدیث پاک میں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بھ
کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ میری روح کو میرے جسم میں لوٹا
دے گا یہاں تک کہ میں اُس کے سلام کا جواب دوں گا۔ (بیہقی شریف

اِس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام زندہ نہیں
ہیں۔ اگر زندہ ہیں تو پھر رُوح کے لوٹانے کا کیا مطلب ہے؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث پاک کا مطلب یہ نہیں جو مخالفین نے سمجھا ہے۔ بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے وصال کے بعد قبرِ انور میں ہر وقت مشاہدۂ الٰہی میں محو و مستغرق رہتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے دنیا میں آپ کی حالت وحی کے نزول کے وقت ہوتی تھی۔

تو حدیثِ مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کا کوئی بندہ آپ پر سلام بھیجے گا تو اللہ اس وقت آپ کو اُس کے جواب کی طرف متوجہ فرما دے گا اور آپ اُس کا جواب دے کر پھر مشاہدۂ حق میں مستغرق ہو جائیں گے۔

اگر حدیث پاک کا وہ معنی مُراد لیا جائے جو مخالفین کہتے ہیں تو پھر اس سے حضور علیہ السلام کا بار بار مرنا ثابت ہوگا۔ (نعوذ باللہ)۔ حالانکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ (سورۂ دخان رکوع ۳) یعنی لوگ اِس جہان میں سوائے پہلی موت کے اور موت نہ چکھیں گے۔

اس آیتِ کریمہ کے مطابق جب عام لوگوں کیلئے سوائے دنیا کی ایک موت کے کوئی دوسری موت نہیں تو حضور علیہ السلام کے لئے بار بار موت کیسے ممکن ہے لہٰذا اس حدیث پاک کا یہ مطلب نہیں کہ میری روح بار بار لوٹائی جاتی رہے گی بلکہ اسکا صحیح مطلب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

آپکا کھانا پینا مخالفین کہتے ہیں کہ اگر قبرِ انور میں حضور علیہ السلام زندہ ہیں تو آپ کیا کھاتے پیتے ہیں کیونکہ کھانے پینے کے بغیر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسکے جواب میں عرض ہے کہ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضور نبی کریم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیہ وسلم صومِ وصال (یعنی پے در پے دو دو مہینے کے روزے) رکھا کرتے تھے۔ جب صحابہ کرام نے بھی صومِ وصال رکھنا شروع کیا تو آپ نے انہیں منع فرمادیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا، اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ۔ یعنی میں تم جیسا نہیں ہوں۔ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔ مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا رہتا ہے۔ (بخاری شریف جلد اول)۔ تو جس طرح حضور علیہ السلام دنیا کی زندگی میں صومِ وصال کے ذریعے کھانے پینے سے بے نیاز رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکو قدرتی غذا ملتی تھی اسی طرح قبر میں بھی آپ ویسی ہی قدرتی غذا سے زندہ و پائندہ ہیں۔

حرفِ آخر ان تمام دلائل واضحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپکی زندگی بالکل دنیا کی زندگی کی مانند ہے۔

ہم نے نہ صرف اس سلسلے میں روشن دلیلیں پیش کی ہیں بلکہ مخالفین کے سوالات کے مسکت جوابات بھی تحریر کر دئیے ہیں۔ مزید برآں آپ کے زندہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ" ایامِ واقعہ حرہ میں (یعنی ان دنوں میں جب یزیدی لشکر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا) مسجد نبوی میں تین دن تک نہ اذان ہوئی اور نہ نماز ہوئی۔

حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ ان دنوں میں میں مسجد نبوی کے اندر رہا جب نماز کا وقت ہوتا تو میں حضور علیہ السلام کے روضۂ انور سے اذان کی آواز سنتا تھا"۔ (مسند دارمی)۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپ کے زندہ ہونے کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تحریر کنندہ: محمد حنیف اختر مدیر بزمِ سعید خانیوال

خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال

یکم فروری ۱۹۹۹ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

اور تم میں ایک جماعت ہو جو نیکی کی دعوت دے

عوام کی توجہ کے لئے موجودہ دور کا ایک اہم ترین مسئلہ

ننگے سر نماز

محمد حنیف آخلاق صدر بزم سعید خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ننگے سر نماز

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید موجودہ دور کے مسلمان انگریزوں کی تقالی میں رفتہ رفتہ اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اسلامی احکامات کے برعکس اغیار کی کئی عادتیں آہستہ آہستہ اپنالی ہیں جن میں داڑھی منڈانا، کوٹ پینٹ پہننا، کھڑے ہوکر پیشاب کرنا اور ننگے سر رہنا شامل ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پیشتر عام لوگ سر کو ننگا رکھنا معیوب تصور کرتے تھے اور اسے رومال یا ٹوپی یا پگڑی سے ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ غیروں کی اندھی تقلید نے بالآخر مسلمانوں کو سر ننگا رکھنے پر مجبور کر دیا اور انہوں نے پگڑی و رومال وغیرہ کو اتار کر پھینک دینے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ مسلمانوں کی اسی کمزوری کا ایک اقلیتی فرقہ نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور انہوں نے ننگے سر نماز پڑھنے کی ترغیب دینے کے لئے زبردست کوششیں شروع کر دیں۔ حتیٰ کہ یہ لوگ گھر سے رومال وغیرہ لیکر مسجد میں آتے ہیں لیکن رومال کو سر پہ باندھنے کی بجائے سامنے صف پہ نیچے رکھ دیتے ہیں اور ننگے سر نماز شروع کر دیتے ہیں۔ مزید افسوس اس بات کا ہے کہ اب کئی سُنی، بریلوی کہلانے والے احباب بھی اس مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں اور انہوں نے بھی ننگے سر نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ بنا بریں بندۂ ناچیز نے حق مسئلہ واضح کرنے کیلئے قلم اٹھایا اور ذیل میں اس مسئلہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر واضح دلائل سے روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ کم فہم لوگ راہِ راست پر آسکیں۔

دلائل

مسئلہ ھذا کے ضمن میں سب سے پہلے قرآن پاک کی ایک آیتِ کریمہ تحریر کی جاتی ہے جو درج ذیل ہے۔ ◯ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (الآیۃ) اے آدم کی اولاد ہر مسجد میں جاتے وقت زینت کو لازم پکڑو۔" معلوم ہوا کہ مسجد میں بن سنور کر جانے سے رَبّ راضی ہوتا ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ لباس پہننے میں انسان کی زینت ہے یا اس کو اُتارنے میں؟ ظاہر ہے کہ لباس پہننے میں ہی انسان کی زینت ہے اور جب کپڑے انسان کی زینت ہیں تو نماز پڑھتے ہوئے یہ ادھورے کیوں چھوڑے جائیں اور ننگے سر نماز پڑھ کر زینت میں کمی کیوں کی جائے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا منشائے الٰہی کے خلاف ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سر پہ پگڑی باندھ کر خود بھی نماز پڑھی ہے اور مسلمانوں کو اس کی ترغیب بھی دی ہے۔

◯ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ حضور نبیِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا رکعتان بعمامۃ خیر من سبعین رکعۃ بلا عمامۃ۔ یعنی پگڑی کے ساتھ دو رکعات نماز پڑھنا بغیر پگڑی کی ستر (۷۰) رکعتوں سے افضل ہے" (مسند الفردوس)

◯ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے۔ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ۔ یعنی جب حضور علیہ السلام عمامہ باندھتے تو اُسے اپنے کندھوں کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درمیان لٹکاتے تھے۔" (مشکوٰۃ شریف) ۔ اِن دونوں حدیثوں سے ثابت ہُوا کہ پگڑی باندھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت ہے ۔ اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ پگڑی باندھ کر نماز پڑھنا افضل و بہتر ہے لیکن اس سے بعض لوگوں کا سمجھ لینا کہ بغیر پگڑی کے کوئی امام امامت نہیں کرا سکتا نری حماقت وجہالت ہے بیشک نماز عمامہ کے ساتھ افضل ہے اور اس میں کسی کو کوئی کلام نہیں مگر بغیر پگڑی کے صرف ٹوپی یا رومال سے نماز پڑھنا بھی بالکل جائز اور حضور علیہ السلام کے احکامات کے عین مطابق ہے ۔

○ چنانچہ ابنِ عساکر بیان کرتے ہیں۔" کان یلبس صلی اللہ علیہ وسلم القلانس تحت العمائم و بغیر العمائم و یلبس العمائم بغیر القلانس ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پگڑی کے نیچے ٹوپی استعمال فرماتے اور کبھی ٹوپی بغیر پگڑی کے اور کبھی پگڑی بغیر ٹوپی کے استعمال فرماتے تھے" (جامع الصغیر جلد دوم صفحہ ۲۳۷) ○ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "۔ کان صلی اللہ علیہ وسلم یامر بستر الرأس بالعمامۃ او القلنسوۃ وینھیٰ عن کشف الرأس فی الصلوٰۃ ۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سر کو پگڑی یا ٹوپی سے سر ڈھانپنے کا حکم دیتے اور نماز میں سر ننگا رکھنے سے منع فرماتے" (کشف الغمہ صفحہ ۸۵) ۔ اِن دونوں روایات سے ثابت ہُوا کہ جس طرح نماز عمامہ کے ساتھ سُنّت ہے اِسی طرح ٹوپی کے ساتھ بھی سُنّت ہے ۔ لیکن چونکہ حضور علیہ السلام نے عمامہ خود بھی استعمال فرمایا اور اس کے استعمال کا حکم بھی دیا اس لئے عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے اور اس کی فضیلت میں کسی کو اختلاف نہیں نیز مذکورہ دوسری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے لہٰذا اہلحدیث کہلانے والوں کو اگر نہیں تو اس حدیث پاک پر ہی ایمان رکھنا چاہیئے اور ننگے سر نماز ادا کرنے سے توبہ کر لینی چاہیئے۔ اب ذیل میں اس مسئلہ کے بارے میں فقہائے کرام کے اقوال درج کیے جاتے ہیں۔

اقوالِ فقہاء

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ۔ فتاویٰ عالمگیری ، میں ہے "وتکرہ الصلوٰۃ حاسرا راسہ اذا کان یجد العمامۃ وقد فعل ذلک تکاسلا او تہاونا بالصلوٰۃ۔ یعنی پگڑی کی موجودگی میں سستی اور بے احتیاطی سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے" (فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۰۶)۔ ◯ فقہ کی مشہور کتاب "مراقی الفلاح" میں ہے :۔ "وتکرہ وھو مکشوف الراس تکاسلا للترک الوقار۔ یعنی سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں بندے کا وقار نہیں ہے"۔ (مراقی الفلاح ص۱۹۷)۔ ◯ فقہ کی ممتاز کتاب "بحر الرائق" میں ہے کہ :۔ وکذا مکشوف الراس للتھاون والتکاسل۔ یعنی اسی طرح سستی اور بے احتیاطی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے" (بحر الرائق جلد دوم ص۲۵)

◯ فقہ کی معروف کتاب "دُرِ مختار" میں ہے "صلوٰۃ حاسرا ای کاشفا راسہ للتکاسل۔ یعنی سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے" (دُرِ مختار جلد اول ص۴۷)۔ فقہائے کرام کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تمام محققین علماء کے نزدیک ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ تمام فقہاء نے ننگے سر نماز ادا کرنے کی وجہ سستی لکھی ہے کیونکہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زو بیشتر حضرات محض سستی کی بنا پر ہی ایسا کرتے ہیں بلکہ اکثر مسلمان تو سستی
کی وجہ سے سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے اور جو مسلمان مسجدوں میں جاکر نماز پڑھتے
ہیں وہ رومال یا ٹوپی وغیرہ سر پر رکھنے کو بوجھ تصور کرتے ہیں۔ یا تو سستی اور
کاہلی کی بنا پر اور یا پھر جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں اور جب سستی کی وجہ سے
ننگے سر نماز پڑھنے کو فقہائے کرام نے مکروہ لکھا ہے۔ تو جو لوگ جان بوجھ کر
ننگے سر نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز بھلا کیسے مکروہ نہیں ہوگی۔ اور یہاں پر
ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ غیر مقلد حضرات کہتے ہیں کہ ہم فقہاء کے اقوال
اور فقہ کی کتابوں کو نہیں مانتے ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں۔ لہذا فقہا
کے یہ اقوال ہمارے لئے حجت نہیں ہیں تو اس کے جواب میں گذارش یہ ہے
کہ فقہائے کرام کے اقوال قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہوتے بلکہ ان کے
عین مطابق ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اس مسئلہ کے بارے میں اقوالِ فقہاء نقل کرنے
سے پہلے ہم نے قرآن وحدیث کے حوالے پیش کئے ہیں۔ تو اب فقہائے کرام کے
اقوال کا انکار کرنا دراصل قرآن وحدیث کا انکار کرنا ہے اور جو قرآن وحدیث
کے منکر ہوں وہ خود ہی سمجھ لیں کہ انکا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ کتنے افسوس کا
مقام ہے کہ یہ لوگ فقہائے کرام کے اقوال کی آڑ میں حدیثوں کا بھی انکار کرنے
سے باز نہیں آتے انہیں کچھ تو خوفِ خدا کرنا چاہیئے اور خود کو بھی اور دوسروں
کو بھی راہِ راست سے بھٹکانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔

ایک سوال کا جواب

مخالفین ننگے سر نماز کے جواب میں چند حدیثیں پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں ⭕ حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمر بن ابو سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ ◯ حضرت اُمّ ہانی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے۔ ◯ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے۔ ◯ حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ جس کے کندھوں پر ایک بھی کپڑا نہ ہو وہ نماز نہ پڑھے (یعنی ننگے سر نماز جائز ہے بشرطیکہ کندھے ننگے نہ ہوں)۔ ◯ حضرت عُمر بن ابی اسلمہ سے روایت ہے کہ مَیں نے بارگاہِ نبوی عرض کیا کہ کیا مَیں ایک قمیص میں نماز پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا "ہاں"۔ یہ حدیثیں بُخاری شریف، مُسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، مسند امام احمد، ابُوداؤد اور نسائی شریف میں موجود ہیں اور ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا جائز ہے۔

اِس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ ان تمام حدیثوں سے (مجبُوری کی حالت میں) ننگے سَر نماز پڑھنے کا صرف جواز ثابت ہوتا ہے۔ اِن سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ننگے سَر نماز پڑھنا سُنّت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز سُنّت تو سَر کو پگڑی، ٹوپی یا رومال سے ڈھانپ کر ہی پڑھنا ہے لیکن اگر کوئی مجبوری ہو اور ٹوپی وغیرہ موقع پر نہ مل سکے تو اُس وقت مجبُوری کی حالت میں ننگے سَر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور یہ صرف مجبُوری ہی کی حالت میں ہی جائز ہے اس کو روزمرّہ کا معمول بنا لینا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے اور مذکورہ حدیثوں سے یہی مجبوری کی حالت کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ نماز سے باہر بھی عام حالت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ ننگے سر نماز پڑھنا حضور علیہ السلام کے زمانے میں بھی ناجائز تھا اور آج بھی ناجائز ہے۔ اور مجبوری کی حالت میں اُس وقت بھی جائز تھا اور اگر کپڑا، رومال، پگڑی یا ٹوپی وغیرہ پاس نہ ہو تو اِس مجبوری کی حالت میں آج بھی جائز ہے۔ لیکن اگر رومال و ٹوپی وغیرہ پاس ہو تو ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

آخر میں ایک اور ضروری گذارش قابلِ توجہ ہے وہ یہ کہ بعض لوگوں کو ہر حدیث کو جو اُن کے مطلب کے خلاف ہو حدیثِ ضعیف کہنے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ شاید یہاں بھی جو حدیثیں ہم نے ننگے سر نماز کی ممانعت میں پیش کی ہیں یہ لوگ ان کو ضعیف کہہ دیں۔ اسلئے اچھی طرح یاد رکھیں کہ اوّل تو یہ حدیثیں بالکل صحیح ہیں ضعیف ہرگز نہیں ہیں۔ دوم یہ کہ اگر بالفرض ضعیف بھی ہوں تو بھی جمہور محدّثین کے نزدیک فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا بالکل جائز ہے۔ ◯ چنانچہ حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال۔ یعنی فضائل اعمال میں ضعیف حدیثوں پر عمل کیا جاتا ہے۔" (رسالہ فضائل شعبان)۔ یہی بات حضرت علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "القول البدیع" میں لکھی ہے تو اگر بالفرض مذکورہ حدیثیں ضعیف بھی ہوں تو پھر بھی محدثینِ کرام کے بیان کردہ مذکورہ ضابطہ کی بناء پر واجب العمل ہیں اور ننگے سر نماز پڑھنا پھر بھی جائز نہیں۔ آخر میں دُعا ہے کہ مولائے کریم سب کو راہِ ہدایت نصیب فرمائے۔ (آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین۔ تحریر کنندہ محمد حنیف اختر

یکم جنوری ۱۹۹۹ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ تقلیدِ شخصی

مصنّف

مجاہد اہلسنت حضرت مولٰنا
محمّد حنیف اختر صاحب
خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید موجودہ دور کے اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ " تقلید شخصی " کا ہے اہلسنت والجماعت تقلید شخصی کو جائز و ضروری سمجھتے ہیں اور ان کے مخالفین اس مسئلہ کی بنا پر ان پر کفر شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔ یہ مسئلہ اتنا اہم و دقیق ہے کہ اکثر لوگوں کو اس کی آج تک سمجھ ہی نہیں آسکی کہ آخر اس کی اصل حقیقت کیا ہے اور مسئلہ کی صحیح نوعیت کیا ہے۔ بس " تقلید تقلید " کے الفاظ ہی ہر وقت سنتے رہتے ہیں لیکن اس کے صحیح مفہوم سے مکمل طور پر نا آشنا ہیں۔ بنا بریں ذیل میں اس مسئلہ پر واضح دلائل کے ساتھ عام فہم انداز میں روشنی ڈالی جا رہی ہے تاکہ تھوڑے پڑھے لکھے حضرات بھی مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں۔ پہلے مسئلہ کا صحیح مفہوم پھر قرآن پاک سے دلائل اس کے بعد احادیث مبارکہ سے دلائل پیش کئے جا رہے ہیں اور آخر میں مخالفین کے اعتراضات کے جوابات درج ہیں۔

تقلید شخصی کا صحیح مفہوم تقلید کا لغوی معنی " ہار یا پٹہ " ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت ولا القلائد سے ظاہر و واضح ہے۔ اور اس کا اصطلاحی معنی یہ ہے

تقلید غیر کی اتباع کا نام ہے اس بات کا خیال کرتے ہوئے کہ وہ حق پہ ہے اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ (نامی شرح حسامی۔ ص ۱۹) مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اس کی امام کے پاس بیشک دلیل موجود ہوتی ہے مگر چونکہ مقلد کو اپنے امام پر مکمل اعتماد ہوتا ہے لہذا وہ ان سے دلیل کا مطالبہ نہیں کرتا۔ تقلید کے ضمن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں سب سے اہم بات یہ ہے جو خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ " جن مسائل کے متعلق قرآن و حدیث میں واضح احکامات موجود ہیں ان میں ہم کسی کی تقلید کے قائل نہیں اور جن مسائل کے متعلق قرآن و حدیث خاموش ہیں اور واضح احکامات موجود نہیں ہیں ان میں ہم تقلید کے قائل ہیں کیونکہ ائمہ مجتہدین نے زبردست اجتہاد فرما کر وہ مسائل قرآن و سنت سے نکالے جو ہمارے بس سے باہر ہیں۔ " تقلید " کی مثال آپ یوں سمجھیں کہ قرآن پاک کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں کتابی شکل میں جمع نہ کیا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب ضرورت محسوس ہوئی تو کتابی شکل میں جمع کیا گیا پھر کافی عرصہ کے بعد ضرورت محسوس کرنے پر اس پر اعراب زِیر زَبر پیش وغیرہ لگائے گئے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا صحابہ کرام کے زمانے میں حدیثوں کو کتابی شکل میں جمع نہیں کیا گیا۔ بعد کے زمانے میں جب دینی ضرورت بڑھی تو احادیث کی کتابیں مرتب کی گئیں۔ یہ بخاری شریف اور مسلم شریف وغیرہ یہ صحابہ کرام کے دور کے بہت بعد مرتب کی گئیں۔ بالکل اسی طرح تقلید شخصی کا مسئلہ ہے۔ آج کوئی بیوقوف یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن پاک اور بخاری و مسلم شریف وغیرہ سب بدعت ہیں کیونکہ یہ کتابیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں نہیں تھی تو اسی طرح تقلید کا مسئلہ ہے۔

قرآن پاک سے ثبوت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (پ ۱۴ سورۃ النحل) یعنی تم اہل علم سے پوچھو اگر خود نہیں جانتے۔ اس آیت کریمہ کی رو سے کم علم لوگوں کو اہل علم حضرات سے دینی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسائل پوچھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور حضرت علامہ محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں اور حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کریمہ کے ماتحت لکھا ہے۔ ان من جواز التقلید للمجتہد لہذہ الآیتہ یعنی بیشک بعض لوگوں نے مجتہد کیلئے اس آیت کریمہ سے تقلید کا جواز ثابت کیا ہے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی دینی مسئلہ کسی کو معلوم نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ عالم سے پوچھے۔ عالم مجتہد علماء سے پوچھے۔ اسی کو تقلید کہتے ہیں۔

* قرآن پاک میں ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے۔ واتبع سبیل من اناب الی (پ ۲۱ سورۃ لقمان) یعنی تم ان لوگوں کے راستے کی اتباع کرو جو میری طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اب یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا آئمہ اربعہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم و دیگر ائمہ مجتہدین اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرنے والے اور کتاب و سنت کے اپنانے والے تھے یا نہیں؟ اگر تھے اور یقیناً تھے تو پھر ان کے راستے کی اتباع اور ان کی تقلید قرآن پاک کی اس مذکورہ آیت کریمہ سے صاف طور پر ثابت ہو گئی۔ اور پھر یہاں پر ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ اس آیت کریمہ میں لفظ " اِتَّبِع " جو امر کا صیغہ ہے اور امر کا صیغہ وجوب پر دلالت کرتا ہے تو اب آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ ان کی اتباع و تقلید تمہارے لئے واجب ہے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ محمود آلوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ واتبع سبیل من اناب الی بالتوحید والاخلاص بالطاعتہ وحاصلہ اتبع سبیل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المخلصین۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲۱۔ ص ۷۸) **یعنی جو لوگ توحید اور** اخلاص کے ساتھ اطاعت کی راہ پر گامزن ہیں تم ایسے مخلصین کے راستے کی اتباع کرو۔ اس حوالہ سے بھی ثابت ہوا کہ اماموں کی تقلید نہ صرف جائز بلکہ لازمی اور ضروری ہے اور مسلمانوں کو اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

* نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **یایھاالذین امنوا اطیعو اللہ واطیعوالرسول واولی الامر منکم** (پ ۵ سورۃ آل عمران) اے یمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے صاحب امر ہوں ان کی بھی اطاعت کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ صاحب امر سے کون لوگ مراد ہیں؟ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے دنیا کے حاکم اور بادشاہ مراد ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ اس سے ائمہ مجتہدین اور اصحاب فقہ مراد ہیں اور حق یہ ہے کہ اس سے دونوں ہی مراد ہیں اور دونوں کو مراد لینے میں کوئی اشکال بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں کہ "آیت میں اولی الامر" سے اہل علم مراد ہونے پر حضرت ابو العالیہ نے اس ارشاد باری سے استدلال کیا ہے ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستبطونہ منھم " یعنی یہ لوگ اس معاملے کو رسول اللہ اور ان میں سے اولی الامر کی طرف لوٹاتے تو ان میں سے استنباط والے اس کی تہہ کو پہنچ جاتے۔ اور ائمہ کرام ہی مسائل کا استنباط واستخراج کرتے ہیں (لہذا مذکورہ آیت میں یہی مراد ہیں) اور بہت سے حضرات نے اس کو عام کرتے ہوئے دونوں مراد لئے ہیں اور یہ بھی بعید نہیں کیونکہ اولی الامر کا لفظ دونوں کا شامل ہے" (تفسیر روح المعانی۔ جلد پنجم۔ ص ۶۵)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثابت ہوا کہ اولی الامر سے اہلِ علم آئمہ کرام مراد ہیں اور انکی اطاعت و تقلید کرنا منشائے الٰہی کے عین مطابق ہے بلکہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ "یہاں اولی الامر سے مراد صرف علماء دین ہیں۔ بادشاہ مراد نہیں، کیونکہ بادشاہوں پر علماء کی اطاعت ہر حال میں ضروری ہے مگر علماء پر بادشاہوں کی اطاعت ہر حال میں ضروری نہیں صرف انہی احکامات میں ضروری ہے جو شریعت کے مطابق ہوں۔" (تفسیر کبیر زیر آیت مذکورہ) بہر حال آیت مذکورہ میں اہل علم تو لازمی طور پر مراد ہیں اور انکی اتباع و تقلید ہر صورت میں ضروری و لازمی ہے۔

● ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وقالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر (پ ۲۹ سورۃ الملک) یعنی "وہ کہیں گے کہ اگر ہم سننے یا دیکھنے والے ہوتے تو اصحاب دوزخ میں سے نہ ہوتے" اس آیت کریمہ کے معنی پر ذرا غور کیجئے۔ ان لوگوں کی دیکھنے کیلئے آنکھیں بھی تھیں اور سننے کیلئے کان بھی تھے مگر اس کے باوجود وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر ہم سنتے اور دیکھتے تو ہمیں دوزخ میں نہ جانا پڑتا۔ تو آیت کریمہ کا پھر مطلب کیا ہوا۔ آیئے اس آیت کا صحیح مفہوم جاننے کیلئے مفسرین کرام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کو مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "و بعضے از مفسرین نسمع را بہ تقلید و نعقل را بہ تحقیق و اجتہاد حمل نمودہ اند ہر دو راہ نجات اند" (تفسیر عزیزی پ ۲۹، ص ۱۳) یعنی بعض مفسرین نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نسمع کو تقلید پر اور نعقل کو تحقیق و اجتہاد پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ دونوں ہی نجات کے راستے ہیں۔ معلوم ہوا کہ تقلید کرنے والے انشاءاللہ نجات پا جائیں گے اور تقلید کو ناجائز اور شرک و بدعت کہنے والے سیدھے دوزخ میں جائیں گے۔

● نیز قرآن پاک میں ارشادِ باری ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (الآیۃ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر سچے لوگوں کی اتباع و تقلید کا حکم دیا ہے اور آئمہ مجتہدین کے سچے ہونے میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں لہٰذا انکی اتباع منشائے قرآنی کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ سارے محدثین، مفسرین، اولیاء اور علماء مقلد گزرے ہیں اور جو لوگ غیر مقلد ہیں وہ اپنے میں سے ایک بھی ولی نہیں دکھا سکتے۔ یہ لوگ انصاف سے بتائیں کہ کیا حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ان کے ولی ہیں؟ کیا حضرت بابا فریدالدین گنج شکر ان کے ولی ہیں؟ کیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ان کے ولی ہیں؟ کیا حضرت غوث بہاؤالحق ملتانی ان کے ولی ہیں؟ کیا حضرت سلطان باہو انکے ولی ہیں؟ کیا حضرت سخی شہباز قلندر ان کے ولی ہیں؟ یا یہ لوگ خود ہی اپنے کسی ولی کا نام بتا دیں۔ جب ان میں کوئی ولی ہی نہیں ہے تو یہ لوگ وکونوا مع الصادقین کے منکر ہو کر غیر مقلد کہلانے لگے اور جو لوگ قرآن پاک کے منکر ہوئے تو خود ہی سمجھ لیں کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟

الغرض مذکورہ بالا پانچ آیات کریمہ اور انکی تفسیر سے روز روشن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی طرح واضح ہو گیا کہ تقلید شخصی نہایت ضروری ہے اور اس کے منکر کیلئے جہنم میں جانے کا خطرہ ہے اور اس کو اپنانے والا نجات کی راہ پہ گامزن ہے یہاں پر یہ وضاحت بھی نہایت ضروری ہے کہ تقلید آئمہ کرام کی صرف انہی مسائل میں کی جاتی ہے جن کے متعلق قرآن و حدیث میں واضح احکامات نہیں ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ اور جن امور کے متعلق قرآن و حدیث میں خاموشی ہے آخر وہ مسائل تقلید کے بغیر حل ہو ہی کیسے سکتے ہیں؟ جبکہ قرآن و حدیث سے مسائل کا استخراج ہر کسی کے اور ہر عالم کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ ہر بات عوام کے سمجھنے کی نہیں ہوتی اور مسائل میں اجتہاد ہر کسی کا کام بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتابوں میں اجتہاد کے لئے بہت سی شرائط رکھی گئی ہیں مثلاً (۱) مجتہد قرآن پاک کے معانی اور احادیث کے متون و سندوں پر اور ان کے معانی کے علم پر مکمل حاوی ہو۔ (۲) قیاس کے وجوہ اور اس کے مکمل طریقوں کو جانتا ہو! (۳) قرآن و حدیث سے اخذ معانی مثلاً عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص کے وجوہ کو بھی جانتا ہو (۴) لغت عربیہ کی اس کو مکمل معرفت حاصل ہو (۵) اسے الفاظ و صیغہ، استعاریہ، نص، ظاہر اور عام و خاص اور مطلق و مقید اور مجمل و مفصل اور فحوائے خطاب و مفہوم کلام میں تمیز کرنے کی اہلیت ہو (۶) اسے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے اجماع کے مواقع کی معرفت حاصل ہو تا کہ مجتہد کا اجتہاد اجماع کے خلاف واقع نہ ہو۔ (۷) اسے قیاس کے مواقع اور استدلال کی کیفیت اور ان میں غور و فکر کرنے کے مواقع کی مکمل شناسائی حاصل ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ جن علماء میں یہ شرطیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونگی وہی قرآن وسنت سے مسائل نکالنے کا اہل ہوگا۔ اور انہی کی ہم تقلید کے قائل ہیں اور جو لوگ تقلید کے منکر ہیں وہ صرف اتنا بتائیں کہ قرآن وسنت میں جن احکامات ومسائل کی تفصیل موجود نہیں وہ ان مسائل کو آخر کیسے حل کریں گے ؟؟؟

احادیث کریمہ سے ثبوت

● حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (مشکوٰۃ شریف) یعنی تم بڑی جماعت کی اتباع کرو کیونکہ جو بڑی جماعت سے علیحدہ ہوا وہ جہنم میں جائے گا۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ لوگوں کو ہر حال میں مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ساتھ رہنا چاہیئے اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ بڑی جماعت کے تمام لوگ مقلد ہیں اور تقلید کے قائل ہیں۔ لہذا مذکورہ حدیث کی روشنی میں غیر مقلدوں کو اپنا انجام سوچ لینا چاہیئے۔

● حضرت حارثہ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (مشکوٰۃ شریف کتاب الامارۃ) یعنی جو ایک بالشت کے برابر جماعت سے نکل گیا تو اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ رہنے میں ہی عافیت ہے اور ایک روایت کے مطابق جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور جماعت سے مراد اہلسنت وجماعت کے افراد ہیں جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فلا شک ولا ریب انہم اہل السنۃ والجماعۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(مرقات شرح مشکوٰۃ صـ۲۴۸) یعنی اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ جنتی گروہ صرف اہلسنت وجماعت ہے۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ فاما الفرقۃ الناجیۃ فہی اہل السنۃ والجماعۃ (یعنی تہتر فرقوں میں سے نجات پانے والا (جنتی) فرقہ صرف اہلسنت وجماعت ہے۔ (غنیۃ الطالبین صـ۸) علامہ اسمٰعیل بن ابراہیم نے حاکم ابواحمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو وصال کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا۔ ای الفرق اکثر نجاۃ عندکم فقال اہل السنۃ (شرح الصدور صـ۱۱۹) یعنی کونسا فرقہ اکثر نجات پانے والا ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ اہلسنت وجماعت ہیں۔ ان حوالوں سے اظہر من الشمس ہے کہ احادیث میں جہاں کہیں جماعت کا ذکر ہے تو اُن سے اہلسنت کی جماعت ہی مراد ہے۔ اور اہلسنت وجماعت بفضلہٖ تعالیٰ سب کے سب مقلد ہیں اور تقلید کو دل وجان سے اپنانے والے ہیں۔ لہٰذا جس نے تقلید کو بُرا جانا یا اپنانے سے انکار کیا وہ جماعت سے نکل گیا اور مذکورہ حدیث کے مطابق اس نے پھر اسلام کا پٹہ بھی اپنی گردن سے نکال دیا۔ اب آپ خود سمجھ لیں کہ تقلید کو بُرا سمجھنے والوں کا پھر انجام کیا ہوگا۔

● ایک اور حدیث پاک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ (ترمذی شریف جلد دوم صـ۹۲) یعنی تم میری سنّت کو اور خلفاء راشدین کی سنّت کو جو ہدایت یافتہ ہیں لازم پکڑو اور میری اور اُنکی سنت کو اپنی ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑو۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مسلمانوں کو انکی اطاعت واتباع ضروری تھی۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے میں انکی تابعداری لازمی تھی اور اسی کو تقلید شخصی کہتے ہیں۔ اگر معاذ اللہ تقلید شرک ہوتی تو حضور علیہ السلام خلفائے راشدین کی اتباع و فرمانبرداری کی اتنی تاکید نہ فرماتے۔ واضح رہے کہ اطاعت، اتباع، تقلید اور فرمانبرداری سب کا ایک ہی معنی ہے اور اگر تقلید شرک ہو تو کیا صحابہ کرام خلفائے راشدین کی تقلید کر کے مشرک ہو گئے تھے؟؟؟

● حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان الشیطٰن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ ایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام) یعنی شیطان انسانوں کا بھیڑیا ہے۔ جیسے بھیڑیا ریوڑ سے علیحدہ رہ جانے والی یا کنارے والی یا بچھڑ جانے والی کا شکار کرتا ہے۔ اسی طرح شیطان بھی جماعت مسلمین سے الگ رہنے والوں کا شکار کرتا ہے تم گھاٹیوں سے بچو اور جماعت کے ساتھ اور عام مسلمانوں کے ساتھ رہو۔" اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ دنیا و آخرت میں نجات حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ بندہ اپنے عقیدے کو عام مسلمانوں (یعنی اہلسنت وجماعت) کے عقیدے کی طرح رکھے اور عام مسلمان مقلد ہیں تو مخالفین کو بھی انکی اتباع کرتے ہوئے تقلید کو اپنانا چاہیئے اور اگر یہ لوگ تقلید کا انکار کریں تو سمجھو کہ انکے عقائد مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ ہیں۔ اور جب علیحدہ ہیں تو پھر یہ لوگ لازمی طور پر شیطانی پھندے کا شکار ہو چکے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

● ایک حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لا یجتمع امتی علی الضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ فانہ من شذ شذ فی النار (مشکوٰۃ شریف) یعنی میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہیں ہوگی اور جماعت پر اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور جو جماعت سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اس حدیث پاک سے بھی صاف ظاہر ہے کہ لوگوں کے اپنے عقیدے اہلسنت و جماعت کے مطابق رکھنے ضروری ہیں اور اہلسنت وجماعت چونکہ تقلید شخصی کے قائل ہیں۔ لہٰذا دوسرے لوگوں کو بھی اس کا قائل ہونا چاہیئے ورنہ وہ جماعت سے علیحدہ تصور ہونگے۔ اور جو جماعت سے علیحدہ ہوا تو وہ لازمی طور پر جہنم میں جائے گا۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث پاک سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔

● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا۔ فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر (ابن ماجہ) تم میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرنا۔ اس حدیث پاک کا مطلب بھی بالکل صاف ہے کہ میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انکی اقتدار و تابعداری کرنا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں انکی تابعداری کرنا اور یہی تقلید شخصی ہے۔

● ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا، لا تسئلونی مادام ھذا الحبر فیکم (ابوداؤد شریف) یعنی جب تک تم میں یہ متبحر عالم (حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ) موجود ہیں۔ اس وقت تک تم مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام بھی تقلید شخصی کے قائل تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تقلید شخصی ناجائز یا شرک نہیں ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اگر یہ ناجائز ہوتی تو ایک صحابی دوسرے صحابی کے پاس مسائل پوچھنے کے لیے جانے کا ہرگز مشورہ نہ دیتے۔

تمام مفسرین و محدثین مقلد تھے

یہاں پر اس امر کی وضاحت کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کہ جتنے بھی مفسرین کرام و محدثین عظام گزرے ہیں بفضلہٖ تعالیٰ وہ سب کے سب مقلد تھے اور ان میں کوئی بھی غیر مقلد نہیں تھا۔ مثلاً تفسیر مدارک اور تفسیر صاوی والے مفسرین کرام حنفی تھے۔ تفسیر جلالین، تفسیر خازن، تفسیر کبیر اور تفسیر بیضاوی والے تمام مفسرین شافعی ہیں۔ اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شافعی ہیں۔ اور امام ترمذی، نسائی ابوداؤد اور دارقطنی محدثین بھی شافعی ہیں۔ امام زیلعی، طحاوی، عینی شارح بخاری ملا علی قاری، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی یہ تمام محدثین کرام حنفی ہیں۔ اسی طرح تمام اولیاء کرام مقلد ہیں اور تقریباً سب کے سب حنفی ہیں۔ اب غیر مقلد مخالفین بتائیں کہ انکے کون کون سے محدثین و مفسرین ہیں۔ جو ان کی طرح غیر مقلد ہوں۔

مخالفین بات بات پر مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں بخاری شریف کی حدیث بتاؤ۔ یا اگر ہم اپنے دعوے کے اثبات میں کوئی حدیث شریف پیش کریں تو فوراً ان کا سوال ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث بخاری شریف میں ہے؟ یعنی بات بات میں حدیث بخاری کا تقاضا کرتے ہیں اور یہی امام بخاری حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں۔ تو ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ جب تمہارے امام تقلید شخصی کے قائل ہیں تو تم تقلید کو کیوں نہیں اپناتے یا پھر بات بات پر حدیث بخاری کا مطالبہ کرنا چھوڑ دو۔ (فافہم وتدبر)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال وجواب

آخر میں اس مسئلہ پر مخالفین کے اہم سوالات کے جوابات درج کیے جاتے ہیں ۔

س :۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ یعنی تمہیں رسول جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ جب قرآن پاک کا اتنا واضح حکم موجود ہے تو اس کے ہوتے ہوئے پھر تقلید کی کیا ضرورت ہے ۔

ج :۔ جب قرآن پاک میں یہ آیت موجود ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۔ اگر تم کسی بات کو نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھ لیا کرو ۔ تو اب اہل علم کی تقلید کرنا بھلا مذکورہ آیت کے کیسے خلاف ہو سکتا ہے ۔

س :۔ حضور علیہ السلام کا ایک حدیث پاک میں ارشاد گرامی ہے ۔ لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی (مشکوٰۃ شریف) یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام آج زندہ موجود ہوتے تو انہیں میری تابعداری کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔ جب دین محمدی کے کہتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کی تابعداری جائز نہیں جو ایک عظیم الشان پیغمبر ہیں تو پھر کسی امام کی تابعداری و تقلید کیسے جائز ہو سکتی ہے ۔

ج :۔ اول تو یہ حدیث پاک صحیح نہیں کیونکہ اس کا ایک راوی "مجالد بن سعید" ضعیف ہے ۔ (ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب جلد ۱۰ص ۴۰) اور دوسرا یہ کہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے ۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تم نے مجھے چھوڑ کر موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرو تو گمراہ ہو جاؤ گے ۔ بیشک یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کی شریعت ناسخ اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہے لیکن فقہائے کرام کے قرآن و حدیث سے نکالے ہوئے مسائل پر عمل کرنے کا حکم تو خود قرآن میں موجود ہے وہی آیت فاسئلوا اہل الذکر والی ایک بار پھر پڑھ لیں ۔ اقوالِ فقہاء کو ناجائز یا منسوخ قرار دینا جہالت کی انتہا ہے ۔

آخر میں دعا ہے کہ مولائے کریم رسالہ ہذا کو باعثِ ہدایت بنائے ۔ (آمین)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی لاجواب کُتب

- شرک کی حقیقت
- غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (اول) (مطبوعہ)
- غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (دوم) (مطبوعہ)
- غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (سوم) (مطبوعہ)
- غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (چہارم) (زیرِ ترتیب)
- مجموعہ تصانیف حضرت علامہ محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ
- دیوبند کا نیا دین
- سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت و نورانیت
- دیوبندیوں سے لاجواب سوالات
- مجموعہ رسائل مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموکی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ استمداد

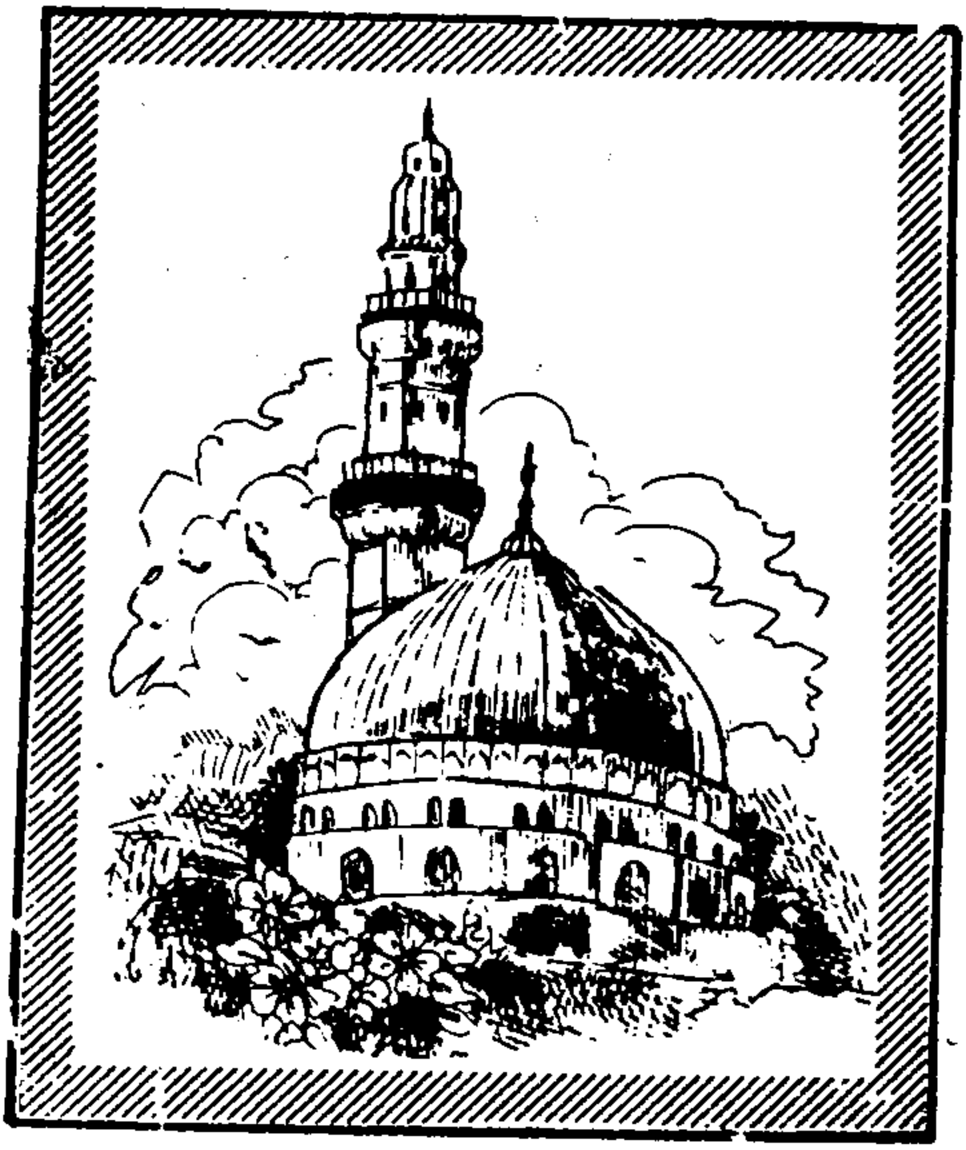

مصنف

مجاہد اہلسنت حضرت مولانا

محمد حنیف صاحب اختر خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسئلہ استمداد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تمہید آج کل ہمارے مخالفین نے اس امر کا بڑا شور پکار رکھا ہے کہ اہلسنت و جماعت بریلوی خدا کو چھوڑ کر غیروں سے مدد طلب کرتے ہیں اور اس طرح شرک کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی ہستی نہیں جو کسی کی مشکل کو حل کر سکے اور کسی کی تکلیف کو دور کر سکے اور اور اگر بالفرض کوئی شخصیت ایسی ہو تو پھر وہ خدا کی شریک بن جائے گی اور اسی کو شرک کہتے ہیں ۔ مقام افسوس ہے کہ ان لوگوں کو آج تک اس مسئلہ کی سمجھ نہیں آسکی ۔ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کی مدد کو "غیراللہ" کی مدد سمجھتے ہوئے حقیقت میں خود ہی "غیرالمغضوب علیھم" کی صف میں شامل گئے ہیں ۔ یا تو یہ مسئلہ ان کی عقل میں نہیں آیا یا یہ جان بوجھ کر اس کا انکار کرتے ہیں ۔ ذیل میں اس مسئلہ کو واضح اور روشن دلائل کے ساتھ تحریر کیا جا رہا ہے ۔ ع ۔ شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات

غیر کا مدد کرنا ہمارے مخالفین نبیوں اور ولیوں کی مدد کو غیراللہ کی مدد سمجھتے ہیں اور اسی لئے اس کو ناجائز سمجھتے ہیں ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کو مدد کرنے کی یہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طاقت خود خدا نے دی ہوتی ہے لہذا یہ مدد حقیقت میں خدا ہی
کی مدد ہے جیساکہ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (پ۱۵)
بیشک وہ سمیع وبصیر ہے یعنی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اس
آئیت کریمہ میں "سمیع وبصیر" اللہ تعالیٰ کی صفت بیان کی گئی ہے۔
اور قرآن پاک میں دوسرے مقام پر ہے، فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا
(الآیۃ) کہ ہم نے انسان کو بھی سمیع وبصیر بنایا ہے۔ ان دونوں
آیتوں پر ذرا غور کیجئے کہ سمیع وبصیر کے الفاظ اللہ تعالیٰ اور عام
لوگوں کے لئے مشترکہ طور پر بیان کئے گئے ہیں لیکن اس کو
مخالفین بھی شرک نہیں کہتے کیونکہ اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ذاتی
طور پر ہے اور بندوں کو سمیع وبصیر ہونے کی طاقت خدا نے
خود عطا کی ہے لہذا یہ شرک نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مددگار
حقیقی طور پر ہے اور نبیوں ولیوں کو مدد کرنے کی طاقت اس
نے خود عطا کی ہے لہذا یہ بھی شرک نہیں ہے۔ قرآن پاک
میں ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (پ۶ سورہ المائدہ) یعنی بیشک تمہارے ولی
اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور ایمان والے ہیں۔ اور ولی کا ایک معنیٰ
"ناصر" (یعنی مددگار) بھی ہے (ملاحظہ ہو تفسیر کبیر زیر آئیت مذکورہ)
تو اب اس آئیت کریمہ کا معنی یہ ہوا کہ بیشک تمہارا مددگار اللہ
بھی ہے۔ اس کا رسول بھی ہے اور ایمان والے بھی ہیں، تو جب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خود مددگار فرما رہا ہے تو پھر ان سے مدد مانگنا شرک کیسے ہوگا؟ یہ ہرگز ہرگز شرک نہیں ہے۔ اِن سے مدد مانگنا بالکل جائز ہے اور یہ مدد غیر کی نہیں بلکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہے۔

مشکل کو حل کرنا

منافقین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی نہیں جو کسی کی مشکل کو حل کر سکے اور اگر کسی دوسرے کو مشکل کشا مانا جائے تو یہ شرک ہے۔ اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا اور خدا کے سوا کسی دوسرے کو مشکل کشا تسلیم کرنا دراصل ایک ہی بات ہے کیونکہ کسی سے مدد مشکل ہی میں مانگی جاتی ہے۔ بہرحال مشکل میں مدد مانگنے کا مزید ثبوت پیشِ خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (پ۱۰ سورہ توبہ) یعنی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اس آیتِ کریمہ کے مفہوم و معنی پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ قرآن پاک تو ببانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ مؤمن ایک دوسرے کے معین، مددگار اور ناصر ہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے تو قرآن کی بات مانی جائے یا ان جاہل لوگوں کی بات کا اعتبار کیا جا سکے؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یقیناً ہمیں قرآن کے فرمان کو ماننا ہوگا لہٰذا ثابت ہوا کہ کسی مشکل میں اللہ والوں سے مدد لینا بالکل جائز ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے: وَاِنْ سَئَلَنِی لَاُعْطِیَنَّهٗ (بخاری شریف) یعنی اگر یہ (خاص) لوگ مجھ سے سوال کریں تو میں انکو ضرور بالضرور عطا کر دیتا ہوں۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں اور ولیوں کے سوال کو ہرگز رد نہیں کرتا۔ اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ اگر اللہ والے مشکل یا تکلیف میں مبتلا کسی غمزدہ شخص کیلئے رب سے دعا مانگیں تو وہ ضرور بالضرور ہر حال میں قبول ہوتی ہے اور غمزدہ کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔

کیوں جناب "معترض صاحب"! آیا کچھ آپ کی عقل شریف میں قرآن پاک میں ایک جگہ ارشادِ باری ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ (سورہ نساء) یعنی اے محبوب اگر یہ بندے اپنی جانوں پر (گناہ وغیرہ کر کے) ظلم کر لیں تو تمہارے پاس آجائیں اور اللہ سے استغفار کریں اور رسول بھی انکی بخشش کی دعا کریں تو ضرور یہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔ اس آئیت کریمہ کے مفہوم پر ذرا غور کریں کہ جب کوئی بھی بندہ گناہ کر لے تو یقیناً وہ ایک سخت ترین مشکل میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ گناہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی شامت آخر اس کو جہنم میں لے جائے گی تو اس سے بڑھ کر بھلا اور کون سی مشکل ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے گنہگار سیدھے میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آجائیں اور میرے محبوب ان کے لئے بخشش کی دعا مانگیں تو پھر میں ان کو بخش دوں گا۔ قابل غور امر یہ ہے کہ خالق کائنات جل مجدہ، گنہگاروں کو اپنا در نہیں دکھا رہا بلکہ اپنے محبوب علیہ السلام کا درِ اقدس دکھا رہا ہے معترض حضرات کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرتا ہے اور مشکل حل کرتا ہے تو پھر کسی اور کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تو اس آیت کریمہ کے مطابق اللہ خود گنہگاروں کو اپنے محبوب کے پاس بھیج رہا ہے۔ تو جس طرح گناہ کی معافی کے لئے (یعنی اس مشکل کے حل کے لئے) حضور علیہ السلام کے پاس جانا شرک نہیں اسی طرح اس جیسی دیگر مشکلات کے حل کیلئے اس کے پیارے ولیوں کے پاس جانا بھی ہرگز شرک نہیں۔ (فافہم وتدبر)۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ شریف میں قحط کے آثار نمودار ہوئے تو ایک دن جمعہ کی نماز کے وقت دورانِ خطبہ ایک شخص اٹھا اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں فریاد کی کہ :

یارسول اللہ ہمارے مال اور جانور ہلاک ہو رہے ہیں۔ فادع اللہ فرفع یدیہ ۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں ۔پس حضور علیہ السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے (فوراً ہی بارش آگئی) (مشکوٰۃ شریف)
اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مشکل وقت میں صحابہ کرام اللہ کے گھر میں بیٹھ کر بھی اللہ سے نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرتے تھے اور حضور علیہ السلام یا صحابہ کرام ایسے صحابہ پر فتویٰ لگا کر ان کو مشرک قرار نہیں دیتے تھے۔ اگر مشکل میں غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا شرک ہوتا تو سب سے پہلے ہمارے پیارے آقا علیہ السلام ان کو فریاد کرنے سے روک دیتے۔ معلوم ہوا کہ مشکل کو حل کرانے کیلئے غیر اللہ سے مدد مانگنا عین اسلام اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔

دور سے سننا مخالف لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی ولی دور سے نہیں سن سکتے یہ صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے لہٰذا دور سے کسی کو پکارنا شرک ہے۔ اور اسی بنا پر یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے روضہ مبارکہ پر حاضر ہو کر "یا رسول اللہ" تو کہنا جائز ہے لیکن یہاں دور رہ کر ایسا کہنا شرک ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ یہ مخالفین کی سخت غلط فہمی اور جہالت ہے۔ ایسا کرنا یعنی دور سے پکارنا بھی جائز ہے اور وہ یعنی اللہ والے اس کو سنتے بھی ہیں۔ قرآن پاک میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ واقعہ موجود ہے کہ ایک دن آپ کا لشکر جنگل سے گزرتا ہوا آرہا تھا۔ فَالَتْ نَمْلَةٌ يَّاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا ، (پ ۱۹ سورۃ نمل)۔ ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو اپنی اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں حضرت سلیمٰن اور ان کا لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالے۔ پس حضرت سلیمٰن اس کی بات کو سن کر مسکرا پڑے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی آواز تین میل دور سے سن لی جس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ والے دور کی آواز کو سن لیتے ہیں۔ موجودہ دور نے تو یہ مسئلہ اور بھی آسان کر دیا ہے ایک شخص ہزاروں میل دور سے بات کرتا ہے اور دوسرا وائرلیس یا ٹیلیفون کے ذریعے اس کی آواز کو اتنی دور سے فوراً سن لیتا ہے۔ جب مادیت کا یہ عالم ہے تو جہاں روحانیت کارفرما ہوگی وہاں سننے کا کیا عالم ہوگا۔ اور پھر بڑے بڑے بزرگانِ دین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے پکارا ہے۔ چنانچہ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔ "یا اکرم الخلق ما لی من الوذ بہ۔ سواک عند حلول الحادث العمم"۔ اے مخلوق میں بہترین میرا آپ کے سوا کوئی نہیں کہ مصیبتِ عام کے وقت جس کی پناہ لوں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں یا سید السادات جئتک قاصدا۔ ارجو رضاک واحتمی بحماک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی ارادے سے آپکے پاس آیا ہوں.
آپکی رضا کا طلب گار رہوں اور میں اپنے آپ کو آپکی پناہ میں دیتا ہوں۔
حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
یارحمۃ اللعالمین ادرک لزین العابدین۔ محبوس ایدی الظالمین فی موکب لمزدحم
مخالفین کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں:
اے رسول کبریا فریاد ہے ـــــ یا محمد مصطفٰے فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل ـــــ اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالۂ امداد غریب ص۲۲)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ بہت سے بزرگوں نے اور خود مخالفین کے پیر و مرشد نے حضور علیہ السلام کو دور سے پکارا ہے لہذا یہ شرک نہیں ہے۔ اگر ایسا کرنا شرک ہو تو مذکورہ بالا تمام بزرگان دین کو معاذ اللہ پھر مشرک تسلیم کرنا ہوگا۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

قبر والوں کا سُننا

مخالفین کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ جو نبی و ولی قبروں میں ہیں وہ سن نہیں سکتے کیونکہ اُن پر موت آچکی ہے لہذا وہ مردہ ہیں اور مردے ہرگز نہیں سن سکتے لہذا ان کو پکارنا عبث اور بیکار ہے۔
اس کے جواب میں گزارش ہے کہ مردے سنتے ہیں اور اور یہ امر قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ موجود ہے کہ آپ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی کہ اے اللہ مجھے دکھا تو مردے کیسے زندہ کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چار پرندے لو اور اُن کو ذبح کر کے اُن کے گوشت کو آپس میں ملا دو اور دور دور سامنے پہاڑ پر رکھ کر واپس اپنی جگہ پر آجاؤ۔

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ط (پ۳ سورہ بقرہ) پھر ان کو پکارو وہ آپ کے پاس زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے آجائیں گے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کو پکارنے کا حکم دیا جس سے ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ جنگ بدر کے بعد حضور علیہ السلام کافروں کی لاشوں کے پاس گئے اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچ نکلا اور میرے رب نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ بھی سچ نکلا یا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ یہ تو مردے ہیں کیا یہ آپ کی بات سُن سکتے ہیں؟ حضور علیہ السلام نے جواب دیا۔ ما انتم باسمع لما اقول منھم،، (بخاری شریف) یعنی (اے عمر) تم بھی اتنا نہیں سن سکتے جتنا میرے کلام کو یہ سن رہے ہیں۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں اور جب کافر مردے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنتے ہیں تو مومن کیوں نہیں سن سکتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قبروں کی طرف گئے تو فرمایا "السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون۔" (ابوداؤد) اور یہ طریقہ آج بھی جاری وساری ہے۔ یعنی آج ہم جب بھی قبرستان جاتے ہیں تو "السلام علیکم یا اہل القبور" کہتے ہیں اور اس طرح قبر والوں کو سلام کرتے ہیں۔ اگر مردے سنتے نہیں تو پھر یہ سلام ہم کیوں کرتے ہیں؟ اس سے بھی ثابت ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔ اور جب عام مردے سنتے ہیں تو پھر نبی ولی کیسے نہیں سن سکتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے۔ انک لا تسمع الموتی۔ کہ اے محبوب آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ دوسرے مقام پر ہے۔ وما انت بمسمع من فی القبور۔ یعنی جو قبروں میں ہیں آپ ان کو سنا نہیں سکتے۔ ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ مردے نہیں سنتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیتوں میں مردوں سے مراد قبروں والے حقیقی مردے نہیں بلکہ ان میں مردوں سے کافر مراد ہیں جو حق بات کو قبول نہیں کرتے تھے جیسا کہ تفسیر کبیر، تفسیر جلالین، تفسیر ابن کثیر اور دیگر تفسیروں میں ہے۔ ان کافروں کو رب نے مردوں سے تشبیہ دی۔ ان آیات سے قبروں والے حقیقی مردے مراد ہی نہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کافروں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والی اِن جیسی آیات کو اولیائے اکرام پر چسپاں کر دیا جاتا ہے کہ یہ مزاروں والے بزرگ سن نہیں سکتے. خدا اِن لوگوں کو ہدایت دے

آمین

خاتمہ الحمد للہ ہم نے "مسئلہ استمداد" کو قرآن وحدیث کے دلائل سے واضح کر دیا ہے اور اس پر مخالفین کے چند اعتراضات کا جواب بھی تحریر کر دیا ہے. عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہے اور بے عقلوں کیلئے دفتر بھی بیکار ہیں ۔ مخالفین کو چاہیے کہ ضد، تعصب اور ہٹ دھرمی چھوڑ دیں اور راہِ راست پر آجائیں اور بات بات پر شرک وبدعت کی گردان کرنا ترک کر دیں یہی اِن کے لئے بہتری کا راستہ ہے ۔ آج اِن کے لئے موقع ہے ؎

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا ۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے . آمین .

تحریر کردہ

محمد حنیف آخاتق صدر بزم سعید خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہ

کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ

صلوا علیہ وآلہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیصلہ آپ کیجئے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہٖ الکریم ۔

ابتدائیہ آج سے کچھ دن پہلے مخالفین کی ایک مقامی تنظیم نے "یا اللہ مدد کانفرنس" کے عنوان سے ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔ جس میں معمولات اہلسنت و جماعت بریلوی پر جی بھر کر کیچڑ اچھالا گیا۔ اور اہل تشیع کی طرح کھل کر تبرا بازی کی گئی۔ اوّلاً تو کانفرنس کا نام ہی غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی سے مدد کا کوئی بھی منکر نہیں۔ حتّٰی کہ یہودی، عیسائی، ہندو اور سکھ وغیرہ بھی اللہ تعالٰی کو مانتے ہیں اور اس سے مدد مانگنے کے قائل ہیں مگر بقول حفیظ جالندھری مرحوم

خدا کے ماننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا
بجز حبِ محمد کامل ایماں ہو نہیں سکتا

اگر خدا کو ماننے اور اس سے مدد مانگنے کا نام ہی اسلام ہے تو پھر یہ لوگ یہودیوں، ہندوؤں اور انگریزوں کو مسلمان کیوں نہیں سمجھتے جب کہ وہ بھی اسی بات کے قائل نہیں؟ بتلائیے اس کا کیا جواب ہے؟ اور پھر ایک چھوٹے سے جلسے کو "کانفرنس" لکھ دینا یا کہہ دینا بھی سراسر غلط و بے بنیاد ہے۔ جن لوگوں کو کانفرنس اور جلسے کا فرق ہی معلوم نہ ہو انکی عقلوں پر ماتم نہ کیا جائے تو اور کیا کیا جائے۔ ہمارے ایک محترم دوست نے جلسہ میں مقررین کے بیان کردہ اعتراضات کو باقاعدہ تحریر کیا اور بندہ ناچیز سے انکے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جوابات تحریر کرنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ بندہ اُن سب اعتراضات کے بفضلہ تعالیٰ دندان شکن جوابات ذیل میں نمبروار تفصیل سے تحریر کر رہا ہے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

حاجت روا کون؟ جلسہ میں کہا گیا کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں کیونکہ حاجت روا کے معنی ہیں "مرادیں پوری کرنیوالا" اور حاجتیں کون پوری کرتا ہے۔ کہو۔ اللہ۔ بعض لوگ داتا علی ہجویری، بابا فرید پاکپتن والے اور غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی کو حاجت روا مانتے ہیں یہ شرک ہے۔ سب کا حاجت روا اور داتا کون ہے؟ سب مل کر کہو۔ اللہ"

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حاجت روا ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ "حقیقی مددگار اور حاجت روا اللہ ہے اور اللہ کے سوا حقیقی طور پہ کوئی مددگار نہیں اور تمام انبیاء و اولیاء اللہ کی دی ہوئی طاقت سے اور اللہ کے حکم سے بندوں کی مدد کرتے ہیں۔ یعنی وہ عونِ الٰہی کے مظہر ہیں۔" لہٰذا حضرت داتا گنج بخش، حضرت بابا فرید اور حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی کی مدد حقیقت میں اللہ ہی کی مدد ہے۔"

● اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا (سورۃ المائدہ) بیشک تمہارا مددگار اللہ ہے۔ اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی طور پہ مددگار ہے اور انبیاء و اولیاء اس کی عطا کی ہوئی طاقت سے اس کے نائب کے طور پہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مددگار ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء و اولیاء کی مدد غیر خدا کی مدد نہیں بلکہ یہ درحقیقت خدا ہی کی مدد ہے کیونکہ اُن کو مدد کرنے کی یہ طاقت خدا ہی نے عطا کی ہے ۔

● چنانچہ اِس آیت کریمہ کی تشریح میں محمد بن عبداللہ غزنوی وہابی ، "تفسیر جامع البیان" کے حاشیے میں لکھتا ہے (مذکورہ بالا آیت میں لفظ ولیکم ہے اولیاء کم نہیں اس کی وجہ یہ ہے) "اشارۃ الی ان المجموع فی حکم واحد والی تنبیہہ علی ان الولایۃ علی الاصالۃ للہ تعالٰی وللباقین تبع" یعنی اس میں اِس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سب کی مدد کا ایک ہی حکم ہے ۔ اور اِس بات کی تنبیہہ بھی ہے کہ اصلی مدد اللہ تعالٰی کی ہے اور باقیوں کی امداد اُس کے تابع ہے ۔ اِس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ انبیاء و اولیاء مددگار اور حاجت روا ہیں ۔ اور مخالفین کو ہماری بات نہ سہی کم از کم اپنے بڑوں کی بات تو ماننی چاہیے اور اگر کسی نبی یا ولی کو حاجت روا ماننا شرک ہے تو اپنے عالم مذکور محمد بن عبداللہ غزنوی پر انہیں بسم اللہ پڑھ کر فوراً شرک کا فتوٰی لگانا چاہیے اور اس نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے ۔

● مذکورہ نام نہاد کانفرنس میں ایک بات بڑے دھڑلے سے کہی گئی کہ "جو خود حاجت مند ہے وہ کبھی حاجت روا نہیں ہو سکتا جو خود اللہ تعالٰی کا محتاج ہے وہ لوگوں کا حاجت روا کیسے ہو سکتا ہے ۔ اللہ تعالٰی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ اے محبوب اعلان فرما دیجیے کہ میں تم میں سے کسی کو نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہوں اور نہ نقصان [1] جواباً عرض ہے کہ ایک مثال مشہور

[1] اس آیت کریمہ سے مراد یہ ہے کہ میں اپنی قوت سے تمہیں نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔ اس میں قرآنیت کی نفی ...

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ ع۔ اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی . . . یہی حال ان بیچاروں کا ہے
ارے ظالمو! تمہاری سمجھ میں اتنی بات بھی نہیں آتی کہ بیشک سبھی نبی ولی اللہ
کے محتاج و حاجتمند ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خود ان پر کرم فرما کر انہیں لوگوں
کی حاجتیں پوری کرنے کی طاقت عطا فرما دی ہے۔ کیا تمہارا اللہ تعالیٰ کے اس
فرمان پر یقین نہیں کہ "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز
پر قادر ہے اور جب ہر چیز پر قادر ہے تو کیا وہ انہیں اپنے پیارے اور محبوب
لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کی طاقت دینے پر قادر نہیں؟ بیشک قادر
ہے اور ضرور قادر ہے۔ چلو تم اس کو نہ مانو، کیونکہ تجربہ سے یہ ثابت ہے
کہ جو آیت یا حدیث تمہارے مسلک و مطلب کے خلاف ہو تم اس کو ٹھکرانے
میں ایک منٹ کی بھی دیر نہیں کرتے۔ ہم تمہارے بڑوں کا ہی اس سلسلے میں
حوالہ پیش کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی جو تمہارے بڑوں کے بھی بڑے
ہیں لکھتے ہیں کہ "بعض روایات میں جو یہ آیا ہے۔ اعینونی یا عباد اللہ
(یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت
نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت
ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے"۔ (فتاویٰ
رشیدیہ جلد اوّل) اپنے بڑے کی مذکورہ عبارت پر اور بالخصوص اس کے
آخری حصے پر کہ "حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے"۔
ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور بتائیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اب بھی کسی کو
حاجت روائی کی طاقت بخشنے پر قادر نہیں؟ اگر نہیں اور یہ واقعی شرک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے تو پھر بسم اللہ پڑھ کر اپنے بڑے مولوی رشید احمد گنگوہی پر فوراً مشرک ہونے کا فتویٰ لگا دیجیئے۔ اور اس نیک کام میں دیر نہ کیجیئے یا پھر تسلیم کیجیئے کہ انبیاء و اولیاء اللہ کی عطاء سے لوگوں کی حاجت روائی کر سکتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ سچے ہیں یا ان کے بڑے سچے ہیں۔

زندوں سے دُعا

مذکورہ جلسہ میں ایک بات یہ بھی کہی گئی کہ "اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں سے دعا کرائی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ زندہ ہوں۔ اس دارِ فانی سے کوچ کر جانے کے بعد انکی قبروں اور مزاروں پر دُعا کرانے کی غرض سے جانا شرک ہے" اس کی دو دلیلیں پیش کی گئیں۔ زندوں سے دعا کرانے کیلئے یہ حدیث کہ "ایک اعرابی نے جمعۃ المبارک کے دِن دورانِ خطبہ حضور علیہ السلام سے بارش کیلئے دعا کرائی اور پورا ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی" اور حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب بارش نہ ہوئی تو لوگوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جاکر دعا کرائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پہ جاکر دُعا نہ مانگی" آپ نے مخالفین کی معرکۃ الآراء دلیلیں ملاحظہ فرمائیں۔

اب ذرا ان کا جواب سُنئے! زندوں سے دُعا کرانے کے ثبوت میں جو حدیث پاک پیش کی گئی یعنی ایک اعرابی نے خطبۂ جمعہ کے دوران کھڑے ہو کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بارش کی دعا کی درخواست پیش کی اور حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی تو پھر [illegible] بارش ہوتی رہی۔ اس سے مخالفین نے اپنا مطلب [illegible]

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیان کرتے ہوئے یہ بھول گئے کہ اس سے تو غیر اللہ سے مدد مانگنا بھی ثابت ہو رہا ہے اور غیر اللہ کو حاجت روا ماننا بھی ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ جب بارش نہ ہوئی تو اعرابی نے براہِ راست اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگی بلکہ وہ اس تکلیف کے ازالہ کیلئے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہے

لو آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

اور پھر حضور علیہ السلام نے بھی اُس اعرابی کو یہ نہیں فرمایا کہ تم مسجد نبوی میں ہوتے ہوئے بھی شرک کا ارتکاب کر رہے ہو اور خدا کو چھوڑ کر میری بارگاہ میں دعا کی التجا کر رہے ہو۔ تو اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ والے رب کی دی ہوئی طاقت سے لوگوں کی حاجتیں پوری کر دیتے ہیں اور یہ ہرگز شرک یا خلافِ شرع نہیں۔ رہی دوسری روایت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دَور میں لوگوں نے بارش کی دُعا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کرائی کیونکہ وہ زندہ تھے اور حضور علیہ السلام کے روضۂ اطہر پہ جا کر اس سلسلے میں دعا نہ مانگی کیونکہ آپ وصال فرما چکے تھے تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ ایک تو اس سے بھی ہمارے مسلک کی صداقت کا اظہار ہو رہا ہے کیونکہ لوگوں نے ڈائریکٹ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے کی بجائے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے آ کر دعا کرائی جس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے پیارے بندوں سے مشکل میں مدد مانگی جا سکتی ہے ہے

گر اب بھی نہ تو سمجھے پھر تجھ سے خدا سمجھے

دوسری یہ کہ اس حدیث پاک سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ لوگوں نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عباس سے دعا اس لئے کرائی کہ وہ زندہ تھے اور حضور علیہ السلام سے اس لئے نہ کرائی کہ آپ وفات پا چکے تھے ۔ یہ مطلب من گھڑت اور خود ساختہ ہے ۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو پھر اس روائیت کا کیا مطلب ہوگا ۔ جو شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب ،، قرۃ العین ،، میں درج کی ہے کہ ،، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک بار قحط کے آثار نمودار ہوئے ۔ فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق لامتک فانہم قد ھلکوا ۔ پس ایک شخص حضور علیہ السلام کی قبر انور پر حاضر ہوا اور عرض کی ۔ یارسول اللہ ۔ اپنی امت کیلئے بارش کی دعا مانگئے کیونکہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں حضور علیہ السلام نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ حضرت عمر کو جاکر میرا سلام کہو اور خوشخبری سناؤ کہ بارش آنے والی ہے وہ شخص حضرت عمر فاروق کے پاس آیا اور حضور علیہ السلام کا پیغام سنایا تو آپ رونے لگ گئے ،، اس روائیت سے ثابت ہوا کہ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی دعا کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پہ حاضر ہوا کرتے تھے لہٰذا حضرت عباس والی روائیت کا وہ مطلب نہیں جو مخالفین نے سمجھا ہے ۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے ‏ ‏ ‏ ‏ دے موت آدمی کو پر یہ بد ادا نہ دے

حیرت بالائے حیرت ہے کہ مذکورہ بالا دونوں دلیلیں (یعنی اعرابی والی اور حضرت عباس والی) ہمارے دعوے کے ثبو [illegible] یں جو مخالفین نے جہالت کے سبب اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر ڈالیں ۔

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد ‏ ‏ ‏ ‏ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخالفین کا یہ کہنا کہ "مزاروں یا قبروں پر دُعا کیلئے جانا شرک ہے" بالکل غلط و بے بنیاد ہے۔ ● چنانچہ مخالفین کے مسلم پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "جو استعانت و استمداد باعتقاد علم و قدرت مستقل ہو وہ شرک ہے۔ اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو وہ جائز ہے۔ خواہ مستمد منہ زندہ ہو یا مردہ" (امداد الفتویٰ جلد چہارم)

اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں سے اُنکی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔ اَب مخالفین یا تو اِس کو جائز مانیں یا پھر اپنے مذکورہ پیشوا پر مشرک ہونے کا فتویٰ لگائیں اور اِس نیک کام میں دیر نہ کریں۔

● وہابیوں کے مشہور امام نواب صدیق حسن لکھتے ہیں کہ "ایک شخص کا باپ بعض بلاد میں مرگیا۔ جس کا منہ اور بدن سیاہ ہوگیا۔ پیٹ پھول گیا اتنے میں وہ سو گیا۔ دیکھا کہ ایک شخص خوبصورت خوشبو والے نے آکر اُس کے باپ بدن پر ہاتھ پھیرا وہ سفید ہوگیا۔ پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں تیرا نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ تیرا باپ مسرف تھا لیکن مجھ پہ بہت درود بھیجتا تھا اس کی حالت کو دور کرنے آیا ہوں" (کتاب الداء والدواء)

اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال کے بعد اپنے ایک گنہگار اُمتی کی فی الواقع مدد فرمائی۔ معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء سے ان کے وصال کے بعد بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔ اب یا تو مخالفین اپنے امام پر فتویٰ شرک لگائیں اور یا پھر اس مسئلہ کو جائز و برحق تسلیم کریں کہ انبیاء و اولیاء [illegible] بھی مدد فرماتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولاد کون دیتا ہے

جلسہ میں یہ بھی کہا گیا کہ ”کسی کو لڑکا عطا فرمائے تو کون؟ کہو۔ اللہ۔ اور اگر لڑکی عطا فرمائے تو کون؟ سب مل کر کہو۔ اللہ۔ بعض لوگ لڑکا پیدا ہو تو نام رکھتے ہیں ”پیراں دتہ“ اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اس کا نام رکھتے ہیں ”اللہ رکھی“ حالانکہ کسی نبی یا ولی کو اس سلسلے میں کوئی اختیار نہیں اگر نبی کو اختیار ہوتا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود خالی کیوں رہتی۔ اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ بیشک لڑکا یا لڑکی خدا ہی عطا کرتا ہے لیکن وہ چاہے تو اپنے پیاروں کو بھی یہ طاقت عطا فرما دیتا ہے اس طرح کہ وہ رب سے دعا کر کے کسی کو لڑکا یا لڑکی دلوا سکتے ہیں۔ یا وہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ کے حکم سے لڑکا عطا کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کی ایک مقدس بندی حضرت مریم کے پاس انسانی شکل اور بشری لباس میں تشریف لے گئے۔ اور جا کر فرمایا۔ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (الآیۃ) کہ اے مریم میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ میں تمہیں ایک صاف ستھرا لڑکا عطا کروں۔ دیکھئے اس آیت کریمہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے صاف طور پر فرمایا کہ تمہیں بیٹا میں دوں گا۔ ”اھب“ واحد متکلم کا صیغہ ہے جس کا صاف طور پر معنی یہی ہے کہ ”میں دونگا“ اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے۔ یہاں پر مخالفین یہ کہہ کر مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اگر بیٹا دینے کا کہا تو یہ اللہ کے حکم سے کہا اپنی طرف سے تو نہیں کہا۔ یہ کھلی دھوکہ بازی ہے۔ ہم کب کہتے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اللہ والے اپنی طرف سے بیٹے دیتے ہیں۔ ہم بھی تو یہی کہتے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی
طاقت سے اور اُس کے حکم سے اس سے لیکر دیتے ہیں۔ یہ لوگ اتنے احمق ہیں کہ
ہمارا عقیدہ سمجھے بغیر ہم پہ فتویٰ بازی شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ایک بار
پھر اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ حقیقی مددگار اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ
ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا حقیقی طور پہ کوئی مددگار اور معطی نہیں۔ اور تمام انبیاء
و اولیاء رب کی عطا کی ہوئی طاقت سے اور اللہ کے حکم سے بندوں کی مدد
کرتے ہیں۔ اور بندوں کو عطا کرتے ہیں؛ ہمارے اس عقیدے کی صداقت کا
ثبوت مذکورہ بالا آیت کریمہ کے علاوہ اس آیت سے بھی ملتا ہے۔ جسمیں
حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں۔ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَص
وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ (آلآیۃ) یعنی میں مادر زاد اندھوں اور برص کے
مریضوں کو صحت دے دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں۔ لیکن یہ
سب کچھ اللہ کے حکم سے کرتا ہوں۔ دیکھئے اس آیت کریمہ میں حضرت عیسٰی
علیہ السلام نے مریضوں کو تندرست کرنے کی اور مُردوں کو زندہ کرنے کی
نسبت اپنی طرف کی ہے۔ کہ ایسا میں کرتا ہوں اور حضرت جبرائیل فرماتے
ہیں کہ لڑکا میں دیتا ہوں (اگرچہ اللہ کے حکم سے اور یہ ہرگز ہمارے خلاف
نہیں جیساکہ ہمارے عقیدے میں پہلے ہی وضاحت کی جاچکی ہے) تو آج
اگر کوئی کہے کہ مجھے فلاں پیر صاحب کی برکت سے بیٹا مل گیا ہے اور میں نے
اُس کا نام اسی وجہ سے "پیراں دتہ" رکھ دیا ہے تو مخالفین کو فوراً شرک
کا ہیضہ ہو جاتا ہے اور بدعت کی اُلٹیاں شروع ہو جاتی ہیں اور پیٹ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ایسا مروڑ اُٹھتا ہے کہ رُکنے کا نام نہیں لیتا۔
ارے ظالمو! قرآن کو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ شاید تمہیں ہدایت حاصل ہو جائے۔

ع الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

قرآنی فیصلے کے ساتھ ساتھ اب اپنے بڑے کا ایک حوالہ بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

● مولوی محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں کہ،، اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندے کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ استعانت درحقیقت خدا ہی سے استعانت ہے،، (حاشیہ قرآن مجید ص۲) کیوں جی! آئی بات آپ کی عقل شریف میں مگر بات دراصل تم ہے کہ

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

رہا یہ کہ اگر نبی کو کوئی اختیار ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ کی گود خالی کیوں رہتی۔ یہ اعتراض تو جہالت کی انتہا ہے۔ ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ انبیاء و اولیاء جو کچھ کرتے ہیں وہ رب کی عطا سے اور رب کے حکم سے کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کو وہ ہر حال میں مقدم رکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد کا نہ ہونا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا میدان کربلا میں جام شہادت نوش فرمانا وغیرہ وغیرہ یہ ایسے واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت سے وقوع پذیر ہوئے اور انبیاء کرام بالخصوص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رب کے حکم کے پابند ہیں۔ لہٰذا ایسی مثالیں پیش کرنا ہی حماقت ہے۔

زبانوں کی بات: ایک اعتراض مذکورہ مقام پر یہ بھی کہا گیا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاجت روا بزرگ کے مزار پہ کوئی آکر اردو میں اپنی حاجت پیش کرتا ہے کوئی پنجابی میں۔ کوئی بلوچی میں۔ کوئی سندھی میں اور کوئی کسی زبان میں۔ کوئی عربی میں کوئی فارسی میں وغیرہ وغیرہ۔ کوئی آنے والا گونگا ہوتا ہے کیا حاجت روا اُس کے دل کی بات کو جان سکتا ہے۔ کوئی ہزاروں میل دور سے جرمن زبان میں اپنی خواہش ظاہر کرتا ہے کیا انکے درمیان دوری حائل نہیں ہوتی؟" اس سوال کا جواب یہ ہے کہ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ (آلآیۃ) یعنی ہم نے جس رسول کو بھیجا اس کو اُسکی قوم کی زبان سکھلا کے بھیجا۔ اور چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم ہر مخلوق کی جانب مبعوث کیئے گئے اس لئے آپ کو ہر مخلوق کی زبان سکھلا کر بھیجا گیا جیسا کہ تمام تفاسیر معتبرہ میں ہے تو جو خدا اپنے پیغمبروں کو مختلف زبانیں سکھلا سکتا ہے وُہ اپنے ولیوں کو بھی مختلف زبانیں سکھلانے پر قادر ہے۔ یہ ایک عام اور واضح مسئلہ ہے کہ نبی سے خلافِ عادت جو چیز ظاہر ہو اُس کو معجزہ کہتے ہیں۔ اور وہی چیز ولی سے ظاہر ہو تو اُس کو کرامت کہتے ہیں۔ لہٰذا مختلف زبانیں جاننا نبی کا معجزہ ہے اور ولی کی کرامت ہے۔ اور ولی کی کرامت کا انکار سوائے معتزلہ کے آج تک کسی نے نہیں کیا۔ رہا یہ سوال کہ کیا ولی دُور سے بھی سُن سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر فضا میں اُڑتے ہوئے آرہے ہیں کہ زمین پر ایک چیونٹی اپنے ساتھیوں سے کہتی ہے کہ اے چیونٹیو فوراً اپنی بلوں میں داخل ہو جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السّلام کا لشکر تمہیں بے خبری میں روند ڈالے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس سے آگے قرآن پاک میں ہے۔ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (الآیۃ) حضرت سلیمان علیہ السلام اُس کی یہ بات سُن کر ہنس پڑے۔ تو اگر اللہ کا ایک نبی دور کی بات کو سُن سکتا ہے تو ولی کیوں نہیں سُن سکتا جب کہ نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت دونوں برحق ہیں۔ اور اس کا انکار سوائے جاہل واحمق کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

حضرت جنید بغدادی

ایک سوال یہ بھی کیا گیا کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں کہ "حضرت جنید بغدادی اپنے ایک مرید کے ساتھ جا رہے تھے۔ راستے میں دریا آ گیا۔ آپ نے دریا پار کرتے ہوئے اپنے مرید کو تلقین کی کہ میں یا اللہ یا اللہ کہتا جاؤں گا اور تم یا جنید یا جنید کہتے چلنا۔ جب دونوں دریا کے درمیان میں پہنچے تو مرید نے بھی یا اللہ یا اللہ کا ورد شروع کر دیا تو وہ اسی وقت پانی میں ڈوبنے لگا۔ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا کہ ابھی تک تو تم جنید تک رسائی حاصل نہیں کر سکے تم اللہ تک کیسے پہنچ سکتے ہو"۔ یہ کہہ کر نجدی مقرر نے طنزیہ انداز میں کہا۔ "ہائے ہائے"۔ اس کا جواب سمجھنے کیلئے پہلے ایک حدیث پاک سنیئے۔ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جب بندہ نفل پڑھتے پڑھتے میرے قریب ہو جاتا ہے تو میں اُس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے"۔ اسی حدیث پاک کا ترجمہ کرتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی پھر ولی کا بولنا خدا کا بولنا ہوتا ہے اگرچہ بظاہر زبان ولی کی ہوتی ہے گویا ولی خدا تک پہنچنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اسی لئے حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ اے مرید تم مجھے پکارتے جاؤ۔ اگر تم مجھ تک پہنچ گئے تو خدا تک بھی پہنچ جاؤ گے اور اگر مجھ تک نہ پہنچے یعنی میری پہچان تم نے حاصل نہ کی تو خدا تک ہرگز نہ پہنچ سکو گے۔ اس واسطے آپ فرماتے ہیں کہ تم یا جنید یا جنید کہتے جاؤ۔ جب حدیث شریف میں ہے کہ میں ولی کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ گویا ولی کا بولنا خدا کا بولنا ہے تو مرید کا یا جنید یا جنید کہنا حقیقت میں رب ہی کو پکارنا ہے۔ کیونکہ حضرت جنید بغدادی ولی کامل ہونے کی حیثیت سے رب کی ذات پاک کے مظہر اتم ہیں قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک درخت سے آواز آئی۔ یٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (الآیۃ) یعنی اے موسیٰ میں تمہارا خدا رب العالمین ہوں۔ جب ایک درخت اللہ تعالیٰ کا مظہر بن سکتا ہے تو حضرت جنید بغدادی اللہ تعالیٰ کے مظہر کیوں نہیں بن سکتے۔ لہٰذا اب نجدیوں کو ہائے ہائے کہنے کی بجائے لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ پڑھ کر اپنے وجود نامسعود پر دم کرنا چاہیئے۔

آخر میں دعا ہے کہ مولائے کریم سب لوگوں کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

وما علینا الا البلٰغ المبین۔ تحریر۔ محمد منیف اختر خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

دنداں شکن جوابات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم○

تمہید

حمد وصلوۃ کے بعد عرض ہے کہ بندہ ناچیز بفضلہ تعالی عرصہ دراز سے مخالفین اہلسنت کی سرکوبی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے اپنے رسالوں کے ذریعے بھی ان کو ہمیشہ لاجواب کیا ہے۔جنہوں نے میرے دو تین رسالوں کے جواب شائع کئے بندہ نے ان کو بھی جواب دیکر لاجواب کیا اور مخالفین کے کئی رسالوں کے جوابات بھی شائع کئے۔ان کے تبلیغی جلسہ میں کئے گئے اعتراضات کاجواب بھی شائع کیا اور ان کے ساتھ تقریری و تحریری مناظرے بھی کئے اور اللہ و رسول کی نظر عنائیت سے ہر جگہ ان کو شکست فاش سے دوچار کیا(ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء) یہی وجہ ہے کہ خانیوال شہر میں اکثر احباب ایسے معاملات میں بندہ ناچیز کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حال ہی میں ایک محترم دوست نے عیسائیوں کے چند مطبوعہ اعتراضات بندہ کے حوالے کرکے جواب کا تقاضا کیا۔چنانچہ ذیل میں ان سوالوں کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں(وماتوفیقی الاباللہ العلی العظیم)

حی وقیوم ہونا

پہلا اعتراض یہ ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالی کی ایک صفت "حی وقیوم" بیان کی گئی ہے جیساکہ آیت الکرسی میں ہے اس کا معنی یہ ہے کہ خدا زندہ اور غیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

متغیر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ وغیر متغیر موجود ہیں تو وہ بھی خدا یا خدا کے بیٹے ہوئے اور جب خدا یا خدا کے بیٹے ہوئے تو ہم ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کیوں نہ مانیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا ہی سرے سے غلط ہے کہ جس کی عمر زیادہ ہو اور وہ زندہ بھی ہو تو وہ خدا یا خدا کا بیٹا ہوتا ہے اگر یہ اصول مان لیا جائے تو پھر تو حضرت ادریس علیہ السلام اور سارے فرشتے بھی خدا یا خدا کے بیٹے ہو گئے۔ اب ان لوگوں کو بتانا چاہیئے۔ کہ تمہارے خدا کے کتنے بیٹے اور کتنی بیٹیاں ہیں اور یہ اولاد کس کس بیوی سے ہے۔ کیا ہے کوئی مسیحی جو اس کا جواب دے؟ کیا ان لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی شان کو بڑھاتے ہوئے خدا کی شان کو گھٹا نہیں دیا؟ یقیناً" گھٹا دیا ہے اور بلکہ اللہ تعالیٰ کی توہین کی ہے نیز ان کا یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اس لئے وہ افضل اور خدا کے بیٹے ہیں یہ بھی غلط ہے کیونکہ کسی بھی دریا پر جا کر دیکھ لو۔ بلبلے پانی کے اوپر ہوتے ہیں اور موتی نیچے دریا کی تہہ میں ہوتے ہیں۔ تو کیا بلبلے کی شان موتی سے زیادہ ہوتی ہے لہٰذا کسی شے کا اوپر ہونا ہرگز فضیلت کی دلیل نہیں دے سکتا۔

اتباع مسیح کرنا

یہ بھی کہا گیا کہ آج مسلمان طرح طرح کی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور دنیا میں ہر لحاظ سے ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ اگر یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو قبول کر کے ان کی کما حقہ اتباع کرتے تو اس طرح ذلیل و خوار نہ ہوتے۔ اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ مسلمان جب تک اپنے اسلام پر صحیح طور پر عمل پیرا رہے وہ ہر میدان میں کامیاب اور کامران رہے اور ہمیشہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہودیوں 'عیسائیوں اور مشرکوں پر غالب رہے۔ کیا ان لوگوں کو جنگ قادسیہ اور یرموک کے میدان بھول گئے ہیں جہاں عیسائیوں کی تعداد سات لاکھ تھی اور مسلمان صرف چالیس ہزار کی تعداد میں تھے مگر پھر بھی عیسائیوں کو شکست فاش ہوئی تھی۔ ویسے یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ مسلمان اللہ تعالی کے تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی خدا کا برحق نبی مانتے ہیں لیکن عمل اپنے پیارے نبی علیہ السلام کے دین پر کرتے ہیں۔ تمہاری طرح نہیں کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نبی مانتے ہو اور ہمارے حضور ﷺ کو نبی نہیں مانتے۔ تو مسلمان جب تک اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے پوری طرح فرمانبردار اور تابعدار رہے دنیا میں ہر میدان میں کامیاب رہے اور جب انہوں نے اپنے دین پر پورے طور پر عمل کرنا چھوڑ دیا تو پھر ناکامی ان کا مقدر بنتی چلی گئی۔ یہ ایک حقیقی بات ہے جس کا سب اقرار کرتے ہیں اس کا دین مسیح کو قبول کرنے سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو خود قرب قیامت میں زمین پر تشریف لاکر ہمارے پیارے نبی علیہ السلام کے دین پر لوگوں سے عمل کرائیں گے۔ لہٰذا عیسائیوں کا یہ قول قطعی طور پر غلط اور بے بنیاد ہے۔ خدا انہیں عقل و شعور کی دولت عطا فرمائے۔

شی خلق کرنا

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور نبی کریم ﷺ تک کسی نبی نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرندے پیدا کر کے دکھائے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔ انی اخلق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لکم من الطین کھیئتہ الطیر فانفخ فیہ فتکون طیر
یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں تمہارے سامنے مٹی کا پرندہ بنا
ہوں اور پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اصلی پرندہ بن کر اڑ جاتا ہے یہاں لفظ
اخلق ہے جس کا معنی پیدا کرنا ہے۔ اب یا تو تم یہ کہو کہ یہ قرآن پاک کی آیت
نہیں اور یا یہ تسلیم کرو کہ عیسی علیہ السلام خدا یا خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ خد
کے سوا کوئی کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں نے
قرآن پاک کی مذکورہ آیت پوری نہیں لکھی اور نہ ہی اس کا ترجمہ صحیح کیا ہے۔
اس آیت کریمہ کو جہاں تک انہوں نے لکھا ہے اس کے آگے قرآن پاک میں
یہ الفاظ بھی ہیں باذن اللہ کہ میں یہ سب کچھ اپنی طاقت سے نہیں بلکہ اللہ کے
حکم سے کرتا ہوں اور اللہ کے حکم سے تو دیگر انبیائے کرام نے بھی ایسا کر کے
دکھایا ہے۔ خود حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت جبریل امین کی پھونک سے بنے
جو انہوں نے حضرت مریم کے بطن اطہر پر ماری۔ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم
مبارک فرشتوں نے بنایا تو اس طرح تو حضرت جبریل علیہ السلام اور یہ فرشتے
بھی خدا ہو گئے تو پھر عیسائی ان کو خدا کیوں نہیں مانتے۔ اور دوسری بات یہ ہے
کہ مذکورہ آیت کریمہ میں اخلق کا معنی پیدا کرنا نہیں بلکہ اس کا معنی "بنانا"
ہے۔ اور اس کی دلیل اسی آیت کریمہ کے الفاظ "کھیئتہ الطیر" ہیں
جس کا معنی ہے کہ میں پرندے جیسی شکل بناتا ہوں۔ اگر اخلق کا معنی یہاں
پیدا کرنا مراد ہو تو پرندے جیسی شکل کیوں کہا گیا۔ صرف پرندہ کہنا ہی کافی اور صحیح
تھا۔ معلوم ہوا کہ یہاں اخلق کا معنی پیدا کرنا نہیں بلکہ بنانا ہے۔ تو اب تو ان کا یہ
اعتراض ویسے جڑ سے ہی ختم ہو گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسیح کا بشارت دینا

یہ لوگ افضلیت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک دلیل یہ بھی دیتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسے رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آنے والے ہیں اور جن کا نام احمد ہوگا۔ اس میں قابل غور امر یہ ہے کہ اگر حضور علیہ السلام نے آکر دین مسیح کو جھٹلانا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف چلنا تھا تو وہ ایسے رسول کی آمد کو بشارت وخوشخبری کیسے کہہ سکتے ہیں اس لئے اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام نے آکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے راستہ صاف کرنے تھا اور لوگوں کو یہ بتانا تھا کہ نجات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی میں مضمر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ " عیسائیوں کا اول تو یہ کہنا ہی غلط ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر دین مسیح کو جھٹلایا۔ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنے سے پہلے تشریف لانے والے تمام نبیوں کی اور ان کے تمام دینوں کی تصدیق کی۔ یہ لوگ جھٹلانے کے حق میں ایک بھی دلیل پیش نہیں کرسکتے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو منسوخ کردیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو منسوخ کردیا تو کیا اب عیسائی یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کو جھٹلا دیا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ تو اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو نہیں جھٹلایا۔ یہ الزام لغو اور غلط اور قطعاً" بے بنیاد ہے۔ اب رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بشارت کیوں سنائی۔ تو اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نبی بن کر اپنی قوم میں تشریف لائے تو بہت سے لوگوں نے آپ کی تکذیب کی جب کہ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے آکر آپ کی نبوت کی تصدیق کی۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مریم پر تہمت لگائی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام نے تشریف لاکر ان کی طہارت و پاکدامنی کا اعلان کیا تو حضرت عیسیٰ السلام پھر خوش ہو کر کیوں نہ حضور علیہ السلام کی خوشخبری سناتے۔ اور پھر عیسائیوں کا یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ نے آکر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے راستہ صاف کرنا تھا۔ یہ غلط اور بے اصل ہے۔ ذرا سوچیں کہ بادشاہ کے آنے سے پہلے راستے صاف ہوتا ہے یا اس کے جانے کے بعد۔ اور بادشاہ کے آنے کی خبر ماتحت دیتے ہیں یا بادشاہ اپنے ماتحتوں کی آمد کی اطلاع دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ راستہ بادشاہ کے آنے سے پہلے صاف ہوتا ہے اور ماتحت بادشاہ کے آنے کی خبر دیتے ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تشریف لاکر ایک بادشاہ کی آمد کی بشارت سنائی اور ان کے لئے راستہ صاف کیا۔ کچھ آیا آپ کی سمجھ شریف میں!

روح اللہ ہونا

ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور زمین پر نہ کوئی آپ کا باپ تھا اور نہ ہی آپ انسانی نطفہ سے پیدا ہوئے اور اسی لئے آپ پر آج تک موت نہیں آئی اس سے ثابت ہوا کہ آپ ضرور خدا یا خدا کے بیٹے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام انسان بھی روح اللہ ہیں۔ سب کے اندر جو روح ہے وہ اللہ کی ہی بنائی ہوئی ہے تو اس طرح تو تمام انسان خدا کے بیٹے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئے (معاذاللہ) ان لوگوں کو نہ جانے سمجھ کیوں نہیں آتی اور ان کی عقلیں پتہ نہیں کہاں گم ہو گئی ہیں۔ دیکھئے یہ لوگ اپنے گرجا کو بیت اللہ کہتے ہیں۔ یعنی اس کو خدا کا گھر کہتے ہیں تو کیا اس میں خدا رہتا ہے (جیسے ہم اپنے گھروں میں رہتے ہیں) نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف عزت افزائی کی خاطر اس کو بیت اللہ کہتے ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی شان و عظمت کی خاطر روح اللہ کہا جاتا ہے۔ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونا خدا کے بیٹا ہونے کی دلیل ہو تو پھر تو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام بھی خدا کے بیٹا اور بیٹی ہوئے کیونکہ یہ بغیر باپ اور بغیر ماں کے پیدا ہوئے ہیں۔ اور سارے فرشتے بھی خدا کے بیٹے ہوئے کیونکہ وہ بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں تو اس طرح تو عیسائیوں کے خدا کے نہ جانے کتنے ہزاروں بیٹے بن جائیں گے۔ خدارا یہ اپنے اس غلط نظریئے سے فوراً توبہ کریں۔

مردے زندہ کرنا

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ خدا کے سوا کوئی بھی مردے زندہ نہیں کر سکتا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی نے بھی مردے زندہ نہیں کئے صرف ایک ہمارے مسیح علیہ السلام ہیں جو مردے زندہ کیا کرتے تھے اور یہ بات قرآن پاک سے ثابت ہے اب یا تو مانو کہ یہ قرآن کی آیت درست نہیں یا یہ تسلیم کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور اسی لئے مردے زندہ کرتے ہیں اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ عیسائیوں کا یہ دعوے سرے سے غلط ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی نے مردے زندہ نہیں کئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ایک مردہ شخص کو گائے کے کچھ اعضاء مار کر زندہ کیا آپ نے اپنی لاٹھی کو زندہ کر کے سانپ بنادیا کوہ طور پر ۷۰ ستر افراد کو جو مردہ ہو چکے تھے زندہ فرمادیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو ذبح کرنے کے بعد زندہ فرمایا اور ہمارے آقا و مولا ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کے دو مردہ بچوں کو زندہ فرمایا۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ ان پیغمبروں نے یہ مردے اللہ کے حکم سے بطور معجزہ زندہ کیئے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے بھی مردے اللہ کے حکم سے ہی زندہ کیئے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ واحی الموتی باذن اللہ یعنی میں خدا کے حکم سے مردے زندہ کرتا ہوں تو جب دیگر انبیائے کرام مردے زندہ کرنے کے باوجود خدا کے بیٹے نہ بنے تو اس بنا پر عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے کیسے بن سکتے ہیں۔

آسمان پر جانا

ان کا ایک سوال یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا خدا نے کسی نبی کو زندہ آسمان پر نہیں ٹھہرایا اور آخر زمانے میں بھی حضرت مسیح ہی آ کر امت محمدیہ کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیں گے تو اب ان کی شان و عظمت جیسا اور کون ہو سکتا ہے؟" اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عورت کے بالفرض دو بیٹے ہوں۔ ایک تین سال کا اور ایک بیس سال کا ہو۔ اور اس کے گھر میں چور آجائیں۔ عورت اپنے بڑے بیٹے سے کہے کہ تم ان کا مقابلہ کرو اور میں تمہارے چھوٹے بھائی کو لے کوٹھے پر جا رہی ہوں۔ اس نوجوان نے چوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ تو اب بتائیں کہ شان اس چھوٹے لڑکے کی زیادہ ہے جو کوٹھے پر چلا گیا یا اس بڑے بیٹے کی زیادہ ہے جس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے نیچے رہ کر دشمنوں کا مقابلہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔ بلا تشبیہ اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کے یہودی ایسے دشمن بنے کہ ان کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اللہ تعالی نے ان کو بچا کر آسمان پر اٹھا لیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے بھی یہودی کافر اور منافق وغیرہ دشمن بنے لیکن آپ ان کے مقابلے میں زمین پر ہی ڈٹے رہے اور آخر کامیاب و کامران ہوئے تو اب بتائیں کہ شان کس کی زیادہ ہے؟ یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان عظمت زیادہ ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ آسمان پر جانے میں کوئی خاص افضلیت نہیں ہے ورنہ حضرت ادریس علیہ السلام تو ان سے بھی اوپر ساتویں آسمان پر ہیں۔ اور چاند سورج اور ستارے بھی آسمان پر ہی ہیں تو کیا یہ لوگ ان سب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل مانیں گے؟ اور پھر یہ لوگ عیسی علیہ السلام کی شان کا موازنہ ہمارے نبی علیہ السلام کی شان سے کرتے ہیں۔ عیسی علیہ السلام تو چوتھے آسمان پر ہیں اور ہمارے آقا و مولا ﷺ تو معراج کی رات ساتوں آسمانوں سے اوپر تشریف لے گئے۔ عرش و کرسی، جنت و دوزخ اور لامکاں کا بھی مشاہدہ فرمایا۔ اب ان دونوں پیغمبروں کی شان و عظمت میں جو فرق ہے اس کا خود ہی اندازہ لگائیے۔

گر اب بھی نہ تو سمجھے پھر تجھ سے خدا سمجھے

آخر زمانہ میں ہونا

ان لوگوں کی آخری دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا "کیف تھلک امتہ انا اولھا و عیسیٰ ابن مریم اخرھا یعنی وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے کہ جس کے شروع میں۔ میں ہوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ دیکھئے خود تمہارے نبی فرمارہے ہیں کہ آخر زمانہ میں نجات حضرت عیسی علیہ السلام کے ذریعے ہوگی۔ اب تم لوگ اپنے نبی کا فرمان تو مان لو؟" اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام تو حضور نبی کریم ﷺ سے سینکڑوں سال پہلے گزر چکے ہیں تو وہ آخر میں کیسے ہوگئے؟ اصل بات یہ ہے کہ انہیں اس حدیث پاک کا صحیح مطلب سمجھ میں ہی نہیں آیا اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام پہلے تو نبی کی حیثیت سے تشریف لائے تھے اب آخر زمانہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی اور ان کے دین اسلام کے ایک مبلغ کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تو حضور علیہ السلام اس حدیث شریف میں اپنی امت کی شان بیان فرمارہے ہیں کہ جس امت کا نبی میں ہوں اور آخر زمانے میں عیسی علیہ السلام بھی آکر اس امت میں شامل ہوں گے تو اس کو بھلا کیا خطرہ ہوسکتا ہے؟ اس حدیث سے تو نبی آخرالزمان ﷺ کی امت کی شان ظاہر ہورہی ہے اور یہ کم عقل لوگ اپنی حماقت و بے قوفی سے اس کا الٹا مطلب بیان کررہے ہیں

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے موت آدمی کو پر یہ بدادانہ دے

خاتمہ

عیسائیوں کے چند سوالوں کے جوابات آپ نے ملاحظہ فرمائے یہ لوگ مانیں یا نہ مانیں یہ الگ بات ہے البتہ قارئین خود اس امر کا فیصلہ فرمائیں گے کہ ان کے اعتراضات کے مسکت و دنداں شکن جوابات بفضلہ تعالیٰ ہم نے پیش کردیئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اور ایسے سہل و آسان انداز میں دیئے ہیں کہ ایک معمولی پڑھا لکھا بھی ان کو فوراً" سمجھ جائے گا ان لوگوں کی بہتری و بھلائی اسی میں ہے کہ یہ لوگ راہ راست پر آکر دین مصطفیٰ کو قبول کرلیں اور کلمہ شریف پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں

دونوں عالم میں تمہیں مطلوب گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لو جن کا محمد نام ہے

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسالہ ہذا کو باعث ہدایت بنائے اور سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وما علینا الا البلغ المبین

تحریر کنندہ: محمد حنیف اختر صدر بزم سعید خانیوال
خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ خانیوال
یکم جنوری ۱۹۹۷ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام کی آفاقی تعلیمات سے روشناس کروانے کیلئے

''ادارہ صراط مستقیم'' کی ایک اہم کاوش

فہم دین ——— (جلد اول)

افادات : علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

- فہم دین اور ہماری ذمہ داریاں
- محبت الٰہی اور اس کی چاشنی
- منصب نبوت اور عقیدہ مومن
- محاسبہ نفس اور اس کا طریق کار
- فہم زکوٰۃ
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
- حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ رضی اللہ عنہم
- گھر کا اسلامی ماحول
- آداب زبان
- آیات ختم نبوت
- تعارف آئمہ اربعہ
- صراط مستقیم کی روشنی میں
- نظام مصطفےٰ کی بالادستی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہم دین (جلد دوم)

- اسلام میں دوستی کا معیار اور طریق کار
- سود اور اس کی اقسام
- ہم اور ہمارے عقائد
- اسوۂ حسنہ اور فیشن پرستی
- مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ترک تقلید اور اس کی تباہ کاریاں
- جہاد اور دہشت گردی میں فرق
- تصوف اور اسلام
- حواس نبوی
- جنتی آنکھ
- اوقات اور مصروفیات کا شرعی توازن
- اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور ان کا حل
- مومن کا مقصد حیات

باہتمام: شیخ محمد سرور اویسی

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

آئینہ قادیانی

تالیف:
مجاہد اہل سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آئینہ قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

بفضلہ تعالیٰ بندہ ناچیز آج سے تقریباً پانچ سال پہلے "ختم نبوت" کے نام سے ایک رسالہ افادۂ عوام کے لیے شائع کر کے تقسیم کر چکا ہے۔ اس رسالہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر قرآن و حدیث سے واضح دلائل کے علاوہ مخالفین کے پیش کردہ اعتراضات کے مسکت و دندان شکن جوابات بھی تحریر کئے جا چکے ہیں۔ حال ہی میں میرے ایک عزیز نے فرمائش کی کہ مرزائیوں کے عقائد کے بارے میں ایک رسالہ تحریر کیا جائے اور لوگوں کو ان کے ناپاک عزائم سے خبردار کیا جائے۔ چنانچہ عزیز موصوف کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ذیل میں مرزائیوں کے عقائد خود انہی کی کتابوں سے درج کئے جا رہے ہیں تاکہ عوام الناس آگاہ ہو سکیں۔

قرآن و حدیث کا فیصلہ

قرآن پاک میں خالق کائنات جل مجدہ الکریم کا ارشاد گرامی ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ اس آیت کریمہ میں وارد شدہ لفظ "خاتم النبین" کا معنی تمام مفسرین کرام نے "آخری نبی" کیا ہے۔ اس معنی میں کسی مفسر کا کوئی اختلاف نہیں۔ لہٰذا اس آیت کریمہ کی رو سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کا منکر کافر ہے۔ اور متعدد احادیث کریمہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر شاہد عدل ہیں۔ و

چنانچہ آپ کی یہ حدیث مبارکہ تو بہت مشہور ہے کہ۔ انا خاتم النبین لا نبی بعدی میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "

(پ۲۲ سورۃ احزاب) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنی اسرائیل کی راہنمائی انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک نبی وصال کر جاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہو جاتا۔ خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے۔ (بخاری شریف) • حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی"۔ (ترمذی شریف) • ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا کہ "اے علی! تمہارا میرے ساتھ وہی برادرانہ تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا مگر ہارون علیہ السلام نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا"۔ (مسلم شریف) • اور ایک حدیث پاک میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ضرور نبی ہوتے"۔ (ترمذی شریف) • حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس ۳۰ کاذب نہ نکل لیں جو سب یہی کہیں گے کہ ہم نبی ہیں۔ حالانکہ میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔ (ابوداؤد)۔ ان تمام احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کی ختم نبوت کا منکر ہرگز مسلمان نہیں۔

مرزا کا جدا مذہب

مرزا غلام احمد قادیانی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں نقب لگاتے ہوئے نبوت کا جھوٹا دعوے کیا اور اس طرح اس نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھی۔ یہ ایک ایسا فرقہ ہے جس کا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ اس امر کا اعتراف خود مرزائیوں نے کیا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ مرزا قادیانی کا خلیفہ کہتا ہے کہ "یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے،، (اخبار الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء تقریر خلیفہ مرزا) اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزائی خود ہی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ تصور کرتے ہیں۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ ٹولہ انگریزوں نے مسلمانوں میں اختلاف و انتشار پیدا کرنے کیلئے جنم دیا۔ ● چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بارے میں خود کہتا ہے کہ "انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں" (تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص۱۹) ● ایک اور مقام پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ "میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں۔ نہ مدینہ میں۔ نہ روم میں۔ نہ ایران میں۔ نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔ (تبلیغ رسالت جلد ششم ص۶۹) ان دونوں حوالوں کے بعد اب اس امر کے ثبوت میں کوئی شک ہی نہیں کہ قادیانی مذہب مسلمانوں سے قطعی الگ مذہب ہے اور یہ انگریز کے اشارے پر بنا اور انگریز نے اسے اپنے مفاد کے لیے قائم کیا۔

مرزا کے دعوے

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بارے میں عجیب و غریب دعوے کئے چنانچہ اس کے چند دعوے خود اس کی اپنی کتابوں سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ● مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا اور میرا نام نبی رکھا،، (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸) ● ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ "سچا خدا وہی خدا ہے۔ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (انجام آتھم ص۶۲) ● ایک دوسرے مقام پر دعوے کرتا ہے کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"مجھے مسیح اور مہدی بنایا گیا"، (نجم الہدی حاشیہ ص۵) و مرزا ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ "خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ رکھا ہے"، (حاشیہ اربعین ص۱۵) و ایک دوسری جگہ یوں گل فشانی کرتا ہے کہ "اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے امت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے"۔ (ازالہ اوہام ص۱۷۱) و مرزا قادیانی کا ایک یہ دعویٰ بھی ہے کہ "وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں"۔ (ازالہ اوہام ص۱۵۶) و ایک اور جگہ یوں دعوے کرتا ہے کہ "میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے آسمان کو تخلیق کیا ہے" (آئینہ کمالات ص۵۶۴) ان مذکورہ بالا تمام حوالوں کو بار بار بغور پڑھئے اور دیکھئے کسان میں مرزا قادیانی کا ہر دعوے ایک دوسرے کیخلاف ہے۔ پہلے حوالے میں اُس نے اپنے آپ کو نبی کہا۔ دوسرے حوالے میں رسول کہا حالانکہ نبی اور رسول میں بڑا فرق ہوتا ہے جو اہل علم حضرات پر خوب واضح ہے۔ تیسرے حوالے میں وہ اپنے آپ کو مسیح موعود اور امام مہدی کہتا ہے۔ چوتھے حوالے میں وہ خود کو بیت اللہ یعنی کعبہ شریف کے روپ میں پیش کرتا ہے۔ پانچویں حوالے میں وہ اپنے آپ کو اس امت کا ایک محدث قرار دیتا ہے۔ چھٹے حوالے میں وہ اپنے آپ کو مجدد کہتا ہے۔ اور ساتویں حوالے میں وہ اپنے خدا ہونے کا کھلا اعلان کر دیتا ہے۔ اب یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس کے کس دعوے پر یقین کیا جائے اور اس کی کس بات کو سچا سمجھا جائے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس کے یہ تمام متضاد دعوے اس کے کذاب اور دجال ہونے کی بجائے خود ایک روشن دلیل ہیں۔

مرزا کی گستاخیاں | مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کے لیے صرف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک یہ بات ہی کافی ہے کہ اس نے اپنی تحریروں میں جگہ جگہ اسلام اور بانی اسلام اور قرآن کے علاوہ انبیاء اولیاء کی شان میں شدید قسم کی گستاخیاں کی ہیں۔ چنانچہ ذیل میں اس کی چند گستاخیاں اس کی کتابوں کے حوالے سے پیش کی جاتی ہیں تاکہ مسلمان ان کو پڑھ کر ان سے دور رہ سکیں اور ان سے میل جول سے پرہیز کریں۔

حضور علیہ اسلام کی گستاخی

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ "خدا نے آج سے بیس ۲۰ برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۰) ● مرزا قادیانی ایک مکتوب میں کہتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔" (مکتوب مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء) ● مرزا لکھتا ہے کہ

ے منم مسیح زماں و منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

یعنی میں مسیح ہوں۔ میں موسیٰ کلیم اللہ ہوں اور میں ہی محمد اور احمد مجتبےٰ ہوں۔ (تریاق القلوب ص۵) ان عبارات میں مرزا قادیانی نے حضور علیہ السلام کی شان میں شدید گستاخیاں کی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آپ کا گستاخ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا خواہ وہ اپنے منہ سے کچھ بھی دعوے کرتا پھرے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن کی توہین

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ "قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریقے کو استعمال کر رہا ہے۔" (ازالہ اوہام ص۲۸) ● نیز لکھتا ہے کہ "میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں۔" (ازالہ اوہام ص۲۷)۔

ان دونوں عبارتوں میں مرزا قادیانی نے قرآن پاک کی بڑی سخت توہین کی ہے۔ اور بلکہ قرآن پاک کے پردے میں اللہ تعالیٰ کی توہین کی ہے۔ کیونکہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے۔ اور قرآن پاک میں غلطیاں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ غلطیاں اصل میں اللہ تعالیٰ نے کی ہیں۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

عیسیٰ علیہ اسلام کی گستاخی

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ "آپ کا (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کا) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۷)

● ایک اور مقام پر لکھتا ہے کہ "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ اسلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔" (کشتی نوح حاشیہ ص۶۵) ● مرزا قادیانی ایک دوسری جگہ لکھتا ہے کہ "عیسیٰ کو گالی دینے، بدزبانی کرنے اور جھوٹ بولنے کی عادت تھی اور چور بھی تھے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۵)۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان تینوں عبارتوں میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں سخت توہین کی ہے۔ لہٰذا مرزا اور اس کے پیروکار ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتے۔

حضرت علی کی توہین

مرزا غلام احمد قادیانی ایک مقام پر لکھتا ہے کہ "پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (یعنی مرزا صاحب) تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (یعنی حضرت علی المرتضیٰ) کو تلاش کرتے ہو۔" (ملفوظات احمدیہ جلد اوّل ص۱۳۱)۔ اس عبارت میں مرزا قادیانی نے حضرت علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ کی جس طرح توہین کی ہے وہ صاف ظاہر ہے۔

حضرت فاطمہ کی گستاخی

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ "حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص۹) اس عبارت میں مرزا قادیانی نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخت توہین کی ہے۔

امام حسین کی توہین

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ "میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔" (اعجاز احمدی ص۸۱) ● نیز ایک اور جگہ لکھتا ہے۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ اور صد حسین میرے گریبان میں پڑے ہیں۔ (نزول المسیح ص۹۹)۔

ان دونوں حوالوں سے اظہر من الشمس ہے کہ مرزا قادیانی نے امام عالی مقام سید الشہدا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں بھی شدید قسم کی گستاخی کی ہے۔ اتنی گستاخیوں کے ہوتے ہوئے ان کو بھلا کون مسلمان کہہ سکتا ہے اور یہ لوگ دائرہ اسلام میں کس طرح داخل رہ سکتے ہیں؟

مسلمانوں کی توہین مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں مسلمانوں کی بھی بہت سخت توہین کی ہے۔ اور ان کی شان و عظمت پر سوقیانہ حملے کئے ہیں۔ ● چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ "ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے۔ مگر زناکار کنجریوں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کردی وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷) ● اور ایک جگہ لکھتا ہے کہ "میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ ص۵۳) ● ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے کہ "جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۶۳)۔

ان تینوں حوالوں میں مرزا قادیانی نے تمام مسلمانوں کو زانی، حرام زادے سؤر۔ کتے اور کافر کے القابات دیئے ہیں۔ اب مسلمان ان کو خود ہی سمجھ لیں کہ یہ لوگ خود کیسے ہیں۔ مرزائی لوگ مسلمانوں سے شادی بیاہ کو حرام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے مرزائیوں کی نماز بھی نہیں ہوتی۔

● چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ "اپنی بیٹیاں اُن لوگوں کے نکاح میں نہ دو جو مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔" (فتاویٰ احمدیہ جلد دوم ص۷)

● ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ "اُن لوگوں کے پیچھے نماز مت پڑھو جو مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔" (فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص۱۸)

● نیز مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان لکھتا ہے کہ "غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں حتیٰ کہ غیر احمدی کے معصوم بچے کا بھی نہیں۔" (انوار خلافت ص۹۳)

● یہی وجہ ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان جو قادیانی تھا قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوا اور الگ بیٹھا رہا۔ جب ظفر اللہ خان سے اس سلسلے میں سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ "آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر۔" (روزنامہ زمیندار لاہور ۸ فروری ۱۹۵۰ء)۔

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مرزائی مسلمانوں کے سخت ترین دشمن ہیں اور مسلمان ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتے لہذا مسلمانوں کو بھی ان سے کُلّی طور پر دور رہنا چاہیئے اور ان کا سیاسی سماجی اور معاشی ہر طرح بائیکاٹ رکھنا چاہیئے۔

مرزا کی پیش گوئیاں

قارئین کرام کے لیے یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہو گا کہ مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کا رُعب دکھانے کے لیے لوگوں کے سامنے بعض پیش گوئیاں بھی کیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر وہ بالکل جھوٹی نکلیں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ "جیسا منہ ویسی چپیڑ"، یعنی جیسا وہ جھوٹا بنی تھا ویسی ہی اس کی جھوٹی پیش گوئیاں تھیں ● چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۸۸ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک "محترمہ محمدی بیگم" کے ساتھ آسمان پر اپنے نکاح کا اظہار اپنی جھوٹی وحی کے ذریعے کرتا رہا۔ جس کا اظہار اس نے اپنی کتاب "ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۴"، پر کیا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی زندگی بھر محترمہ محمدی بیگم کے سائے کو بھی ترستا رہا اور آخر کار اسی طرح جہنم رسید ہو گیا۔

● مرزا قادیانی نے ایک مرتبہ پیش گوئی کی کہ "خدا کہتا ہے کہ ہم تجھ کو اسی سال کی عمر دیں گے۔ یا اس کے قریب" (ازالہ اوہام طبع ثانی ص۶۳۸) مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی غلط ثابت ہوئی اور آج بھی یہ حقیقت قادیانیوں کے لیے زہر قاتل بنی ہوئی ہے۔ غرضیکہ مرزا کی کوئی بھی پیش گوئی صحیح ثابت نہیں ہوئی جو اس کے جھوٹا و کذاب ہونے کی بجائے خود ایک معتبر دلیل ہے۔

حرفِ آخر | مندرجہ بالا سطور میں ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کذاب جھوٹا ہونے کے بارے مرزا ہی کی کتابوں سے پیش کیے ہیں جو ناقابل تردید ہیں۔ ان حوالوں کا جواب موجودہ دور کے قادیانیوں کے بس کی بات نہیں۔ ظاہر ہے کہ جب ان کے بڑے جواب نہ سکے تو یہ بیچارے کیا دیں گے۔ ان کے لیے فلاح و کامرانی کا راستہ یہی ہے کہ یہ لوگ حضور اکرم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علاوہ ازیں حکومت پاکستان کا بھی فرض ہے کہ وہ مرزائیوں کو ملک کے کلیدی عہدوں سے فوراً برطرف کرے اور ان کی مشکوک سرگرمیوں پر پوری پوری نگاہ رکھے۔

آخر میں دعا ہے کہ مولائے کریم رسالہ ہذا کو عوام کے لیے باعث ہدایت بنائے۔

آمین:- وما علینا الا البلغ المبین

تحریر کنندہ:- محمد حنیف اختر خطیب جامع مسجد غوثیہ اسلام پورہ

وصدر بزم سعید خانیوال

ومرکزی ناظم اعلیٰ انجمن فیضان اولیاء خانیوال

یکم ستمبر ۱۹۹۴ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

فرقہ ناجیہ

تالیف:

مجاہد اہل سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہید

اللہ تعالٰی جل مجدہ الکریم نے اس دنیا میں انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر مبعوث فرمایا شروع میں لوگ ایک ہی راستے پر تھے پھر آہستہ آہستہ ان میں تفرقہ پڑتا گیا اور لوگ گروہ در گروہ منتشر ہوتے گئے حتی کہ حضرت موسی علیہ السلام تک ۷۲ (بہتر) فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور ہمارے پیارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں (تہتر) ۷۳ فرقے ہو گئے آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ فرقے مولویوں نے اپنے کھانے پینے کے لئے بنا رکھے ہیں ورنہ اسلام تو اس کی اجازت نہیں دیتا حالانکہ یہ فرقے مولویوں نے ہرگز نہیں بنائے بلکہ یہ فرقے ہمارے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے ایک فرمان کے مطابق بنے ہیں آپ نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا و تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملہ (مشکواۃ شریف) یعنی میری امت میں (تہتر) ۷۳ فرقے ہوں گے

آج کوئی فرقہ بازی کو مٹانا چاہے اور اس کو ختم کرنا چاہے تو یہ ہرگز ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے عین مطابق ہے آج ہر فرقے والے اپنے آپ کو حق پر رکھتے ہیں اور دوسروں کو غلط کہتے ہیں ہمیں درج ذیل سطور میں یہی بتانا ہے کہ کون حق کے راستے پر ہے اور کون غلط راستے پر ہے

(وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صراط مستقیم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (الآیہ) (یعنی اے بندو تم مجھ سے یوں دعا کیا کرو) اے اللہ تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا یہ راستہ ان لوگوں کا ہے جن پر تو نے انعام کیا۔ اور جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا وہ کون لوگ ہیں؟۔ اس کا ذکر بھی قرآن پاک میں موجود ہے چنانچہ ارشاد باری ہے ۔ اولٰئک الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین (الآیہ) یعنی جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا وہ نبی ہیں صدیق ہیں شہداء ہیں اور صالحین ہیں ثابت ہوا کہ جس راستے پر یہ تمام نفوس قدسیہ ہوں گے وہ حق کا راستہ ہے اور وہی صراط مستقیم ہے اب ذرا درج ذیل حوالہ جات پر غور کیجئے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ " سلف صالح از صحابہ و تابعین باحسان و من بعد ھم ہمہ بریں اعتقادو بریں طریقہ (اہلسنّت والجماعت) بودہ اند۔" یعنی تمام سلف صالحین صحابہ کرام تابعین اور ان کے بعد والے اہلسنّت و جماعت کے طریقہ پر تھے (اشعۃ اللمعات) اس سے آگے فرماتے ہیں کہ تمام صحاح ستہ والے محدثین کرام (یعنی امام بخاری، امام مسلم ترمذی، نسائی، ابوداؤ، اور ابن ماجہ) اور ان کے علاوہ مشہور اور مستند کتابوں والے کہ جن پر اسلامی احکامات کی بنیاد ہے اور چاروں مذاہب والے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ائمہ کرام (یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) یہ سب کے سب اہلسنت و جماعت کے مذہب پر تھے (حوالہ مذکورہ)

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں وھم اہل سنت والجماعہ من الفقہاء کا الائمہ الاربعہ والمحدثین یعنی نجات پانے والے فرقہ کے لوگ اہلسنت و جماعت ہیں جیسے فقہائے کرام چاروں امام اور محدثین کرام ہیں (شرح شفا شریف)

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں الفرقہ الناجیۃ ھم الصحابہ فانہ علیہ السلام لما قال الناجی منھا واحدۃ قالوا یارسول اللہ ومن ھم قال اھل السنۃ والجماعۃ فقیل وما اھل السنۃ والجماعہ قال ما انا علیہ واصحابی یعنی صحابہ کرام کا فرقہ نجات پانے والا ہے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نجات پانے والا فرقہ ایک ہے تو صحابہ کرام نے پوچھا کہ وہ کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ اہلسنت و جماعت ہیں پوچھا گیا کہ اہلسنت و جماعت کون ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جس طریقے پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں (احیاء العلوم)

ان حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ صرف اہلسنت و جماعت ہی صراط مستقیم پر ہیں اور یہی حق پر ہیں اور انہی کا فرقہ نجات پانے والا ہے اور تمام صحابہ کرام ائمہ مجتہدین، محدثین کرام، فقہائے اور سلف صالحین سب اہلسنت و جماعت ہی تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(الحمدللہ علی ذالک)

فرقہ ناجیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان بنی اسرائیل تفرقت علے ثنتین و سبعین ملہ وتفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی یعنی بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہوئے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ سوائے ایک کے سب جہنمی ہیں۔ پوچھا گیا کہ وہ ایک (نجات پانے والا) فرقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔ (مشکواۃ شریف) اس حدیث پاک سے ایک تو ان لوگوں کی واضح تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ تمام فرقے والے سچے ہیں اور کسی کو برا نہیں کہنا چاہیئے جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام خود اپنی زبان مبارک سے ۷۲ بہتر فرقوں کو جہنمی قرار دے رہے ہیں تو ہم ان کو اچھا ہونے کا سرٹیفکیٹ دینے والے کون ہوتے ہیں؟ اس حدیث میں آپ نے فرمایا کہ جنتی اور نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے راستے پر ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر فرقے والا یہی کہتا ہے کہ ہم ہی ان کے راستے پر ہیں لہٰذا ہم ہی حق پر ہیں اور باقی سب کے سب غلط ہیں لہٰذا اس امر کی تحقیق بھی انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اتبعوا السواد الاعظم یعنی بڑی جماعت کی تابعداری کرو (مشکواۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریف)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں بالجملہ سواد اعظم در دین اسلام مذہب اہلسنت و جماعت است یعنی دین اسلام میں سواد اعظم سے مراد اہلسنت و جماعت ہیں (اشعۃ اللمعات) اور حضرت سیدنا عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کان سفیان الثوری یقول المراد بالسواد الاعظم هم من کان اهل السنه و جماعته یعنی حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سواد اعظم سے مراد اہلسنت و جماعت ہیں (میزان کبری)

اس سے پہلے ہم حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم کے حوالے سے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کر چکے ہیں کہ صحابہ کرام نے پوچھا حضور ﷺ نجات پانے والے کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ اہلسنت و جماعت ہیں اور یہی میرے اور میرے صحابہ کرام کے راستے پر ہیں ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کا فرقہ ہی نجات پانے والا ہے اور یہی وہ ایک فرقہ ہے کہ جس کے نجات یافتہ ہونے کی حضور علیہ السلام نے حدیث شریف میں بشارت دی ہے اور یہی جماعت ”سواد اعظم“ ہے سواد اعظم کا لغوی معنی ہے بڑی جماعت اس معنی کو پیش نظر رکھ کر بھی اگر آپ تمام فرقوں پر ایک ناقدانہ نظر ڈالیں اور ذرا غور کریں تو بالکل واضح ہو جائے گا کہ اہلسنت و جماعت جتنی زیادہ تعداد میں ہیں اتنی تعداد میں اور کسی بھی فرقہ کے لوگ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں ہیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو دوسرے تمام فرقوں والے بھی مانتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ اہلسنت و جماعت ہی سواد اعظم ہیں اور یہی حق پر ہیں

چند حوالے

اہلسنّت و جماعت کی صداقت و حقانیت کے مزید چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

☆ حضور غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں فاما الفرقہ النا جیۃ فھی اہل السنۃ والجماعۃ یعنی نجات پانے والا فرقہ صرف اہلسنّت و جماعت ہی ہے (غنیۃ الطالبین)

☆ حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ فرماتے ہیں فلا شک ولا ریب انھم اہل السنہ و الجماعہ) یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ جنتی گروہ اہلسنّت و جماعت ہی ہے (مرقات شرح مشکواۃ)

☆ حضرت خواجہ محمد بن سلیمان جزولی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں اللھم امتنا علی السنۃ والجماعۃ اے اللہ ہمیں مسلک اہلسنّت و جماعت پر موت دے (دلائل الخیرات)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تبیض وجوہ اھل السنہ و تسود وجوہ اھل البدع یعنی قیامت والے دن اہلسنّت و جماعت کے چہرے چمکتے ہوں گے اور بدعتیوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ تفسیر مظہری) اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہلسنّت و جماعت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے سوا جتنے بھی فرقے ہیں وہ سب کے سب بدعتی اور جہنمی ہیں لہٰذا اہلسنّت و جماعت کے بدعتی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جو اہلسنّت و جماعت کو بدعتی کہتے ہیں وہ پرلے درجے کے احمق و بیوقوف ہیں

☆ حضرت علامہ اسمٰعیل بن ابراہیم نے حاکم ابو احمد حاکم رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو سوال کیا ای الفرق اکثر نجاۃ عندکم فقال اہل السنہ یعنی تمہارے نزدیک کون سا فرقہ نجات پانے والا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ وہ اہلسنّت و جماعت کا فرقہ ہے (شرح الصدور)

☆ امام ربانی حضرت امام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللّٰھم ثبتنا علی معتقدات اھل السنۃ والجماعۃ وامتنا فی زمرتھم واحشرنا معھم یعنی اے اللہ ہمیں اہلسنّت و جماعت کے عقیدے پر ثابت قدم رکھ اور اسی گروہ میں ہمیں موت دے اور اسی گروہ کے ساتھ ہمارا حشر و نشر فرما (مکتوبات شریف)

☆ حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں ۔ ان قصد السبیل ھو دین الاسلام والسنۃ والجماعۃ یعنی سیدھا راستہ دین اسلام کا اور اہلسنّت و جماعت کا ہے (تفسیر روح البیان)

☆ حضرت ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں لکن بالتحقیق والصدق فمن کان علی طریق السنۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والجماعۃ یعنی تحقیق و تصدیق سے معلوم ہوا ہے کہ اہلسنت و جماعت کا ہی طریقہ صحیح و درست ہے (تفسیرات احمدیہ)

☆ حضرت علامہ علاؤالدین الحصکفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اهل البدعة كل من قال قولا خالف فيه اعتقاد اهل السنة والجماعة یعنی جس کا عقیدہ اہلسنّت و جماعت کے خلاف ہو وہ بدعتی ہے (در مختار)

معلوم ہوا کہ آج کل جو لوگ اہلسنّت و جماعت پر بات بات پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ دراصل خود بدعتی ہیں کیونکہ ان سب کے فرقے بعد کی پیداوار ہیں اور صرف اہلسنّت و جماعت کا فرقہ ہی وہ فرقہ ہے جو حضور علیہ السلام کے زمانے سے چلا آرہا ہے۔

☆ حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کشف صدر تب ہی انسان کو حاصل ہوتا ہے جب وہ اہلسنّت و جماعت کے عقیدے پر ہو اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی بھی اہلسنّت و جماعت کے عقیدے کے علاوہ کسی دوسرے عقیدے کا نہیں ہوا (الابریز)۔ اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ تمام اولیائے کرام اہلسنّت و جماعت کے مذہب و مسلک ہی کے ہیں اور یہ بھی صداقت اہلسنّت کی واضح اور روشن دلیل ہے باقی جتنے بھی فرقے ہیں وہ اپنے اندر ایک بھی ولی نہیں دکھا سکتے

اہم بات

ان دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ اہلسنّت و جماعت ہی فرقہ ناجیہ اور جماعت حقہ ہے اور یہی جماعت سواد اعظم ہے اس کے حق ہونے کے ہم نے محض چند دلائل تحریر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیے ہیں کیونکہ اس مختصر سے رسالے میں زیادہ کی گنجائش نہیں ہے ورنہ دلائل تو اور بھی بے شمار موجود ہیں اس کے برعکس دیگر تمام فرقے اپنے سچا ہونے کے واضح دلائل پیش نہیں کرسکتے ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی فرقہ کے پاس اپنے حق اور ناجی ہونے کے دلائل ہیں تو پیش کریں ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مذہب حق اہلسنّت و جماعت کی صداقت و حقانیت کو دیکھ کر بعض دوسرے فرقہ والوں نے بھی اپنے آپ کو اہلسنّت و جماعت لکھنا اور کہنا شروع کردیا ہے لیکن یاد رکھیں کہ اگر ایک بوتل کے اندر گندا پانی بھرا ہو اور اس کے اوپر شربت روح افزا کا لیبل لگا دیا جائے تو وہ ہرگز روح افزا نہیں بن سکتا اسی طرح جو فرقہ والے جعلی لیبل لگا کر اہلسنّت و جماعت بننے کی کوشش کرتے ہیں جب تک وہ اپنے عقائد کو درست نہ کریں اس وقت تک وہ ہرگز ہرگز اہلسنّت و جماعت نہیں ہو سکتے اسی طرح بعض فرقے والے جعلی پیر بن کر نقشبندی اور چشتی وغیرہ اپنے آپ کو لکھنے لگ جاتے ہیں اور باقاعدہ پیری مریدی کرتے ہیں اور ادھر اپنی تقاریر میں اولیائے کرام کی شان میں واضح طور پر گستاخیاں کرتے ہیں اور "بہاؤالحق بیڑہ دھک" جیسے گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں یہ لوگ بھی حقیقت میں چشتی اور نقشبندی نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ بھیس بدل لیتے ہیں۔ ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عوام ان پر ہرگز اعتماد نہ کریں اور جب بھی کبھی ایسا موقعہ آئے تو پہلے ان کے عقائد کو پرکھیں اس سے ایک بات یہ بھی ثابت ہوئی ہے کہ یہ لوگ اہلسنّت و جماعت بننے کی کوشش اسی لئے کرتے ہیں کہ یہ اہلسنّت و جماعت کو حق پر سمجھتے ہیں اور اسے فرقہ ناجیہ تصور کرتے ہیں اور اگر یہ لوگ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تو کبھی بھی اہلسنّت و جماعت بننے کی ناکام کوشش نہ کرتے

حرف آخر

ہم نے مندرجہ بالا سطور میں اہلسنّت و جماعت کی صداقت اور فرقہ ناجیہ ہونے کے واضح دلائل پیش کئے ہیں جن کو پڑھ کر ان کے حق اور سچا ہونے میں شبہ تک نہیں رہتا اہلسنّت و جماعت کو فرط مسرت سے بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہونا چاہئے کہ جس نے ہمیں فرقہ ناجیہ میں پیدا فرمایا اور صراط مستقیم پر گامزن رکھا یاد رکھیں کہ مذکورہ بالا دلائل سے صاف ظاہر ہے کہ اہلسنّت و جماعت کا راستہ وہی راستہ ہے جو حضور علیہ السلام کا راستہ ہے جو صحابہ کرام کا راستہ ہے جو تابعین کا راستہ ہے جو تبع تابعین کا راستہ ہے جو اولیائے کاملین کا راستہ ہے جو محدثین و مفسرین کا راستہ ہے اور جو ائمہ مجتہدین کا راستہ ہے جو بھی اس راستے سے بھٹک گیا وہ صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے اور راہ راست سے ہٹا ہوا ہے تمام لوگوں کی فلاح و کامیابی اسی میں ہے کہ وہ مذہب حق اہلسنّت و جماعت میں شامل ہو جائیں اور اسی پر تمام زندگی گزاریں۔

اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو صراط مستقیم پر قائم دائم رکھے (آمین

یکم جون ۱۹۹۷ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درود پاک کے وظائف

تالیف:

مجاہد اہل سنت مولانا محمد حنیف اختر صاحب خانیوال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

درود پاک کے وظائف

تمہید موجودہ دور میں بہت سے مسلمان طرح طرح کی الجھنوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ بیروزگاری۔ مقدمہ بازی. تنگدستی. بیماری، آمدنی میں کمی اور خرچ میں زیادتی غرضیکہ بہت سے ایسے اُمور ہیں. جن کی وجہ سے ہمارے بھائی مسلسل پریشاں و سرگرداں رہتے ہیں اور اُن کو دور کرنے کے لئے طرح طرح کے وظیفے تلاش کرتے ہیں. جس نے جو بتایا وہی پڑھ لیا کسی کتاب میں جو دیکھا اُسی کو پڑھنا شروع کر دیا مگر نتیجہ پھر بھی صفر رہتا ہے. کاش ایسے لوگ صرف درود شریف کو ہی اپنا وظیفہ بنا لیتے تو کبھی ناکام و نامراد نہ ہوتے کیونکہ درود شریف بجائے خود ایک بہترین ولاجواب وظیفہ ہے. ذرا غور فرمائیں کہ احادیث کریمہ کیمطابق اگر کوئی حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایک بار درود شریف پڑھے تو اس پر دس بار خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے. دس بار پڑھے تو سو مرتبہ، سو بار پڑھے تو ہزار مرتبہ اور ہزار مرتبہ پڑھے تو دس ہزار مرتبہ خدا کی رحمت نازل ہوگی ۔ اور جس پر روزانہ دس ہزار مرتبہ خدا کی رحمت نازل ہو تو اُس کی کوئی مشکل اور پریشانی باقی کیسے رہ سکتی ہے. چنانچہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذیل میں افادۂ عوام کے لئے درود شریف کے مختلف وظائف درج کئے جاتے ہیں۔ جن کو پڑھ کر مسلمان اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں اور کامیابی و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں۔

● کوئی بھی حاجتمند مسلمان کسی بھی مناسب وقت میں اپنی حاجت کو دل میں رکھ کر تنہائی میں دربارِ رسول (علیہ السلام) کا تصور جمائے اور اس دربار میں خود کو حاضر جانے اور ادب سے ہاتھ باندھے بیٹھ کر یہ درود شریف بے گنتی اتنا پڑھے کہ مستغرق ہو جائے اس کی برکت سے ان شاء اللہ ہر مقصد پورا ہوگا اور ہر مشکل حل ہو جائے گی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

● جو مسلمان دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ گیارہ مرتبہ آیۃ الکرسی اور سو بار مندرجہ ذیل درود شریف پڑھے ان شاء اللہ تین جمعے نہ گزرنے پائیں گے کہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

● جو شخص دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچیس ۲۵ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھے اور پھر یہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھے تو اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار نصیب ہوگا۔

درود شریف یہ ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

• روایت ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے تو اس کو ایک لاکھ درود پاک پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ نیز اگر طبیعت بے چین ہو تو یہی درود پاک پانچ سو مرتبہ پڑھے۔ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ وَالسِّرِّ السَّارِیْ فِیْ سَائِرِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ۔

• روایت ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا تو اس کا نورِ قلبی بڑھے گا اولیاء اللہ کا زیارت کرنا معمول بن جائے گا۔ اعلیٰ مقاصد حاصل ہوں گے۔ اور ہر کام میں کامیابی ہو گی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّنْ کُلِّ لَمْحَۃٍ وَّ نَفَسٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ۔

• روایت ہے کہ جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا وہ تمام مخلوق میں ممتاز ہو کر رہے گا۔ اور دنیا والے اس کی عزت کریں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ۔

• جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن ترازو کے پلڑوں میں اس کا نیکیوں والا پلہ وزنی ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ یہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

• روایت ہے کہ جس شخص نے یہ درود شریف پڑھا تو اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر وہ بیٹھا ہے تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درودِ خضری

روایت ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ، درودِ خضری زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ یہ درود شریف اگرچہ بہت مختصر ہے مگر بے شمار فوائد کا حامل ہے۔ درود خضری یہ ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ۔

درودِ سعادت

اس درود شریف کے پڑھنے والے کو چھ لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

اور جو شخص ہر جمعہ کو یہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا تو اُس کا شمار دونوں جہانوں کے سعادت مند لوگوں میں ہوگا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ ۔

درودِ ہزارہ

اس درود شریف کی بڑی برکتیں ہیں اور اس کے پڑھنے والے پر نیکیاں بارش کی طرح برستی ہیں۔ اور اس پر عجیب و غریب اسرار کھلتے ہیں۔ وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ ۔

درودِ گنجِ عاشقاں

جو شخص بعد نماز جمعہ یہ درود شریف سو مرتبہ پڑھے تو اُس کو پانچ ہزار نیکیاں ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ اس پر دو ہزار مرتبہ سلام بھیجے گا۔ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ اُس کو قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی شفاعت نصیب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو گی ۔ اُس کے مال اور اولاد میں ترقی ہو گی ۔ اس کو دشمنوں پہ غلبہ حاصل ہو گا ۔ اُس کو خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہو گی ۔ اور اس پہ اللہ تعالیٰ اپنی تین ہزار رحمتیں نازل فرمائے گا ۔ وہ درود شریف یہ ہے ۔

صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ۔

درودِ پنج حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید جو کہ چھ ماہ سے سخت بیمار تھا اور اس کا مرض لاعلاج ہو چکا تھا ۔ اور کسی دوا سے فائدہ نہیں ہو رہا تھا ۔ آپ نے اس پر یہ درود شریف پڑھ کر ہاتھ پھیرا تو اس کی ساری بیماری جاتی رہی اور وہ فوراً تندرست ہو گیا ۔ اس وقت سے یہ درود شریف بزرگوں سے بہت منقول ہے وہ درود شریف یہ ہے ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا يَنْبَغِى الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ ۔

درودِ کوثر جو شخص یہ درود شریف پڑھے گا اس کو قیامت کے دن امن و سکون نصیب ہو گا ۔ اور وہ قیامت کی وحشت سے محفوظ رہے گا ۔ وہ درود شریف یہ ہے ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَمُحِبِّيْهِ وَ اُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

درود تنجینا

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں لوگوں کے ساتھ جہاز پر سوار تھا کہ تیز و تند ہوا کی وجہ سے جہاز غرق ہونے کے قریب ہو گیا۔ اُس وقت مجھ پر اونگھ طاری ہوئی اور میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ سب مل کر یہ درود شریف پڑھیں۔ چنانچہ ہم نے یہ درود شریف پڑھنا شروع کیا تو ہوا فوراً ٹھہر گئی اور ہمارا جہاز خیریت سے کنارے لگ گیا۔ وہ درود شریف یہ ہے ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنَجِّيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِی الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ۔

درودِ زیارت

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جو شخص اس درود پاک کو ایک دن میں ہزار مرتبہ پڑھے گا۔ اُس کو حضور علیہ الصلوٰة والسلام کی زیارت نصیب ہو گی وہ درود شریف یہ ہے ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الْجَامِعِ الْاَسْرَارِ وَالدَّالِّ عَلَيْكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ ۔

درودِ انمول

تفسیر روح البیان میں ہے کہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مدت سے تمنا تھی کہ خواب میں مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو۔ چنانچہ میری تمنا بر آئی اور گذشتہ رات دیدار نصیب ہوا تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں مدت سے ایک ہزار روپے کا مقروض ہوں اور اس کی ادائیگی پر قدرت نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلطان محمود کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور اُن سے رقم طلب کرو میں نے عرض کیا۔ حضور! اگر وہ مجھ سے کوئی نشانی طلب کریں تو پھر؟ فرمایا کہ سلطان محمود کو کہہ دینا کہ تم مجھ پر سونے سے پہلے ۳ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہو اور بیدار ہو کر بھی تین ۳ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتے ہو۔ یہ ثبوت اور نشانی ہے۔ حضرت سلطان محمود غزنوی یہ سن کر رونے لگے اور اس شخص کو خوش ہو کر دو ہزار روپے نقد عطا کر دیئے۔ ارکانِ دولت نے عرض کی کہ عالیجاہ! آپ نے ایسی بات کی تصدیق فرما دی جو ناممکن ہے۔ ہم دن رات آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں ہم نے تو آپ کو اس تعداد میں درود شریف پڑھنے میں کبھی مشغول نہیں دیکھا۔ پھر یہ بات عقل میں بھی نہیں آ سکتی کہ آپ اتنی قلیل مدت میں ساٹھ ہزار مرتبہ درود شریف کس طرح پورا فرما لیتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی نے جواب دیا کہ میں نے علمائے کرام سے سنا تھا کہ جو شخص مندرجہ ذیل درود شریف ایک مرتبہ پڑھے گا اس کو دس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ اور میں اس کو تین مرتبہ سوتے وقت اور تین مرتبہ بیدار ہو کر پڑھ لیتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ مجھے ساٹھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کی سعادت حاصل ہو گئی ہے اور مجھے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گریہ اس خوشی میں طاری ہوا کہ علماء کرام کے اس ارشاد کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تائید فرمادی ہے وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَكَرَّ الْجَدِيْدَانِ وَاسْتَقَلَّ الْفَرْقَدَانِ وَبَلِّغْ رُوْحَهٗ وَاَرْوَاحَ اَهْلِ بَيْتِهٖ مِنَّا التَّحِيَّةَ وَالسَّلَامَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَثِيْرًا۔

درودِ نعمتِ عظمیٰ

اس درود شریف کے پڑھنے والے کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔ دل کی تمنائیں پوری ہوتی ہیں اور روح کو تازگی ملتی ہے۔ یہ درود شریف ہر نماز کے بعد کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

درود نادیہ

یہ درود پاک روحانی اسرار کا خزانہ ہے۔ اس درود پاک کے پڑھنے والا ہمیشہ رنج وغم اور پریشانیوں سے محفوظ رہتا ہے لہٰذا مصیبت کے وقت اس کا زیادہ سے زیادہ ورد کرنا چاہیئے۔ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ صَلٰوةً كَامِلَةً وَّسَلِّمْ سَلَامًا تَامًّا عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الَّذِيْ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ وَتُقْضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَتُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَحُسْنُ الْخَوَاتِيْمِ وَيُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفَسٍ بِعَدَدِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلّ مَعْلُوْمٍ لّکَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ۔

درودِ خمسہ اس درود شریف کو پڑھنے والا مشکلات سے امن میں رہتا ہے۔ کسی بھی حاجت کے لیئے ہر روز بعد نماز عشاء سو مرتبہ پڑھنا مجرّب ہے اگر روزانہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا جائے تو قبر کے سوال وجواب میں آسانی ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ۔

درودِ غوثیہ یہ درود شریف خاندانِ قادریہ کے معمولات سے ہے جو شخص اس کو روزانہ ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے تو وہ رحمت خداوندی سے مالا مال ہوجاتا ہے۔ جو مسلمان اس کو ہر روز ایک مرتبہ پڑھے اُس کے رزق میں برکت ہوگی اُس کے تمام کام آسان ہونگے۔ اس کو نزع کے وقت کلمہ شریف نصیب ہوگا۔ اور اس کی قبر میں وسعت ہوگی۔ نیز حضور علیہ السلام کی زیارت کے لیئے بھی یہ درود شریف مجرّب ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

درودِ حبیب یہ درود شریف عشاق حضرات کے لئے ایک خاص تحفہ ہے۔ اس کے پڑھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ بھولی ہوئی چیزیں یاد آجاتی ہیں۔ غموں سے نجات ملتی ہے۔ قبر میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روشنی ہوتی ہے اور حضور علیہ السلام کی شفاعت ہوتی ہے۔ درود شریف یہ ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ۔

درود ابراہیمی

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ایک مرتبہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی حضرت کعب فرمانے لگے کہ کیا میں تمہیں ایک ایسا ہدیہ نہ دوں جو حضور علیہ السلام نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضرور مرحمت فرمائیے حضرت کعب نے فرمایا کہ وہ ہدیہ "درود ابراہیمی" ہے ہدیہ کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام کے ہاں دوستوں اور مہمانوں کو کھانے پینے کی چیزیں دینے کی بجائے بہترین تحفے اور بہترین ہدیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال و احادیث تھے۔ اور ان چیزوں کی قدر ان حضرات کے نزدیک مادی چیزوں سے کہیں زیادہ تھی۔ درود ابراہیمی یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؕ

درود اول و آخر

یہ درود شریف اُن لوگوں کیلئے بے بہا نعمت ہے جو ایامِ جوانی میں خدا کو بھولے رہے اور عمر کا اکثر حصہ گناہوں میں گزار دیا۔ اگر وہ عمر کے آخری حصے میں اس درود پاک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو کثرت سے پڑھنا شروع کر دیں تو اللہ تعالےٰ اُن کے تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ اور باقی زندگی میں انہیں نیک اعمال کرنے کی توفیق دے گا۔ وہ درود شریف یہ ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ اَکْرَمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

درودِ مصطفےٰ

جو شخص یہ درود شریف صبح و شام اور ہر نماز کے بعد کثرت سے پڑھے گا وہ ذلت سے نکل کر عظمت کے مقام پر پہنچ جائے گا۔ اگر کسی افسر یا حاکم کے پاس جائے گا تو عزت پائے گا اور اس کے پڑھنے والے کا دل روشن ہو گا اور خواب میں بزرگوں کی زیارت کرے گا۔ اگر مریض کے سرہانے بیٹھ کر اس درود پاک کو سو مرتبہ پڑھا جائے اور اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور بیمار صحت یاب ہو جائے گا۔ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ۔

درودِ تاج

یہ درود شریف صدہا برکات کا موجب ہے بڑے بڑے بزرگانِ دین کا وظیفہ ہے۔ دفع آسیب کے لئے ۱۱ مرتبہ پڑھیں اور رزق میں اضافہ کے لئے بعد نماز فجر سات مرتبہ پڑھیں۔ یہ عجیب و غریب درود شریف اپنی مثال آپ ہے اور اسکی تعریف سے زبان عاجز ہے۔ درود شریف یہ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَ الْمِعْرَاجِ وَ الْبُرَاقِ وَ الْعَلَمِ ۔ اِسْمُهٗ مَکْتُوْبٌ
مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ ۔ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَ الْعَجَمِ ۔
جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ وَ الْحَرَمِ ۔ شَمْسِ
الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی نُوْرِ الْهُدٰی کَهْفِ الْوَرٰی صَدْرِ الْعُلٰی مِصْبَاحِ
الظُّلَمِ ۔ جَمِیْلِ الشِّیَمِ شَفِیْعِ الْاُمَمِ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَ الْکَرَمِ ۔
وَ اللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَ جِبْرِیْلُ خَادِمُهٗ وَ الْبُرَاقُ مَرْکَبُهٗ وَ الْمِعْرَاجُ
سَفَرُهٗ وَ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی مَقَامُهٗ وَ قَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُهٗ
وَ الْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَ الْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ ۔ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ
رَاحَةِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ
السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَ الْغُرَبَاءِ وَ الْمَسَاکِیْنِ ۔
سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ
صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ
وَ الْحُسَیْنِ مَوْلَانَا وَ مَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْنِ
عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔

خاتمہ

الحمد للہ اس مختصر سے رسالہ میں درود شریف کے تیس وظائف یکجا کر کے درج کر دیئے گئے ہیں، جو عشاق مؤمنین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لیے ایک بہت بڑی نعمت ہیں۔ اِن کے پڑھنے والے انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے انعامات واکرامات سے مالامال ہونگے اور ربِ کریم کا فضل و کرم اِن پہ بارش کیطرح برسے گا۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں ان وظائف کو اپنا معمول بنائیں اور درود پاک کے وسیلے سے اپنی ہر قسم کی پریشانیوں کا ازالہ کریں۔

آخر میں دعا ہے کہ مولائے کریم اِس تحریر و رسالہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔ (آمین ثم آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔

تحریر کنندہ

محمد حنیف اختر

صدر بزم سعید خانیوال

یکم ستمبر ۱۹۹۹ء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گلدستۂ تقاریر

افادات : مولانا علامہ محمد حنیف اختر صاحب

مرتبہ : محمد نعیم اللہ خاں قادری

جلد سوم

- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- شان والی راتیں
- رجب کے کونڈے
- فضائل شب برات
- فضائل رمضان المبارک
- شان قرآن پاک
- شان حضرت علی رضی اللہ عنہ
- تراویح بیس رکعت ہیں
- اعتکاف کے مسائل
- جہاد کی فضیلت
- پکارو یا رسول اللہ
- یا رسول اللہ ...
- دعا ایک عظیم الشان عبادت
- چند اہم دعائیں
- علم یعقوب علیہ السلام
- حدیث جبرئیل ..... ایک حدیث کی تشریح
- پیر اور مرید
- فیوضات مزارات
- مرض، موت اور تعزیت
- دعا بعد جنازہ
- مسئلہ ایصال ثواب
- فضائل صدقات
- قبر کی پہلی رات
- مسائل طہارت و نماز
- نماز درست کریں
- تکبیر میں کب کھڑا ہو
- نماز کے مسائل (اول تا ششم)
- چند اہم نمازیں
- ہفت روزہ نوافل
- نوافل اور ان کی جماعت
- آ و انگوٹھے چومیں
- تاریخی حقائق
- اعلیٰ حضرت اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- قرآنی سورتوں کے وظائف

ناشر: اویسی بک سٹال جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیوبندی اور اسلامی عقائد کا موازنہ

دیوبندیوں کے جن خلاف اسلامی عقائد پر عرب وعجم کے علماء نے دیوبندیوں کو کافر کہا۔ ہم مسلمانوں کی واقفیت کیلئے ان عقائد کی ایک مختصر فہرست پیش کرتے ہیں اور ہر ایک کے مقابل اسلامی عقیدہ بھی پیش کرتے ہیں اور ہم نے اس فہرست میں ان کا جو عقیدہ بیان کیا ہے وہ ان کی کتابوں میں موجود ہے۔

دیوبندی عقائد		اسلامی عقائد
(۱) خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (مسئلہ امکان کذب، براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی، جہد المقل مصنفہ محمود حسن صاحب)		جھوٹ بولنا عیب ہے جیسے کہ چوری یا زنا کرنا وغیرہ اور رب تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا نیز خدا کی صفات واجب ہیں [illegible] خدا کیلئے سکنا کہنا بددینی ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ جب چاہے غیب دریافت کرے۔ کسی ولی، نبی، جن، فرشتہ، بھوت کو اللہ نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ (تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی)		خدائے پاک ہر وقت عالم الغیب ہے اس کا علم اس کی [illegible] ہے اور [illegible] ہے۔ جب چاہے تب معلوم [illegible] مطلب یہ ہوا کہ نہ چاہے تو نہ جانے یہ کفر ہے خدا کی صفات خدا [illegible] نہیں۔ وہ واجب ہیں۔ نیز [illegible] اپنے محبوبوں کو بھی علوم غیبیہ عطا کئے۔ (قرآن کریم)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیوبندی عقائد	اسلامی عقائد
(۳) خدا تعالیٰ کو جگہ اور زمانہ اور مرکب ہونے اور ماہیت سے پاک ماننا بدعت ہے۔ (ایضاح الحق مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)	خدائے قدوس جگہ اور زمانہ اور ترکیب و ماہیت سے پاک ہے۔ نہ وہ کسی جگہ میں رہتا ہے، نہ اسکی عمر ہے، نہ وہ اجزاء سے بنا ہے۔ اس کو دیوبندیوں نے بھی بے خبری میں کفر لکھ دیا۔ (کتب علم کلام)
(۴) خدا تعالیٰ کو بندوں کے کاموں کی پہلے سے خبر نہیں ہوتی۔ جب بندے اچھے یا بُرے کام کر لیتے ہیں تب اس کو معلوم ہوتا ہے۔ (بلغۃ الحیران صفحہ ۵۷) زیر آیت الا علی اللہ رزقھا کل فی کتب مبین۔ (مصنفہ مولوی حسین علی صاحب بھچرانوالہ شاگرد مولوی رشید احمد صاحب)	خدا تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اس کا علم واجب اور قدیم ہے جو ایک آن کیلئے کسی چیز سے اس کو بے علم مانے بے دین ہے۔ (عام کتب عقائد) دیوبندی خدا کے علم غیب کے بھی منکر ہیں تو اگر حضور علیہ السلام کے علم غیب کا انکار کریں تو کیا تعجب ہے؟
(۵) خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھنا غلط ہے کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ آپ اصلی نبی ہیں باقی عارضی۔ لہٰذا اگر حضور علیہ السلام کے بعد اور بھی نبی آ جائیں تو خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس مصنفہ	خاتم النبیین کے یہ ہی معنی ہیں کہ حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ ظہور یا بعد میں کسی اصلی، بروزی، مراقی، مذاقی کا نبی بننا محال بالذات ہے۔ اسی معنی پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے اور یہ ہی معنی حدیث نے بیان فرمائے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیوبندی عقائد	اسلامی عقائد
مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند)	جو اس معنی کا انکار کرے وہ مرتد ہے۔ (جیسے قادیانی اور دیوبندی)
(۶) اعمال میں بظاہر امتی نبی کے برابر ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند)	کوئی غیر نبی خواہ ولی ہو یا غوث یا صحابی کسی کمال علمی و عملی میں نبی کے برابر نہیں ہوسکتا بلکہ غیر صحابی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ صحابی کا کچھ جو خیرات کرنا ہمارے صدہا من سونا خیرات کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ (حدیث)
(۷) حضور علیہ السلام کا مثل و نظیر ممکن ہے۔ (یکروزی مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی مطبوعہ فاروقی صفحہ ۱۴۴)	رب تعالیٰ بے مثل خالق ہے اور اس کے محبوب بے مثل بندے، وہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ہیں۔ ان اوصاف کی وجہ سے آپ کا مثل محال بالذات ہے۔ (دیکھو رسالہ امتناع النظیر مصنفہ مولانا فضل حق خیرآبادی)
(۸) حضور علیہ السلام کو بھائی کہنا جائز ہے کیونکہ آپ بھی انسان ہیں۔ (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب و تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)	حضور علیہ السلام کو الفاظ عام سے پکارنا حرام ہے اور اگر بہ نیت حقارت ہو تو کفر ہے۔ (قرآن کریم) یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہنا ضروری ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari